

# مشاہیر اہل علم

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی  
 مولانا مفتاح الرحمن گیلانی  
 مولانا سید ظفر (ایک سہ ماہی)  
 مولانا عبید اللہ صاحب سندھی

کی

مولانا سعید احمد کبر آبادی (ایم اے)  
 مولانا اعجاز علی (دارالعلوم دہلی)  
 مولانا عبدالعزیز مسکن  
 مولانا عبدالسلام ندوی  
 مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

## محسن کتابیں



مرتبہ

مولانا محمد عمران خان ندوی  
 صاحب مدرسہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نواب صدر پارک جنگ مولانا حبیب الرحمن شیرانی  
 مولانا سید سلیمان صاحب ندوی  
 مولانا عبداللہ صاحب دریا داری  
 مولانا عبدالباری ندوی

مجلس نشریات اسلامیہ

۱۔ سہ ماہی ۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۴ء

مشاہیر اہل علم  
محسن کتابیں

مرتبہ

محمد عمران خان اندوی

# فہرست مضامین

پیش لفظ - از محمد عمران خان، ندوی

صفحہ	صاحب مضمون	شمار
۱	خواجہ شمس الدین عظیمی مولانا عظیم الدین خان صاحب شیرودی	(۱)
۸	مولانا سید سلیمان صاحب ندوی	(۲)
۱۳	مولانا عبدالحق صاحب دریا بادی	(۳)
۲۰	پروفیسر عبد الباقی صاحب ندوی	(۴)
۲۶	مولانا عبید اللہ صاحب سندھ علی	(۵)
۳۶	مولانا منشاقر حسن صاحب ٹیکہ لانی	(۶)
۵۳	مولانا بشیر احمد صاحب بی - اے - ایم - اے (ایکس)	(۷)
۵۵	مولانا بدر الدین صاحب علوی	(۸)
۶۰	مولانا سید ظفر صاحب ایم - اے - ایم - اے (ایکس)	(۹)
۶۶	مولانا سید ناصر صاحب گیلانی بی - اے - ایم - اے	(۱۰)
۷۵	پروفیسر سید ذاب علی صاحب ایم - اے - ایم - اے	(۱۱)
۸۲	مولانا احمد علی صاحب	(۱۲)



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### پیش لفظ

انسانی سیرت کی پیمیزگی انسان کی زندگی اور کردار کی پیمیزگی کا دورہ۔  
مؤثر فریاد اچھا صحبت ہے۔ اسلام سے پہلے بھی جس دور کو ہم باہمت  
کے دور سے تعبیر کرتے ہیں، رسولِ شفیق علیہ السلام انشور با فی شاعر طرقت  
اپنے مکتبہ میں کتاب ہے۔

عن النضر لا تسأل: ابعد قرینہ فان الغریبین یا لمتبارکنا عفتدی  
وذا کمزت فی قوم فصاحہ بخیر ارجم ولا تصعبا لکاردی فتردی ہم ان  
(یعنی اگر تم کو کسی شخص کے دشمنی تمہیں مقصود ہو تو اس شخص کی تحقیق نہ کرو۔  
یہ اس کے ہم نشینوں کو دیکھو کہ کون کون دست اپنے ہم نشینوں کو مشی  
ہوتا ہے۔ جیسے ہم نشین ہوں گے دریا بنی دو شخص ہوگا۔

جب تم کسی قوم میں ہو تو اس قوم کے اچھوں کی صحبت اختیار کرو  
کا دورہ لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ نہ تم بلاک ہو جاؤ گے۔  
رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عوامی ہے جس میں نیک و  
صحبت کی نہایت دل نشین مثال بیان فرمائی ہے۔

مثل الجذیرس الصالح: الجذیرس | اچھے اور بُرے کا ہم نشین کی شان مذکور  
بسو جکھان المسیرت نا فلج الذکیر | فردش اور جیڑا صحت اسے کی ہے۔

## ب

فخائل المساک اما ان چھل پانک | ملک طردش با تو ملک دیہ سے گا باغم  
واما ان تبعیاع صنفہ در احصا | بغیت اس کو خرید ہو گئے ورد کم سے کم  
ان تحیلہ صنفہ و صیحا طوبیہ کا | تم کو ملک کی خوشبو ہی (سو گئے کو) ملے گی  
و نالغہ الکلیہ اما ان بھرت ثباہلہ | لیکن بھی دھوکے والا! تعالیٰ کہہ دے  
واما ان تحیلہ صنفہ و صیحا صنفہ | جلد سے گایا اس کی بد پر تم پڑو گئے۔

بعض انور، نودل میں خوبیاں لکھ ہے دھندل کا افس و حسنیہ  
من جلدیں السورج میں اگر صانع ہم نشین اور اچھا سا تھی میسر نہ ہو  
پھر انسان کی نہایت ہی بہتر ہے۔

ہم اصول میں طرح انور و نشت میچ قضاوت بھی صحیح ہے، اور اسی ایک  
اصل کے افقہ و ہو جانے سے مسلمانوں کی (اخلاق) نہ نہ گئی ہیں وہ گھٹن لگتا  
چلا مار رہا ہے جس کو اب وہ بھی محسوس کر رہے تھے ہیں۔ جن کی نظریں پہلے  
اس طرح نہیں جاتی تھیں۔

لیکن یہ زمانہ جس کو پرکھن نام نشت نہ گئی کا فرد کے اصول پر مبنی کا زمانہ  
کہا جاتا ہے پرکھن کا زمانہ ہے اور سیرت سازی میں کتنا ہوں، رسالوں  
اور سفید کا خدمت سیاہ چھپے ہوئے حروف کو بڑا اقل ہے۔

دوب کے نام سے، آرٹ کے نام سے، انسان کے نام سے، ناول کے  
نام سے، ادب لطیف کے نام سے، اور غذا بننے کے کتنا ناموں سے، ابھی کتنا

LIBRARY

Anglo-Arabic Library (E) 1998

میں صباغت، خوبصورت جلوہ اور خوشنماگر پوش کے ساتھ سیکڑوں جگہ  
 ہزاروں کی تعداد میں خواتین شائع ہو جو کھر کھر گھر صلیب رہی ہیں، میں  
 سے بڑے چھوٹے، اچھے اور بھیاں اور حد یہ ہے کہ گھروں کی ہر نشیمن  
 عورتیں بیک متاثر ہو رہی ہیں۔ بچا بچوں اور اسکولوں کے بڑے بڑے  
 غنہ اور فانیات کا یہ تاثر جو مد پر پورے چکے ہے اور اس کے جو نتائج  
 پیدا ہو رہے ہیں وہ کوئی دھکی چھٹی بات نہیں۔ اور اب لڑیں شری  
 مر اس کے غلبہ (کیونکہ ان کے سنٹ سے نیند مقصد زندگی اور جمل ہوتا  
 چلا جا رہا ہے) ابھی میں کا شکار ہوئے جا رہے ہیں۔ فہم ہمارے میں لڑنے  
 کی کتابوں سے سہ و غلبہ و دشمن میں ہی کس چیز سے جوئے ہیں۔ جو علم  
 اور فلاح کا کوئی خاص اثر ان میں پیدا ہو، درہن یا صفت ہے کہ ان کا  
 مطالعہ بہت محدود اور علم کا دائرہ بہت ہی تنگ ہوتا جا رہا ہے۔  
 اب صورت یہ ہے کہ ایک طرف ابھی صحبت، ٹیک سوشل صریح و نشیمن  
 اور مناصب ماعول کا فقدان ہے اور دوسری طرف پڑیں گی۔ نہ سے ہر چہ  
 جمل چیز اپنا غیر محسوس، دہر پھیل رہی ہے۔ خدائق جن رعب ہیں اچھا  
 اور بُرائی کے صوبہ تبدیل ہو رہے ہیں، ان کے مناسب جہاں بن رہے ہیں  
 کل ملک جن لواحق کا انتساب کسی طریقت آدمی کی طریقت کرنا اس کے غصہ  
 و غیرت کی آگ کو بھڑکانے کے مژدہ نما، آج ان کے گھر داسے





قریب وہی باقی رکھی گئی ہے جس ترتیب سے یہ المندودہ میں شائع ہوئے ہیں۔ مولانا ابوالکلام صاحب مودودی کا مختصر مضمون المندودہ میں شائع نہ ہو سکا کہ رسالہ بند ہو چکا تھا، لیکن اس کتاب میں وہ شائع کر دیا گیا ہے۔

بعض میں ایک مضمون کا اضافہ کیا گیا ہے جو المندودہ میں شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ مضمون میرے محترم کرم فرما مولانا "ابوالحسن علی صاحب ندوی" شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء، کتب خانہ سے ہے۔ میں مضمون ہوں کہ میری فرمائش اور راجہ رستم انھوں نے اس کے لکھنے کی رحمت گوارا کی اور اس طرح یہ مضمون اس مجلہ میں ایک گزراں قدر اضافہ کا باعث ہوا۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ	مرتب
۴۴ رجاری المثنائی، مشکوٰۃ	محمد عمران، ندوی
۱۰۰۰ مکی، مکتبہ المدینہ	

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے جناب قلوبِ سحر۔ یا رنگِ مولانا: عبد الباقی خاں شروانی  
 وہ: مرزا کا مشاہیر و صحبہ کہ: قبل ان کہ جو منے سے چھٹے میں سے مناسب زمین کو  
 انتخاب کرتا ہے انتخاب کے چند زمین کو میرا یہ گزرتا ہے جس وقت تک کہ سے پاک و  
 صاف جب اس طرف زمین چارو جیست ڈالیں یہ عمارت ختم ہوتی کر کے پڑتا ہے۔  
 جو حد کی طرف سے عمارت کر لے لے اُن کے احوال کو غور و فکر سے  
 چک عمارت و کثرت۔ سیرال سے اُن کی غلو و ناگوار، پڑ پڑا ہے۔ سہا پتا بہت  
 ۱۰ پڑ پڑا۔ رشتہ پڑ پڑا ہے جو اپنے سنا اور چل سنا ایک عالم کو نہیں پہنچتا پڑ  
 بہت ہی حال ایک عمارت پڑ پڑا۔ اُن کے ذوق و استعداد صحت کے تشو و ناگوار  
 سب سے اُن کے اُن کے باطن کو پڑ پڑا ہے۔ وہ پڑ پڑا ہے اُن کے اُن کے  
 پڑ پڑا ہے۔ باطن کی صفائی طبعی غرضت کے نہیں و باطن کو پڑ پڑا ہے۔  
 دلیب عمارت و غایت پر سب سے اول شہرت و احوال پڑ پڑا ہے۔ اُن کے بعد  
 متاثر محبت کو جس میں تعلیم و تربیت و غور و افکار ہیں۔ پڑ پڑا ہے اُن کے  
 اُن کے بعد و جدا جدا اُن کے اُن کے تربیت میں کرت۔

یہ تو مہا پتا ہو گئی: میں علم کی پڑ پڑا ہے۔ پڑ پڑا ہے سب سے عمارت کا انتخاب





مردوں کے حقوق دکھانے پر اُردو خط میں لکھے اعتباروں میں چھپوا دیے۔ اُنہی زمانہ میں مذکور  
 انجمنیات مولوی محمد حسین صاحب بزاز و جنوری ۱۸۸۱ء میں مولانا کے پاس آیا اور انھوں  
 نے شوق سے اس کو پڑھا اُن کے شوق سے کچھ گو بھی بطور ہونہ پڑھا اور قرب پڑھا۔  
 پہلا ایڈیشن ہیں دیکھا اور دوسرا بھی لکھے چل کر دوبارہ کبریٰ پڑھنی شروع اور فوراً سے  
 وہاں لکھ گڑھ کی آمد رفت شروع ہو گئی تھی وہاں سرسید اقدعاں مرحوم کی خدمت  
 میں حاضر ہوا بارہ صاحب کے ذہنی خیالات قورلے نہیں ملے لیکن باری اور قلمی  
 کوششوں کی غفلت محسوس ہوئی جواب تک نام ہے۔ بڑی محنت مولانا قبل حسب  
 مرحوم کی صحبت قلمی۔ جو محبت کے مدد ملی گزرا کا ابتدائی زمانہ تھا۔ سب سے پہلے  
 ہر نے موضوعات کو لکھنے کے لئے کہا جس میں دیکھا تھا۔ یہ محبت میں ادبی تاریخ کی نہ کرنے  
 رہنے تھے۔ مسلمانوں کی گزشتہ قیدیں "اماموں" "الفاظ" "دی" "سیرۃ انعام" "شعر انجم"  
 کا مطالعہ کیا۔ پھر لکھے۔ ان کتابوں کے مطالعے میں کلام کی ہر جگہ، مرقعات بیان اور  
 و کلام نگاری کی قوت کے خصوصیات مل رہی تھیں۔

تخصیص میں انکساری کے سلسلہ میں بہت سی انتہائی کتابیں دیکھیں پڑھیں یہ سب  
 کہ، بنا چاہئے کہ عقل اور انکساری نہیں ہوئی۔ اور وہ درجہ اولیٰ درجہ کے منطق و  
 لائق کے سلسلہ کا اثر بہت کم قبول کیا۔ بہت متاثر وہ فصاحت کو جو بہت ہی۔

اس طرزِ تصدیق کے یہ نتائج کر دینا متصور تھا کہ جن کتابوں کا مطالعہ ہوا ان میں  
 اور یہ کتاب ہوا کیوں نہ ہو، ایک ہی کتاب کو بہت سے جگہ پڑھنے ہوا اور بہت سے



میر محمد حسین آزاد دہلوی، اسلمہ لہری کی گزشتہ قسطیں، اردو سون، اشعار و نظم مولانا طہیلہ۔  
 "تاریخ قادیانی، واقعات بابری، جبریل فرقتہ، اشراک جہاگیر۔

۲۔ اسرائیل، مختصر ہے کہ مذکورہ ڈاکٹروں میں بعض ایسی بھی ہیں جس کا کوئی  
 حقہ پورے ضرورت دیکھا اور پڑھا تاہم ان کا اثر دل دراز ہے پھر سزا ہوا۔  
 "وہ کتاب جس کا ذکر ہے وہ گلاسٹن کا ذکر نہ کرنا احسان فراموش ہے، وہ  
 دو کتابیں ہیں جو میرا۔

۱۱۔ انسانیت اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی۔ محدثین کی تعابیر کے  
 بڑی ہیں۔ تصنیف کے ذکر کے ضمن میں صنعت کا ذکر بھی تفصیل و تحقیق سے فرمایا ہے۔  
 یہ کتاب ہر کتاب کے مطالعہ میں پہلا پڑھنا ہرگز نہیں ہے، کتاب کے سے "انسانیت اللہ" مطبوعہ  
 لاہور، لکھا تھا، شوق سے پڑھا۔ صاف و سنجیدہ عبارت میں حالات و واقعات  
 تحقیق کے ساتھ بیان فرماتے، سب سے یقین ہے کہ لکھنے کے وقت و غیر مسائل کی جامعیت  
 میں برصغیر کی بہت کامیابی تھی، ان کی اصل وہ لڑکے ہیں جو اس کتاب سے  
 کے مطالعہ سے پیدا ہوئے، رحمت اللہ علی مصنف۔

۱۲۔ ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ کے دو سال کے تصوف کے ایک حضرت مرید نظم و نثر کے حالات میں  
 مؤلفہ حضرت شاہ قلام علی صاحب، دوسرے حضرت شاہ قلام علی کے حالات میں۔ نوشتہ  
 شاہ عبدالغنی صاحب مجددی۔ یہ رسالے ہیں، ان کا ہرگز کوئی کتاب اور میں سے

سلفہ سے لے کر: یہ کتاب میرا ہے میری دلی تمنا ہے۔

ہاتھ آگئے تھے، مساوت تھی نہ دیکھ کر ٹوٹ پیدا ہو بہتان، خود اپنے کی طرح دوسرے  
 تک مٹا لے گیا۔ یہ زمانے بھی معجزہ قدیم ہیں، حادث صاف، در سنجیدہ و مبارک  
 میں بہ افراد را غرق سے پاکہ متعاقب در چشم اور بیان قرآن کے ہیں، ان رسالوں کے  
 مطالعہ سے یہ ذوق پیدا ہوا کہ تصوف کو بجائے منہ غٹ گئے حادث در آئینہ کے  
 آئینہ میں دیکھا جائے، اعلیٰ شہرہ ذوق اسباب کہ کار قرار ہے۔ پڑگان وقت سے  
 مٹنے اور ان کے متعلق فیوض و حقیقت کے ہیں ہوسنے میں بھی پس ذوق بجا لڑا  
 در ارضی اشر تعالیٰ عنہ منہ ہما۔





## از مولانا سید مسیحیہ ابن ندوی

میرے بڑے جانی مرحوم مولوی حکیم سید پونہیب صاحب مدظلہ العالی نے مولوی محمد دیوبند  
عبداللہ صاحب تازی پور میں اور ان کے شاگرد مولوی شاہ علی نعمت صاحب علیپور  
کے شاگرد تھے اس کا اثر یہ تھا کہ وہ فرید دست کے لطیف اور دلدادہ تھے اور  
تمام عمر کا اس شہر نعمت و در نہر دقتوں میں گزار دیا۔

وہ جب فراغت پا کر گھر آئے تو بچہ تھا اور تھوڑے عرصے انشاؤں پر  
بڑے تھے۔ میں نے انہیں کے دامن شفقت میں پرورش پائی مسلمانوں پر مہربان  
کاہ و رات زیادہ تر عہد قلم کے سب سے بہتے اُن کو اپنے دست کی جلیبوں اور  
گلاب کی دھری مسلمان بھائیوں کو بھانے اور اسم کی صبح حلیمہ کے آشت کر سنے کی  
رحمن مٹی ہاتھوں سے ہنسنے کی پیمانی میں بیویوں میں دھند دھندتین کے لئے مخصوص فرمایا  
چرکریا بچہ تھا، ڈاڑھی ختم ہو کر تیزان و شعلہ غریب تھی اقرآن پاک کے ہر سورت کا تفسیر  
قصیدہ رستاخیز علیہ کی تفسیر و الوہان میرے ہاتھ میں دین کی میں کتاب ہی تھی۔ میں  
ان بیویوں کے بیچ میں بیٹھ کر مثنوی افغان کی ایک ایک بات پڑھتا تھا اور بھائی  
صاحب مرحوم پر وہ کے اچھے سے اس کے ایک ایک مسئلہ کی تفسیر و تفسیر فرماتے  
اللہ وہ فرماتے وہ میرے دل میں بیٹھا ہوا تھا۔

ہمیں کتاب تھی جس نے مجھے دین حق کی باتیں سکھائیں اور یہی سکھائیں کہ  
انہی تعلیم و احادیث میں ہیں، نہ میاں میں کتنی دھند دھندت کے طوفان اٹھے

مگر اس وقت جو باتیں چڑھ کر چلی تھیں اُن میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے جی نہ سکی۔  
 علمِ کام کے مسائل، اشعار و مشنر کے نزاعات، اخلاقی مسائل اور دینِ رشد کے  
 دو کوئی کے بعد دیگرے نکلا ہوں سے گزرتے مگر ہمیں شہید کی مشیر و مرال اپنی جگہ پر  
 قائم رہیں۔

مفتی محمد امین، دہلوی صاحب، اور دوسرے درجہ دار اعلیٰ ہوا، مگر سے کچھ رہنے  
 ماند ہو چکا تھا، اُن میں اصولِ حدیث میں شاہ عبدالعزیز صاحبِ محدث و چوٹی کا  
 رسالہ علمِ اُمت تادمہ بھی تھا، اصولِ حدیث کے اس مختصر و سلی رسالہ کو پڑھنے سے مجھے  
 علمِ حدیث سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ تادمہ کے کتب خانہ سے شاہ صاحب کی دوسری کتاب  
 بشانِ محدثین پختہ کی، پہلے طور سے اس کا مطالعہ کیا، اور باتِ ترمذی کی تفصیلات  
 میں سے امامِ مالکؒ نے میرے دل پر قبضہ کیا جس کا مقبول ہوا کہ خود امامِ مالکؒ سے  
 سب سے دور گئے چل پڑا ہوئی۔

اس دنوں میں دہلوی صاحب کے مطالعہ کے سلسلے میں ان کے دربارِ معلّمہ میں کچھ  
 کتابیں الگ رکھوا دی گئیں، جن میں کوئی دو تیس کتابیں تھیں، ان میں کتابوں میں ماند پڑ گیا  
 کی تذکرہ، کتنا کہ نہیں، اُن کے مطالعہ کے محنت کے کارناموں سے بچا گیا۔

اوپر کی معرکوں سے ظاہر ہے کہ کتبِ کرم سے دل میں ہفتہ مذکورہ علمِ حدیث  
 امامِ مالکؒ کی مابین کا شوق ہوا، اسی شوق کا یہ نتیجہ تھا کہ مکتبہ میں سب سے  
 پہلے حضورِ ائندہ میں علمِ حدیث پڑھ کر جس کی تشریف پڑ گوں نے فرما کر میری صبر

بڑھایا اور میری سب سے پہلی کتاب حیات نامکے وجود پر آئی۔

اس اثر نے ایک خدمت اعلیٰ کی طرحی سال تھا، صحیح بخاری کا سزاوارتھا۔  
 بعد میں منسوب میں کچھ غائی غنی تھے۔ درگاہوں کی خدمت آخری قصب کا طلاق  
 خود مجھ پر تھا، وہ میری ہی وہ خوب شہر کے رشتے ہر روز اسباب میں آگئے اور مولانا  
 جواب کرتے تھے اور ہر روز گاہ کے کلمہ کو اپنے اپنے قیود کے کتبوں کی طرح  
 دہانتے تھے۔ دوسرے دن میں امام بخاری اور غنائی کا مہاراجہ خدمت میں آئے اور میں  
 حافظ ابن حجر کی فتح الباری کی بناء، اسی مسئلہ میں فتح الباری کے مقدمہ کے مطالعہ کی  
 قوانین میں اور اس کا نتیجہ امام بخاری پر دو سیز منسوب ہے جو اندر وہ مسئلہ میں نکلا ہے۔  
 ہم پڑھ کے شوق سے مجال کی طرف اور میں نے تاریخ کی طرف رجوع کیا اور  
 اس مسئلہ میں ابن حجر کی کتاب التدریس دعا ہی طبع کی شہنہ طحون و ابن خلکان کی  
 تاریخ کے مطالعہ پر اور کئی شہنہ نے ابن خلکان کی کتاب ابنی و اندی بار پڑھی کہ  
 اس کے واسطے۔ عربوں سے اس کے اول و آخر سے متعلق ہو گئے۔ سوزہ الجلی نے  
 مسئلہ میں ہوا یا نہ ہو کے ایک شہر سے واپس آئے تھے اُس کے منکر نے قرع منکر کا  
 جب ایک قصہ دیا کہ قرع منکر کا کوئی کوئی دو میں کس نہ نہت نظر سے کسی کتاب کو  
 دیکھتے ہیں تو میرے دل میں ایک ٹھہر گئی اور یہ ہے ابن خلکان نے من سے سیز منکر  
 کھڑے ہیں کیا جو غنائی و میرا چھپا۔

اسی کتاب میں ایک بات بھول گیا، میرے دماغ کیسے کے قریب ایک دو سرا



سب سے آخری حیوہ قرآن پاک کو متغیر پایا۔ سو وہ ناخوشی و رنج سے اس کا آواز کیا اور  
 سو وہ نامید و تکرار و روم کی دیکھ چکے و مفید مہینوں میں یہ چکا اور کسکے بڑھتا گیا اور اسی کا  
 پر فوج جو کہ سیرۃ نبویؐ کی ہر محبت میں قرآن پاک میری عادت کی بنیاد ہے اور میری  
 نبویؐ اُس کے نقش و نگار ہیں۔ اور سب ہیں دونوں میرا سر پایہ اور ہیں دونوں میرا  
 زاد راہ ہیں۔ ایک اسلحہ ہے دوسرا نعل، ایک دھن بیل ہے دوسرا دھن فنی، ایک لیل  
 ہے دوسرا فوجیہ ہیں کو یہ ایک دو نظر آتے ہیں اور احوال ہے۔ ورنہ احوال و لذت و توفیق الہی ہے۔

————— ❦ —————











ایہ اسے کی گئیں نہ بولیں۔ لیکن ٹیبلیم تو بہر حال غصہ سے سرسبز ہو گیا۔ مضمون بھاری، صلیب بچا  
 تو وہ مارا تو گرجی دونوں میں عاری رہی، یہی ہوئے جو تھے مشتعل ہو گیا۔ دو تھری سال بعد ایک  
 دوست کی تحریک پر بنگلہ دہی میں ایک حد میں کئی کئی دیکھیں۔ وہ دل کس قدر راز و مرہ بنی  
 ہوا تھا جہت و فلسفہ کا معادلوں شروع ہو گیا، خصوصاً ستر بیٹھ اور ہمارے کے مشورہ و فتنی  
 ڈاکٹر بھگوان داس کے بنگلہ دہی میں بھگوان داس کے فدیہ سے مفر جیت، ماریت اور غلطیت  
 کا جو تیز لاشہ ہوا تھا اور وہ تہ تیغ ہو گیا ہوئے تھے۔ وہ دل میں کانا کی ہو گیا کہ نا ہی اور جانی  
 دیکھ کے غور ہو ہی گئی، اور حال کم کا وہ جو ہے حرور بھگوان داس کی بنگلہ دہی، اپنی پیش و پسند  
 کا تو جہاں، اس مشیت سے لکھ کر ثابت ہوا۔ خدا کا نام اب تعالیٰ مقرر نہ رہا۔ ہر دور اور ہر حالت  
 کے اطاعت سے نفرت، بڑا ہی دور ہو گئی، اور اس درمیان میں ہونا نا پسند کی سیڑھیوں کی جگہ  
 اول شاخ ہو چکی تھی، اس سے خوب غور سے پڑھا تھا۔ اور اس سے ہمیں ایسا اثر قبول کیا تھا،  
 صاحب ہر ایک کے ثابت و ایمان تو اب بھی دور کی چیز تھی، لیکن ماورائے سر و غیرہ کے اذ سے  
 انھوں نے خدا جو ایک خدا ہے اور خود بخود سرور کا تصور قائم ہو گیا تھا۔ ان گھوڑوں سے بے رنگ  
 اسی میرٹھ کے مطالعہ کی برکت سے کٹ چکا تھا، اور اس کی جگہ ایک غریب نیت صبیح قوم کے  
 نہیں نے بدل تھی۔

ابہ دل سپان صوفیہ کے تامل و احوال ہیں ہیں گئے تھے تھا کہ کثرت و کرم صحت کے  
 بکر ہاب و جہیز کا کہ ہے ساختہ پسو، اچانک تھکے تھکے اس قسم کے طرزات و مفادات کی  
 دیکھ گئی۔ تاہم اس دور میں کئی برس سے اس سلسلہ میں پیر و اہل بیت، سلطان تو اب بھی تھا

میں غنیات رہے۔ ان کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ محنت کن ہوں کے مسئلہ میں حسن شخصیتوں کا  
 ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن اٹھارہویں صدی کے بڑے صاحبان کا، جو درباروں کا مقرب نہ تھے  
 ہستیوں میں ایسی نہیں۔ جن سے طبیعت رفتہ رفتہ اور بہت حد تک رفتہ رفتہ سے سنی لیکن بہر  
 حال اسلام میں ہی اثر پھیل کر رہی ہے۔ ایک اور اسکے مشورہ حکیم و حکمران شاہرہ اکبر آبادی  
 ہیں۔ دوسرے کا مرثیہ کے (۱) میں اس وقت کے "مسٹر" اور "سی" زبان میں "مولانا" ہو جانے  
 والے تھے۔ ان دو کے بعد چکا بکا اثر مولانا محمد امجد الدین مفسر قرآن کا بھی پڑنا ہے۔

مختلف قریب فترت کا، ایک قرن کے (۲) میں شرفی مشہور دکان پوری انجلیشن کے  
 چھ فترت کے ذریعہ دکان کے ذریعہ صفت امیر مسکن تربیت پر تھی۔ صفت کے پھول پر صاف  
 کاغذ کتابت صبا صفت کے یہ جوڑ لیا میں لکھ رہی تھی۔ ہزاروں اشیا غایت مفصلی، مہند  
 سالانہ ضرورت بھی نہ کرتا، لیکن یہ زمین جو مٹی طرح تیار ہو چکی تھی، بعد کو خدا انگشت اور  
 سنہ کی پابندی کے ساتھ مشکب دست سے مٹی کے ساتھ زون، دونوں سے شروع کیا۔ اور ہر  
 جوڑم ہر شون کی رفتار، نیز سے نیز تر ہوتی گئی۔ ان کاٹنے مشکل ہیں۔ علم میں اس وقت  
 شون کن کیفیت بیان کی جائے۔ فارسی سند اور زبانیں ہی تھیں۔ سلوک و معرفت کے  
 نکات و اسرار تک پہنچنے پر ہری غنمی معنی میں بعد از ہزار ہا کے بعد میں نہ گئے لیکن  
 ہنگامہ کا یہ عالم کہ ایک شعر بھی چھوٹے کوئی نہ پاتا۔ اور دل سے، خفا پر ہوا ہوتا کہ  
 جس طرح میں لیکن ہم ساتھ و فرزد کو ایک درخت کے جڑ کاٹاؤں، کہہ لے پتے اٹھنے  
 چھٹنے تک کا پیش قدمی۔ صحت سے فرار نہ کر رہے تھے جس، اسی کو شروع سے صحت تک



نام اگست ۱۸۵۷ء تک کی ایک سترہ کے پاس سرکاری تحفہ عوامی ہوئی گا۔ انگلینڈ کی  
ترجمہ و تفسیر کے چھ حصے میں آیا اور طبیعت نے اس سے بھی بہت گہرا اثر ادا چھانڈا قبول کیا۔  
مترجم زاد سے آگے ہوئے۔ بیوں شبہات و اعتراضات اس ترجمہ کی تفسیر سے اور چھٹے  
اور ساتھ اب تک کاظم ہے۔ اس کے پچیس سال کے عرصہ میں طاساں اور خطباں بہت ہی  
دلکے بعض جگہ تو ایسی جہاں میں اس کے قرائد سے تخریج سے مل جاتے ہیں اور ترجمہ تفسیر  
کی حکم میں آچکیں۔ لیکن: انگلینڈ کی خواتین اور مغرب زدوں کے حق میں اس کے مفید  
اور بہت مفید جو نے میں اب بھی قراکھم نہیں۔ — ہدایت کا واسطہ جب انڈیا کی ملک  
صوبہ خیر مہلوں کے کھم کو بنا دیتی ہے۔ تو یہ تو بہر حال: انڈیا کے کھم کو ترجمہ حاشیہ  
ہے۔ مگر جب کہ بعض اعتدالی غلطیوں کی بنا پر ان کی ساری کو مشفق سے بدمن ہو جانا  
قریب فصاحت، مستحکم تحقیق نہیں۔

نہ سہاں پہ پہننے کے بعد پھر پورا مسلمان بن جاتا اور خواتین کے لئے  
تصہیح میں آگے زبان و روش و مذاق ان کی اور اور قاری تھیں جو حق کی تفسیر اور  
تحریر کی ان خصوصیات نے نظر بند ہی منتہی کی اسب اپنا اپنا کام کرتی رہیں۔ ان میں  
مگر کوئی تفسیر: پمارت تک کہ کہ کو باسٹ مجدی نے اس پہ چوری صرگادی۔ مکتوبات کا  
جو امر قسری نسخہ متعدد جلدوں میں پیش نظر رہا، اور انھی صفائی خوشنمائی احمد کثرت حمد  
کے ناعلم سے گریبا مٹوتی ہی کے اسی کا پندری الیچیشن کی فکر کا تھا اور ان میں شاہد اس  
سے کچھ ہی کم خوشنما سے اگر طبع میں ایک خوشنما رہتا ہے یہاں ہو گئی تھی۔ لو اس میں

سکون اور شہزادہ کو تخت پر ہی کی حرکت سے حاصل ہوا۔ دربار میں حجازستان کی ہوائی۔  
 شہزادہ جلد ہی آفراتانی، سردار دیو، فقیر میر کا برہنہ پور کی فدا معلوم کتنی کتابیں حکم و نثر کی نظر  
 سے گزر گئیں۔ لیکن دل بہتر باغیوں کے عجوبوں کا سب سے بڑا وہ گہرا بیٹھا۔ اپنے غم کو  
 دیکھ کر کہتا تھا۔ حالانکہ گہرا بیٹا دوسرا کا پڑا حصہ میں وقت تو کیا ہے۔ یہ تک نہیں آیا۔

مال کی انگریزی کتابوں میں ایک ناول ذکر کرتا تھا اور یاد آگئی یہ نو مسلم پور میں پایا ہوا  
 کھو تھ کی: *the story of the Caste* (۱۸۷۷ء) ہے۔ اچھے میں چھوٹی سی مورت  
 کے خلاف سے بہت بڑی۔ وہ گہرا بیٹا پر نگریں تو اس کے قدمیں ہاتھ کے غائب۔ بڑی ستر  
 سے پتھر کو جو بڑی کڑی ہے۔ تہذیب فرنگ واسطوں سے مستفی ہے۔ اسے اپنے ذہن میں  
 تھے۔ یہ مغربی فکری بھی جو یہ تمام تر اشیاء کی تائید کر رہا ہے۔

سلسلہ قضاہ کہہ دوست کی رہنمائی سے چنے رسائی نودہ خاوی دہلا سے  
 موافقہ میں: ماضی ملک تک جوں۔ درہر سلسلہ میں قوم مور: اور ان کی دو صری  
 فقہ: ایک سے حجاز میں: رتوانی کا ایک نیا عالم نظر کے سامنے کر دیا۔ اب  
 اور ہر ہر نہایت مسلسل غلط اس نے ہم دنیا میں کو فضا سے نرانی کہتے۔ اپنا تجربہ ہے  
 کہ ادمیت حضور جس کے ان کثر اور ان ہے اور ان اہل جنت سے ہیں۔ وہ گہرا بیٹا  
 جتنے جو فقیر خاوی کے پاس ہند سفر ان کے اندر بہتر آہستہ ہیں۔ سادہ دہلا کا اہل  
 بہت ہے۔ اندر سب کو محفوظ رکھے۔ جو دہلا نہیں چاہتے۔ خیر: تمہیں چہرہ کر اگلا باہر  
 ہاں ملتا ہے: سر: اور ہر ہر تیسرا: سر سے ملو نہ ہری بی: پر غور سے نہیں ہے جو ہر







سب کچھ کو قوروا رہے نہ رہے زائر جواب میں اس کو مضامین جو مجلس صاف  
 دیکھنے کی بڑی محنت ہے۔ چاس ہو تو پانی کی کیا کس۔  
 سب کچھ خوشنکلی اور بدست۔ تاکہ بہت خوشہ نہ لاو پست  
 البتہ جھوٹی پیاس بھٹکتی کہ لگت ہے۔

یہ تو ماضی تھا، حال یہ ہے کہ "ذاتِ انکسب" کے سوا کوئی کتاب کتاب ہی  
 نہیں ملو رہی۔ وعا فرمے کہ جو کچھ میں زندگی دیتی ہے، میں زندہ کتاب اور اس کے  
 نذر۔ علی ہوت، مصنف کے آستانہ پر ختم ہو جاتے۔

جو کچھ "پست" ہے اسے اس لیے "محبوب کتاب" بھی محبوب تھی بات،  
 اس خیال سے آپ کی خدمت میں عرض کر رہے کہ علی ہوت ہے۔ یہ کھڑکی کی تو نہیں ہوگی  
 تو میری سر پرستی کا باعث ہوگی۔

نہا میں سب سے زیادہ خوش اس کتاب کا بننا میرے رابطہ، محبوب، بلانا، رخ۔  
 لیکن اب یہ دیکھتا ہوں، تو جو چیز اس کے نقطہ نظر اور عزت کو "معاذہ" کہتے  
 کر رہے ہیں وہ سب سے زیادہ میں اپنی اسلوب بیان، مثالیں، سب کسی چیز پر اسے "معاذہ"  
 میں نہیں آئی کہ کوئی کتاب ان میں اتنی دل و دماغ اور بشری نفسیات کے ساتھ اس طرح  
 پہنچتے، دچا، پست میں جو دیکھتا ہے۔ میں نے یہ کتاب، جتنے کتابیں لکھی ہیں  
 آپسوں میں بشری انداز بیان یہاں ہے۔ وہ یہ کہ غیری عقلی، قول، ترجمہ خود ہی کہ سب  
 جب کسی دوسری زبان پر لکھتا ہوں۔ قصات، افسانے، کہ ترجمہ کے اندر دیکھتا





نہیں جس کا وہی خواہنے ہر کچھ کا سوتے دیگر راہ سے

جس طرح ہر پہاڑی خدا کا ہم پر راجع دماغ کے: نفاق کے لئے سوا حق اہم ضروری  
 نہیں۔ وہی حال۔ وہ عالمی نہ کا نہیں ہے بلکہ ارادہ کے اور اس وقت اقتدارات اجسام سے  
 بہت زیادہ شیر و شکار سے معلوم ہوتے ہیں "ایک شخص دوسرے کے ساتھ کیسے پکڑتا ہے؟  
 ایک بولی مثال عرض کرتا ہوں کہ "من اذلاہم کو داؤلا دیکھو حال دیکھو"  
 سے کرتا ہے کہ "توئی کا ایک ٹک" کا ذکر ہر شخص بن سکتا ہے۔ لیکن ہر شخص لفظ  
 دہائی کے تجربہ سے سر سے نہیں گزارا۔ یا میں کو خدا دیکھو سے سب سے نہیں لے "اوہ  
 فاعلم انہ کے پیڑ پر "من تحفوا و تصفوا و تحفوا" کے طالع کی کراہت زبان سکتا  
 ہے "اسی طرح" انما مویکرو داؤلا کو فتنہ و لایک حنذاہ اجبر عظیم الہی کا  
 تحقیق نام اس شخص کو کیسے نصیب ہو سکتا ہے جو سو فتنہ اس سال وار لہو میں پڑا ہے۔ بلکہ  
 فتنہ بار دوسرے کے تجربہ سے تفسیر میں لکھ دینا اور بات ہے۔ لیکن ذرا آئی فتنہ تو  
 ہر حال لائی تجربہ ہی کا فرو ہو سکتا ہے۔ من! لایک حنذاہ کی وہ مقامی اذہا فتنہ کی  
 کوئی سند دکر سکتی ہے اور مسئلہ یہ کہ کوئی دیکھنے سے دیکھتا سرا۔

ایک اور مثال یہ ہے۔ ایک شخص کا راجع تاقی دھنوں کے راجع کو جھٹے  
 کے لئے سنا لہا میں جھٹلی اور دگر دی ہیں مگر تار دہم، نفس اور باہر ہی جھٹلی کی راجہ  
 کی ناک چھوٹا ہے، اس کے بعد اس کو "واؤلا و لاؤلا" لکھا ہے و لہا میں لکھا  
 بلکہ شئی غیب سے لکھ کر کچھ میں آتا ہے اور مائی ہی لکھتی ہے۔ اور لکھ لکھ

عقیدہ کے ایک اشارہ سے غلام کی لولیت، رازِ غریب، فنا پریت، ربانیت اور  
مخلوقات کے ساتھ اس کے ربط و تعلق کی گروہ کٹس جاتی ہے۔ تو جس دماغ میں یہ سوال  
ہو نہیں، اس کو جواب کیلئے گا۔ یا اس کی کیا قدر ہو گی۔ کیا اس کی کوئی وجہ سمجھ رہا  
ہو سکتی ہے کہ ایک عسفی دماغ کی ہدایت کے لئے قرآن میں کوئی ماہِ نہ ہو۔

حاصلِ عرضات یہ ہے کہ مسئلہ عقائد و اعمال کی جہنم و آگ کی تکلیف ہے اس  
قدر کہ جو سب کو قبیلے و تہذیب و ساری پورے کی جہنم تکلیف ہے۔؟ فی قرآن کا ایک  
جست بڑا اصحابِ معلوم ہوتا ہے کہ مختلف انواع و احوال کی مختلف شکل اور  
طایفوں کے لوگ اپنی اپنی خاصیتوں سے اس زندہ کن جہنم کے ذریعہ اپنے زندہ ربیت سے  
اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ کار و بار میں زندہ۔ وہ فی نفسی ربط و تعلق پیدا کریں۔ بغیر اس زندہ  
ایمان کے نہ عید و نہ ہی عیدیت اور جوہریت کا ربط قائم ہو سکتا ہے۔ ذرا جان کی ملکوت  
حق ہے ان کے اعلیٰ غمراہت پیدا ہوتے ہیں اور اللہ اعلم بالصواب۔

## از مولانا عبید اللہ صاحب سندھي

سب سے پہلے جس کتاب سے مجھے اسوہ کے متعلق صحیح واقفیت دی اور ہندو  
 سوسائٹی میں وہ گزریا سٹوڈنٹس کی عمر سے پہلے مسلمان ہو گیا اور "تھنڈہ لائند" سے  
 تھنڈہ لائند کے زیرِ سرِ ہٹام انٹراکٹ میں ہندو مذہب کے مشرکانہ عقائد و رسوم کو  
 نقل کرنے کے بعد ہندوؤں کی طرف سے ایک فزرائی نقل کیا ہے کہ مسلمانوں پر ایسی  
 مفرکانہ اعمال و رسوم پائے جاتے ہیں جس کا جواب طاعت میں مختصر طریقہ پر دیا  
 ہے کہ ہم نے ہندو مذہب کے متعلق جو کچھ کہنا ہے وہ ان کی مسند نہ پنی کتابوں سے  
 ماخوذ ہے لیکن اس کے جواب میں جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ اس کی مسند نہ پنی  
 سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے ایمان و رسوم پر یہاں تک اسلام و اسلام پسند  
 اور قرآن و حدیث سے ان کی کوئی سند پیش نہیں کی جا سکتی، اس موقع پر میرے ساتھی  
 کو ہندوئی طرح جو مسلم تھا، قوی ہوئی کہ وہ اس بات کی تصدیق کریں کہ یہ وہ نقل و کلام کی  
 مسند نہ پنی میں سکوٹھا بانگن ہے خارج ہوا، اسائن جہاں اہل و رسوم کا کہنا ہے موت  
 نہیں، اس موقع پر ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں صرف قرآن و حدیث کے  
 حوالے سے اسلام کی قریب ترین کی گئی ہو، خوش قسمتی سے تھنڈہ لائند کے ہندو مشرکانہ  
 کہہ جاسے، ہندو میں آئی وہ مولانا خلیل خیسری "تقویٰ و ایمان" میں جو اس موقع کا  
 جواب دہ تھے اور جس سے ہم کو معلوم ہو گیا کہ اسلام کو توجہ دیکھ کر قائل ہو چکا اور  
 قرآن و حدیث اسلام و قرآن کے لئے ایمان و رسوم سے دیکھ رہی ہیں۔

ان دونوں کتابوں سے ہر ماسودہ کے مشعل اباسم صحیح عقیدہ و ہدایت رکھ کر کچھ نیکو شاہ  
 ہیں اس میں ایک معرفت ہیں اسناد نہیں کر سکا۔

دوبند کی غالب علی کے ہدایت نامہ مولوی محمد قاسم کی کتاب میرے لئے ایک بڑی اہم چیز  
 ہے میں یہ خبر خود تو کبھی مل رہی تھی کہ اس کا بیعت احمد کے مجدد میں اس وقت ہر شی میں کیا  
 فرق ہے؟ مگر جب یہ خبر میرے مسئلے آیا تو میری طبیعت پر دئی اس سے عمل کرنے کی  
 طرف متوجہ ہوئی، میں جب قبلہ کا ٹیپہ دیکھا تو گورڈا میں سنا کہ جنت کے ایوانی قور سے بھر گیا  
 اس کے بعض جدید جدید حصے آج تک میں نے نظارہ نہ کیا ہے اس کتاب نے میری  
 ذہانت میں ایک دوسری تبدیلی پیدا کر دی اور شہنشاہی حاصل کرنے میں میرے مصنفین  
 کی کتاب وہ ہوں ہیں، پڑھی جا تو ہیں ان کے مصنفین کا ایک خاص اثر غالب علم کے  
 رمان پر پڑتا ہے وہ ان کی شخصیات کو بے نظیر چیز پر سمجھنے لگتا ہے پھر اسی روشنی  
 میں کہ کتاب مسند سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، سوال: محمد قاسم کو میں نے قبلہ نما میں  
 اس طرح پہچانی تھا کہ وہ مولانا قندلانی، میری شریعت ایسے بزرگوں سے بہت بڑے  
 ہیں اگرچہ ان کی بعض چیزوں کو نہیں مانتے اور پنا مسکات سے جدا مقرر کرتے  
 ہیں اور اپنے مسلک کی پابندی میں اپنے بڑے مشکل مسئلے کو حل کر دیتے ہیں اور ان کا  
 مسلک اس سے میرے نزدیک بہت زیادہ صحیح اور سادہ ہے ایسی جزو فہم ہے جو کسی  
 حل کر خواہ ولی اعتدال سے لگ پونچانے کے باعث ہے اگر میں ان دیکھتا ہوں کہ  
 مصنفین کی تقلید سے ہمارے ہر جانا تو کبھی شاہ ولی اعتدال کو ماننا۔

اس کے بعد میری مجلسوں میں محمد اظہار اللہ ہے جس کے ذریعے سے میری کتابیں لکھا۔  
 حضرت محمد اظہار اللہ میری ایک محکمہ کی حیثیت سے اپنی محبوب کتاب "نشاہت" سے  
 کئی ہزار روپیہ بخشے۔ مجھے ان کے بعد شاہ صاحب کی کتابوں میں سے "النور العظیم" و  
 فتح الرحمن اور باقرہ کی بیعت زیادہ اہمیت میرے دل میں ہے۔

میں کتابوں کے سلسلے میں اگرچہ ان کتابوں کے بعد کوئی کتاب لکھ سکتا ہوں  
 تو وہ میرا نام نہ نہی کی مہنات ہے جس نے مجھے شریعت کے ساتھ ساتھ کام کیا۔

شاہ صاحب کی تصنیفات میں سے جس نے مسلم کی شریعت کو اچھی ہوں اس کا درجہ  
 مطالعہ کی ترتیب و اس کے مقدمات میں ہے جو پہلے شروع مطالعہ پڑھنے  
 دے مالموں کو تھا ایک نوک جو جو دن طالب علم صبح روز میں فارغ ہو جائے تو  
 اس کو سہ سے پہلے شاہ رفیع الدین صاحب کی کتاب "الذوق" پڑھنی چاہیے اس کے  
 بعد "نباتات" اس کے بعد "نور اللہ" اور "بازار" مگر بعد میں چھوڑ کر اس کے بعد  
 مجھے "نور اللہ" کے بعد "نور اللہ" اس کے بعد "فتح الرحمن" و "فتح الرحمن" پڑھتے ہوئے  
 تمام تفسیریں جو ممکن ہیں ملتے رکھ لی جائیں ان کا جو فائدہ قریب و درمیان مفسرین سے ایک  
 لفظ و سبب اس کے معلوم ہو اس کو قاضی اور دہ قابل ہو جائے اس کے لئے اس کے تمام تفسیریں  
 مطالعہ کی جائیں اس کے بعد یہ بیان کرنا اور لکھنا کہ کیا راز شاہ صاحب نے عام مفسرین  
 کا مسلک ترک کر دیا جو چیز چھوڑا آج اس کے اس کو مستعمل حضرت ذکریا امام نے لکھی کسی کتاب  
 کی کوئی بات ذاتی عام ہے۔





نکاح میں تہرہ ہی ہو بھی جائے یا نہ ہو، ہر ایک کی ہر ایک بات کو رد یا بھیلوں کی طرف سے انکار  
 میں شامل کرنے میں وہ عزائم کی تشریح کرتی ہیں یہ قرآن کی تشریح کرنی چاہا مگر میں  
 دنیا کی ضرورت ہے کہ جو اس کے قہر پر معنی کے رد و قبول ہر مقلد کو میرا دوست  
 میں جمع کرنا چاہئے اس کے بعد فقہاء متقیین اور متقدموں کو مستند بنانا چاہئے اس کے بعد قرآن  
 کو رد کرنے کے وہ ہر پر چھوڑ دیا جائے، اس میں تبدیلی بہت ضرورت آسانی سے ہو سکتی ہے جو  
 از ان کے ہر شاہد صاحب نے قرآن کی تفسیر کی سب سے پہلے آج تک ہو کر  
 عالم سے یہ تفسیر نہیں ہوئی، ہم اس کو شاہد صاحب کے بہت اعلیٰ علوم میں شمار کرتے ہیں  
 محمد کے دور میں چاہا یا اس کو کیا گیا کہ قرآن کا آپ کے نزدیک کیا مطلب  
 ہے؟ یعنی میں اپنے فلسفے، قواعد میں کس طرح تفسیر کرتا ہوں، اس پر اس کا جواب  
 حضرت عثمان کی شہادت تک جو کچھ مسلمانوں کی جماعت نے کیا اور رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک، وہ قرآن کا مقصد ہے اس کی تشریح میں میں نے خود سے  
 چاہا کہ کر سکتا ہوں۔ حق یہ ہے قرآن کا مقصد یہ ہے۔

شاہد صاحب نے اپنے زمانہ کی روایت کو کر شیعہ شیخ کا مستند مقلد میں لیا، اور  
 اس کو اپنی محنت بیان کرنے کا ایک عنوان بنالیا، وہ کہتے ہیں، خیر، ان کے  
 یہ سب سے افضل میں اس سے کہ وہ نہیں ہے بہت لیا، وہنا سب سے بہتر ہے اس  
 ضرورت تھی کہ بنایا جائے کہ نبوت کو کرنی ہے ادا خوں سے کیا گیا، وہ تو حکمت کے  
 وہ لوگ اس میں جیسے نبوت کو مطلب بھی نہیں، یہ جین اور مخلوق، راشدہ کا مقلد

بھی صاف آگیا ۔

شاہ صاحب کے اعجازت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بویکوڑے کے دن کو عرش کے دور کی نمود سمجھتے ہیں اور حقائق کے دور کو اس کا قیود یا کمیل اب اس تمام شرف میں وہ اہل چیز کا ردی اعظم ہے۔ نوید کرتے ہیں اور نادون عفرات نے چوڑا کسرتی قبصر کی حکومت نفع کر کے ایک حکومت بنائی جس جو شاہ صاحب کی تفسیر میں خد خدا نذر کی قرآنی کا لو فاروق اعظم کے کام کو وہ نبوت کے بعد قرآن کا ہترین مسلمان اس نے اب حداسی پر وہ مادی قوت صرفہ کر دیتے ہیں، چنانچہ وہ فاروقی ہیں اس سے وہ ہری جماعت سے اس مسئلہ کو خارج کر دیتے کی ضمن اسناد اور سمجھتے ہیں اور جب ایک صدیق اعظم کی میرٹ ایک صدر کی نکل دے تو پھر نبوت کے بعد بزرگوں کے صلا سمجھتے ہیں یہ سالی برعاقب ہے ۔

شاہ صاحب کی کتابوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جس قدر حدیث فیوض اپنے والدہ حدیث کے ذریعہ ان کو حاصل ہوئے ان میں زیادہ تر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واسطہ ہے۔ حدیث وہ ائمہ اہل بیت سے نقلی جنت صحیح سمجھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں مگر ان کے حریف کو میں قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ شریعت حق اور مردود متوجہ نہیں ہوئے۔ میں نے شاہ صاحب کے متعلق میں اس دفعہ کو پورا کر لیا ہے اور مدد میرے خواص علوم میں ہے ۔

اولاً وہ محسن گفتا ہیں۔ سبزی ایک محسن کتاب و کلام القرآن، ابو بکر مازنی ہے

مدی سیاست اجتماعی کے بعض ایسے مسائل جو قوم، ملت، مرد، دنگے، ملتے ہیں  
 ہی کتاب سے علی گڑھ کے۔

یہ وہ ہیں میری سیاست کے لئے نوری سیاست کا سب سے بڑا کی تمام مشیقت  
 بھی اپنی حسن کتاب ہے اگر یہ کتاب مجھے نہ ملتی تو میری سیاسی زندگی کے اقتصاد پر برا  
 کو کچھ کے قابل نہ ہوتا۔

— — — — —





ایک باری سپنے بارشیا رہتا تھا۔ بچوں کو کچھ پڑھانا بھی تھا اور بخاری و طہرہ و مسی  
 یعنی معتبر جس منکھاتا تھا۔ طلبہ کو اپنے بارش کے پوسے میں بھری و طہرہ کھدہ  
 تھا۔ بچوں میں ترقی اور ترقی دونوں میں کبر و کبر کے راز کے تھے۔ ان میں ترقی سعادت  
 کا اور ترقی شقاوت کا نمونہ تھا۔ مرنے کے جو عادات میں سناپ میں۔ سناپ میں ان سے  
 غیر شعوری طور پر پہلوں میں اثر ہو۔ دوزخ میں کی نہ تھی کہ جو نشہ پسیرا تھا۔ اسی  
 محسوس ہو سکتا تھا۔ اسی زندگی کے لیے ہیں۔ سب سے زیادہ۔ رزب بھجوا دیا کچھ پڑھنے کا ٹوک  
 عذر دے دینے لگا لیکن چچا مرحوم کی بڑی بیوی کا شکار تھا۔ پانی کا سلسلہ مسلسل جاری  
 تھا اور رزب میں سے جہد میرے سے زیادہ۔ دوسرے بچے کے بچے کے نقصان میں  
 بلی جیاد ہی تھی۔ اسی عرصہ میں چند دوستوں نے مجھے رشتہ میں حیرت زدہ کیا۔ میں نے کچھ بچہ  
 سے مجھے جوش ربا کے عہد میں گرفتار کرتے۔ بچہ پر تو جو تھوڑا سا عتیق گزرتا تھا۔ لیکن میری بڑی بڑی  
 اور میری زندگی کا تھا۔ خوب سمجھتا ہوں۔ میں اس فطرت پر گرفتار تھی۔ سب سے بڑی بڑی  
 ہوئے۔ میری عمر میں وقت خابا ڈھل گیا۔ رشتہ کی ہوگی۔ حسب میں مرمت میں  
 گرفتار ہوا۔ گاڑ کے ایک رئیس یا بڑا عرصہ میں مرحوم کو بھی قصہ سنا دیوں کی کہ ہوں  
 سے عوازاں تک دیکھی تھی۔ میری ہر قسمی تھی کہ انھوں نے فوج شہر پر میں سے  
 ان ماسدہ خرافات کو جن کا داستان میرے عرصہ سے تعلق ہے۔ سنا سنا گیا تھا۔ کو ایک طغز  
 والا باغ میں ہفت پکرا۔ تو ان نشان۔ میری نامہ اور خدا کے لیے کیا اب تو میرے  
 نام میں یہ نہیں۔ میری کتاب تک میری رسائی آسانی ہو رہی تھی۔ ہر قسم کی سب

سب بالئے حلق ہو گئے، اس وقت ان میں دستانوں میں طرف ہو گیا۔ چچا صاحب کو  
 میرے اس اذیتناک کام کا احساس ہوا، کچھ نگواں کر سنے لگے، یہ واقعہ ہے کہ بیت، کھنڈ  
 میں کتاب کو چھپا کر رکھا گیا اور پھر قضا، ضرورت کے حیلہ سے اسی پر پڑ گیا، جیسا  
 ان کتابوں کا مطالعہ کرتا رہتا۔ اس دعا کے بھروسے کہ توں ہولنا کاری کہ صبح ہو گئی  
 اور میں ہولنا میری بدامتنان سے، اخیر، تو چنداں اعتراض نہ تھی اس سے زیادہ میں  
 کتاب کے ہم پر غور کیا، اور جیوٹ ان واقعات کی نقل اپنی زندگی میں لکھنے کی  
 کوشش کرنے لگی، میں نے کتاب کا مطالعہ کیا، کچھ لکھوں کہ ہر اس ماہ میں کچھ پر  
 کیا گزری ہے، ہے کہ عیاری جو اس کتاب کا مخصوص حصہ ہے، اور کرو فریباً ہر کہ  
 ہر کوئی بھی اس کا حصہ ہے، میں نے دونوں بطور تفاسیر کے خود اس کی مشق کی  
 عوارض ہے، کچھ لکھوں کہ جو غریب اس کتاب سے تاراج تھا، مقصود ان کا نام میں کر مختلف  
 طریقوں سے ان عیاریوں کی عملی مشق میں مصروف ہو گیا وہ غرض کیا نقل ہو کر پڑا نہ  
 ہر چنداں نقل، گاؤں کے اترے اور کمیٹ، سیری اور میرے شاگردوں کی عیاریوں کی  
 جہان نگاہ سے، غریب رکھو، لوں کو طوطا طرح سے سنا کرنا، اور ان کی چیزوں کو  
 ہر ذرے کے خوش ہونا کہ عیاری خوب کامیاب رہی، اور غریب اب انشا ہر حصہ سے  
 ہر گاہ تھا، اگر یہ جہان نگاہ ان کے آثار چھپنے چھپنے لکھ رہے تھے، اور شاہ میری ہرادی  
 بعضی تھی، اگر شبیک عنوان شباب ہی میں نہ رہے تھے، رہا تیا ماضیوں سے  
 آگے نہ کر سکتی، میں نے انگریزی تعلیم کے چچا کو خیالی تھا، بھٹل ہوا سکول میں نام کھلے





خود میں ہوا اور کہتوں کو اس فقرہ کے پیچھے لیا یا خود خود کہہ کر سننے کی وجہ سے صرف  
 ہاتھوں اور ٹھیکوں تک محدود رہا، لیکن میرے ایک بھائی میاں حسین احمد بن عرف  
 من گھڑت ہی میں میرے بعد کچھ دیر رہے اور اسے تقریباً بیس گھنٹیں ساں سے مشغول نظر  
 آیا، مصلوٹ سے مصلوٹ میرا کرڈھا کہ کے موقع میں چرکے کران پر جذب ہمارے ہو گیا  
 اور سب ان کا شمار اس اہل علم کے مستجاب الدعوات فقہر میں ہے۔ ان کا حکم جسے کو  
 قرآن سے واپسی کے بعد پانچ گناؤں کی سرخیوں اور بکریوں پر پانی چھایا ریوں کا  
 مشق کر رہے ہیں، داستان امیر عمرہ کے شروع میں عمرو علیا کی طرف مرنے پکڑنے  
 کی جو عیاری خوب کی گئی ہے، اسی کی نقل نہیں جو اس پر سب کے محل میں آنکر  
 جلا کر پٹی تھی اور اسے سبز جزو اس وقت تان و انعام سے متاثر ہونے کی پوری  
 صلاحیت ہی میں پہچان ہوئی تھی، البتہ میرے جو کا اگر یہ یہ خاصہ علی طور پر مجھ پر  
 کچھ اثر نہ تھا، لیکن ذمہ میرے کہ غیر مشغوری طور پر میری طبیعت نے اس کا اثر  
 کچھ ضرور جذب کیا تھا، اور کفر کے متاثر میں اسلام کے اعتقاد و سر بلند کے  
 جذبہ سے میرا داغ اگر کبھی غالی نہ رہا تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں میں میں اس  
 داستان کے اس جزو کے کچھ کچھ حصہ ضرور ہے اگرچہ اسی زمانہ میں مجھ مرحوم کے  
 اصرار سے راقی کی منظوم الشام و مصر وغیرہ کا بھی میں نے مطالعہ کیا تھا۔ اور گو  
 آثار میرا بہرہ تھا لیکن آخر میں مجھ مرحوم کی مرضی کے مطابق کسی چیز کو طوق سے  
 کچھ دن میں نے چھانقہ لے لی تھی اس میں تھیں اور اس جذبہ میں ان کتابوں کا

تائید بھی ضرور کر کے سب یہ بات کر ادا کر دے جسے جس طرح سند کے معاملہ سے میری ادائیگی بلایت پر کچھ اثر ڈالے یا نہیں، میرے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہے کہ میں نہ اس میں گفت پر حصے کا مجھ میں کسی قسم کا کوئی صلیفہ پیدا نہیں ہوا تھا اور غور و بہت اگر تھا تو وہ مجھ پر اور دم کی جبری تعلیم کا اثر تھا۔

اس پرش ریلی داستان سرائی میں جو حالت میں سے ٹھنڈا کام رہا ہے کیونکہ اس نے ان ہی ذاتی تجربات کی بنیاد پر میں ان محسوس ادائیگیوں اور مسائل کو فیصلہ بخیر اور خیر افوں کے سے سمجھتا تھا قرار دیتا ہوں جو حشرائی بیرون کی قربت سے اس زمانہ سے ہر ہر گھر میں رہتا رہے ہیں۔ بچوں سے لگے بڑے بچوں تک کی تباہی و بربادی میں ہے چڑھ چلاؤں کا کام کر رہے ہیں، نسیمیں بڑا دھور ہیں۔ لڑھکھڑنے، جڑ رہے ہیں، گھر میں شغل ہیں کہ ان کی مادی مانیوں، در کھوڑوں سے مان رہے، بچوں کے بچوں کو ڈسار رہے ہیں، حکومت در کھ رہی ہے، قوم کے میدان چوکھٹن کو چوکھٹن اور غذا یا سنے کن کن مشنوں سے نہ ہر کے پر پہلے قوم کے ٹوٹاؤں کو ٹھنڈا قرار دے اور بھیج ایسے بچوں کے ذہن سے پڑ رہے ہیں، غارت شدہ، ادا ہوں، اک تباہی کے سرخوڑات کے اندر کے مسائل و مسائل، نظم جو چکے ہیں۔ اور یہاں معنوں پر ہے سب کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

مائدہ افشہ فحشوت، یقون، واذا اراد، انشاء یقون، یقون، انشاء، مراد نہ دے۔

بہر حال یہ میری جاہلیت کا دور تھا۔ جو وہ اب پور تھے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ اب  
 واقعی علوم و فنون کا شوق مجھ پر مسلط تھا۔ شوق کی بوجہ میں کہ جو وہ مطلوب ہونے کے  
 میں نے شدت ذوق میں غلو کی بعض کتابیں خود سب قلم سے کہ نہ کہہ کر پڑھیں اور  
 ان میں انہوں میں میںا غریبی تھی نہ پہنچا تھا کہ ان تقریروں کو اردو میں بطور حاشیہ  
 کے لکھنا چاہتا تھا۔ جو اب تک میرے کتب خانہ میں موجود لگا رہے تھے۔ مگر وہ  
 برکات احمد پر ہونا تھا۔ احمد صاحب شیرازی دی کے رشید شاگردوں میں جو سنے کی وجہ سے  
 خیر آبادی اسکول کے۔ ثروت فاضل تھے۔ انھوں نے اس وقت ہی انہوں علوم کا ان کے  
 حلقہ درس میں طلبہ تھا۔ اب یہ بھی ان ہی کا تسلط تھا۔ دل جو پر ہوا تھا۔ سب سے بڑا سوال  
 لیکن۔ یہی کے ساتھ یہ پچھلے امر جو مکی ترکیب تھی کہ قعود میں بعض خاص ہوتی۔ دینی مسائل  
 و اخبار کے مطالعہ کی تہذیب فرماتے رہتے اور تحریکات احوال اس مذاق سے قطعاً ڈھٹا  
 بلکہ مخالفت تھا۔ لیکن۔ یہی وجہ میں بھڑپہشتہ باہر ہوئی۔ یہاں پچھلے امر جو مکی کے  
 "الندو" مگر میرٹھ نام چاروی کر دیا تھا اور اسی بنیاد پر اندر میں مدد کے نزدیک میں  
 شریک فرماتے ہیں۔ مگر درمیان میں لگتا میں نہ رو کاٹھ گرد رہا ہوں۔ ایک حیثیت سے  
 سید صاحب کا خیال درست بھی ہے، سو دتا یہ کا۔ احمد کر پڑی۔ ختم ہوئی۔ اور وہ ان  
 خوال کا اگر کبھی علم ہو جانا تو بہت ہر ہم ہوئے اور فرماتے ان طلبہ اند کے دیکھنے سے  
 تو اپنی استعداد بجا رہے۔ لیکن چھوٹا کچھ مرثیہ جو الفرج ابن جوری کا جو قصہ  
 سہوئے کے لکھتے ہیں یہ لکھا ہے اب لڑائی خال تھا۔ ان چار سال تک اس طرح پر

مجھے کسی مصنف یا کسی تصنیف سے کوئی خاص لگاؤ پیدا نہیں ہوا، البتہ جب شعر و عمار  
 شروع ہوئی تو میرے ایک پنجابی ہٹالے استاد مولانا محمد اظہار مرحوم نے طبع عمار  
 کی ایک گنگ نام شمع کا پتہ دیا، اس کا نام میرا ہے، ادب بھی تو کتب اس سے ناواقف  
 ہیں، یہ فنان ہی کے ایک غیر معروف بزرگ مولانا عبد العزیز کی تصنیف ہے اور  
 فنان ہی سے شائع بھی ہوئی ہے کتابہ ٹکائی گئی، راقم یہ خاکہ اس کتاب میں  
 عام درمی مذاق سے زیادہ فنیہ میری رائے لکھوں، اور اس کے مطالعہ میں زیادہ لائق  
 بننے لگی، البتہ اس کا اعتراض کرنا ہوں کہ علم کلام کے تصوف کے نظریہ سے  
 جو تعلق ہے سب سے پہلے اس کا استخراج مجھے خیال میں ہی اس کے حوالہ کی روشنی میں  
 ہوا، اس میں کتابی الجھنوں سے زیادہ واقعات سے دماغوں کو قریب کر دینے کی  
 کوشش کی گئی ہے، اسی مرحلہ میں جلد میں شروع ہوئی، مگر مرحوم نے کھڑے ہوا کہ  
 جلد میں اس کے ساتھ رائے کی تفسیر کے مطالعہ جاری رکھو، تفسیر کے لیے میری کتابیں  
 کھولیں، اور بعد اس کے عام طلبہ میں عاشق و شریک کے دو اراکار نکاح کے مل  
 کرنے کو جو عام مذاق پا جائے، انشاء، درجہ، اس مذاق میں مبتلا تھا، اس کے راقم  
 میرا کیا، عاشق نگاروں، شریک بان، دن کی وقعت نکات، میں کم ہوئے لگی، امام زادہ کی سیر  
 پہنچے رہنا تھا، جنہوں نے مجھ پر ظہر کہ صحیح مذاق ہیں کیا، لیکن اس وقت تک صرف  
 داخل راحت کے مذاق کی تلاش یہ رہنا تھا، دل اور دل کی خداؤں کا، نہ طوق تھا  
 نہ کسی نے اور خصوصاً دل کی تھی، چچا مرحوم پر بھی سوچو، ان مذاق غالب تھا، اور لگو



بلکہ خود مجھے پہنچا دینا اس کا علم ہوتا تھا۔ اتفاق سے حضرت الامام کو تک میں نہیں تھے  
 جبکہ نور کو لایا جاتا ہے۔ کھانا سیدان ملا طعام سنبے چھنے اپنا اور حفظ بنایا۔ اور  
 سب ہر پہنچے ہیں چھٹے ہوئے تھے اور مجھے حضور پر مجبور کیا جاسکے تھا اور میں نے غور کیا  
 تک تو دماغی حواس سے کام لیتا ہوں انکسیر اس کے بعد ذخیرہ ختم ہو گیا، جی ہوا ہی بدعا  
 مجبوری نے غور کیا، مجبور و ضعیف و زرا کم و حفظ کی کوئی کتاب انکسور خدا کی شان باوجود  
 پہلی نظر تمام فراموشی کی اسباب العلم ہر پر چلی، سب تک چھرا زنی کو دینا کا عاقبہ اعلیٰ  
 بکھٹا تھا، چند ہی ایوان کے بعد سیر عارفی اور مسرہ ہو گیا اور سرور کو دینا  
 سے کتب کھوئی تھی، لیکن معاملہ دوسرا ہوا، غرضاتی کی ہر سطح پر نیر و نشر کا کام  
 کرنے لگی، اور

شہ فطانت کے کہ آپ جو آرمہ آپ جو آرمہ مستطام ہر و

اور دل جو سب تک غور نگاہ سے بنایا ہوا، سینہ میں سوچا ہوا تھا اور پہاڑ تھا، سیر زنا ہر  
 سیر شریعت، طہا قرآن محمود اور قرآنی امام رازی تک چھکا ہوں سے اور اصل چھٹے  
 وہ بھگوان امام خزانہ سنا تھے، دہلی اور دہلی و طہسہ ہر شریعت کے مطالعہ میں ابتدائی زینت  
 میں پڑا تھا، اب میں نے جانی میں جب میری عمر انیس برس کے اربعان قصا پڑا، امدت  
 پڑا۔ سب تک عجیب کی زندگی، عجیب معلوم ہوئی تھی، لیکن اب تو تک کا عہد بھی  
 عجیب و غریب، جس کی شکل میں نظر آئے گا، مقولہ کا خطہ اور گہلا نہ تھا، اور جس کے اندر  
 کے من کا سودا، سرچ سوار ہوا، کچھ دن اس کے بعد جہیز فقر میں سے جو تک میں گزرا سے

خود جنوں میں ایک دھندلے پرچہ ہے۔ ملک ہو کر! جیسے شریعت بھاگ گیا، خدا عزوجل رحمت  
 کو سے خود نہ! "یعنی" "امیر بن مرحوم کو" میری اس حالت کو دیکھ کر ان کو فرمایا: "اور خاص  
 ترکیبوں سے انھوں نے پھر ٹوک دیا، پس کر دیا، گل جن نہ لگا، اور دو سر سے مارا جن  
 سے پہلے ٹوکا گئے" اس آخری قتل گاہ میں چونچ گیا، جہاں میری شہادت شدہ گئی  
 یعنی دو بندہ دروغ گیا، دو بندہ ہیں ملک کو سلطنت کے مروت خیال کرتا تھا، اب حقیقت  
 کے ٹوک شری، اسکی دو بندہ کی طرف

میں کو پہنچا قریب ہی بھی سر کے ہی گیا

ہاتھ سے دو بندہ کی دھیر پر! دکان دھک ڈالتا ہے واقعتاً ہی، سینہ پر چھوڑ کر  
 اس درجہ میں داخل ہوا، خدا عزوجل فیض کے خیرانی کو امیر ابن سبیا باقر کو...  
 اس کے حضور میں، اللہ کے صفہ مدد میں، ہو چکا دیا اکھ واکہ لکھلکھل میں گزرتا  
 عجیب شہن دن سے... اس میں جس کی غلامی کی فراز کی خیریت بر ل، انجیب سے  
 سنے لگا کر تین صبیہ تک اس کے مصائب سے کراہتا یا اغواراً محروم رہا، ایمان  
 و یقین کے لٹا دے، "سے" انھیں، لیکن حقیقت سے بیگانہ۔ حق تعالیٰ کا ہزار ہزار  
 شکر ہے کہ اس و رحمت کی سعادت پرچہ... اب تک سولانا خود قاسم رحمہ اللہ علیہ کے  
 ملک ٹوک سے خیریت ہوتے ہوتے نہ دیکھا، سو کے قدر غنیمت کی اپنا دوہم کو کو سے، لکھ کر

وادی ہند... دو گام پر شدہ... اس کی ذکر و شکر... مکتبہ...

پوری دلی کے بعد اس نے سر، لکھ... ات پر تہا دی بہت خفا ہوئے...



معلق ملتا تھا کہ خیر و خدایت میں اسے تھے، لیکن ٹوٹی جھوٹی مہار پوری آمد میں  
 ان کے چند دماغی نظریے گزرے، ایسا معلوم ہوا کہ ان کے تئیں میں علم کلام  
 کی طاقت ہے حضرت پڑھنا کا تمام جوہر ہے، زبان سے قطع نظر اس کے مطالعہ  
 میں مصروف ہے! اور مدد کا ایک جدید نظام سامنے آگیا: ہونا ان کے ہر س کے  
 بعد حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ شمس الدین کی تفسیر کے مستورات  
 کا بھی مجھ پر چھا اثر پڑا، ان کے سر پرش کی روشنی میں جو فلسفہ ان بزرگوں  
 سے نکلا گیا تھا، اس کا ذالہ فاضل پر اداسی مذہبی کے سلسلہ میں شیخ امیر محمد الدین  
 ابن عربی رحمہ اللہ علیہ کی فتوحات پر بھی نظر پڑی، ایسا معلوم ہوا کہ میری کھول  
 ہونے لگی ہے سب اس میں ہے، مگر ان کتاب کے خدروں پر نظر سے بہت سے  
 ناک میں غم جوہر سے تھے اگرچہ مطالعہ سے نہیں چھڑتا تھا اور خود ان کی مراد  
 کچھ ہو، لیکن میری سمجھ میں اس کی حقائق کے معلق کوئی مذہبی بات ضرور پہنچائی تھی  
 اور میری عقلی تفسیر کی انشاؤں کو کبریا کی گواہی ہے۔ مجھ پر خصوصاً کا اتنا اثر نہیں ہے  
 جتنا اثرات کا۔ اس کتاب کے مطالعہ میں ہر چیز پر بھنا میں نے کبھی مقصود نہیں  
 رکھا، بلکہ جو کچھ میرا آتما ہے اس کو مقصود قرار دیا۔ شیخ اکبر تیسے بعد ہونا، تفسیر شمس  
 رحمہ اللہ علیہ کی کتاب "حقیقات" سے اس سلسلہ میں مجھے نہ اس قدر ہی رہا، اور  
 فائدہ ہو چکا۔ شیخ اکبر کے معلق پر عجیب بات ہے کہ ان کے فاضل جو مقصود رکھتے  
 اور نہ ہو جس کے مجھے پہنچانے کی چھٹی تھی، شیخ اکبر اور ان کے فاضل علم کلام کی

اہم سے تصدیق، اس خیال کی چابکدہائی لیکن ذرا غور کیجئے گی کہ سسٹن نہیں کرنا  
 تھا بلکہ یہ سب کرنا ضروری طور پر میرے مصلحتات سے نہ تھی بلکہ میرے  
 مصلحت میرے لئے جو کچھ میں نے چند وجودوں مثلاً امرین و زرارہ و زکریا و یحییٰ و عیسیٰ  
 علیہم السلام پر مشہدات واحد کو مینے میں اس کی ایک خاص تفسیر و بحث لکھ کر قرار  
 دیا جو ان مشہود وجود کے عقائدات کو عقل و اعتدال سے بھرا ہوا شیخ اکبر کا  
 عقیدہ اس مسئلہ کے سوا دوسرے دینی عقائد میں تھا۔ بعد ازاں میں نے عرض کیا، ہمیں  
 ماحول میں پائے ہوئے ہنسنا مانتا اس میں مسئلہ و فقیر عقائد کی بحث چھڑی ہوئی تھی، اس  
 لئے ایک ایک مسئلہ علیٰ اسلوبی و فروع کے اس اختلاف سے بھی کچھ دن رہا، آخر  
 بہت جلد شیخ عبدالوہاب شمرانی کی کتاب میں قصور و نیز انگریزی سے بیسیٹ شعلہ  
 و مفتی عبدالمصطفیٰ صاحب حجازی کی کتاب تذکرہ جملہ کے میں خیالات میں اصولی  
 و فروعی شمرانی و نیز دوسرے دور و دور میں جو مسائل و عقائد و مسائل و مسائل  
 بھی اٹھیں جو کہ غیر متعلقہ تھے ہو گئے۔ اور پھر ان مسائل و مسائل میں بھی غیر متعلقہ  
 کا مصلحت یہ ہے کہ خالصتاً ان عقائدات سے ہی نکالیں اور ان عقائدات میں نہیں چاہیں  
 مسئلہ کے ہر دور کو احترام و تہی و تہی سے کرنا جو ان اور خواہ خواہ بلکہ ضرورت  
 عقائد پر نہ ہو کہ جسے عوام کے سامنے ان فردوں مثلاً امام کو چھڑ کر تفریق بین المسلمین  
 میں نہ ہو کہ انکے مذہبی جوہر خیال کرتا ہوں عقائد میں غیر متعلقہ ہیں کے سوا۔  
 دوسرے مصری عقائدات مثلاً فہریت یا نکاح و مدیت حالی قرائیت یا لکھتہ و سوانی

اور بہت ان چیزوں کا مجھ پر کبھی اثر اس سے نہیں ہوا کہ مجھ کو ہم کی صحبت ہی میں  
 سائے سوا لٹ سے واقف ہو چکا تھا اس لئے مجھے صرف جواب دینا پڑا تھا  
 بہتوں کی دیکھتا ہوں کہ یہ سوانح اب ان کے سامنے کھڑے ہیں ایک مدت  
 سوانح اب ہم پاس کر رہے ہیں پھر تو خوش رہتا ہوں یہ کہ اب ان کی رسائی  
 ہوئی ہے۔ بلکہ ان کی سوانح میرے لئے شہ و شوی۔ اس سے جواب ہر گز  
 رسائی ہوئی رہی۔

وہ بے غیب میرا وہ کچھ دن تو وہ لعل علی کی منیت سے رہا اور کچھ ان دنوں  
 کی طرف سے۔ وہ مدت میں گزرتی کہ چنانک مقام پر سے مجھے سپہ بڑا ہو چکا دیا۔  
 مولانا حمید الدین قرآن درۃ الدہلیہ کی قرآن الی کا شعر و سخن چکا تھا، وہ اس نے  
 ان کی صحبت میں گزارے۔ اس سے سرفراز فرمایا اور قرآن کے چند جہر پڑھ کر پڑھنا  
 کی صحبت میں کیے کہ: یہ در میں تیرا یاد کے ایک بکس جواب، غم رنج امین  
 اور مولانا محمد حسین، شہزادی ہے۔ ان کے ملاقات میں قرآن، حضرت کے فضیل پر  
 قرآن مجید کی باتوں کے مستمل کی ایک نثر: معلوم ہوئی، بڑا خوشگوار  
 جب کہ میری نثر ان پاس سے قریب ہی: علم ہر شریکی ذاتوں سے شریک کے  
 ذلت لکھنا اور قریب غیا کما ہے: ان کی کتاب قرآن دینہ ہوتے ہوں  
 ہوں چہ کو حوریت اور در سبت ہوا چہ ہے اس سے پڑھنے دے، مجھے کھائے  
 سکھتے ہر قسم کی تہا میں دیکھنے پڑتی ہیں نیکوں دونوں صالحہ و راقی کی تہا میں صرف: ہی

کتاب سے ہر وہی ہے۔ اور میں تمہاری سے دعا ہے کہ آپ میں ہر واقعہ ہر واقعہ ثابت  
 اس کے غبار میں شاید کچھ اضافہ نہیں ہوگی۔ لیکن اگر آپ نے وہی بن جو اللہ قرآن پاک کا  
 ایک بڑا حصہ بن جائے گا۔ یہاں پر ہر جگہ ہے۔ خدا کرے کہ اسی مسئلہ پر مجھے ہر وہی  
 کتاب الہی یہ زندگی ختم ہو۔ رہنا اللہ تعالیٰ ما غفر ولا یغفر۔ وہاں غفری غفر  
 اللہ مرثیہ: لا یغفر الذنوب الا اللہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ انہما لایہدیان قلوبہ  
 مسلمانوں نے غفری با حصہ اللہ بنی را غفر الذنوب ان اللہ محمد ذمہ و بعد بعد اللہ بن۔  
 ایک لطیفہ: کتاب کے اندر کے مسئلہ ہیں ایک بات اور اسے کبھی نہیں سمجھتی ہیں  
 میں جب فکر کرتا ہوں کہ اگر بڑی کے صورت میں کو پہچاننے لگا تو ایک ان عجیب  
 واقعہ میں آیا، اس پر: مضمون میں کے پاس اگر بڑی کی دینی سول میں کتاب غفری  
 وہ بڑی وہی ہے: پھر اگر کسی صورت سے وہی ہے۔ یہاں سے کتاب اللہ کی اور  
 دیکھتے ہیں: اگر بڑی کا بڑی صورت وہی ہے۔ یہاں سے اب جو یہاں سے دیکھا  
 تو کتاب کے ہر وہی کی ہر سطر پر قرطبیہم جو ماضی اس کے صورت میں ہاں رہا ہوں۔  
 میری صورت کی اس وہی تھا نہ وہی نہ چند ہی دن میں اگر بڑی کی ماضی بڑی کتاب  
 میری سمجھ میں آئے گی۔ اگر یہی ہے۔ جدا ہی حصہ نہیں ملو یہی ہے۔ لیکن یہاں سے  
 ہے۔ ۴۔ مجھے اکثر یہی ہے۔ یہاں سے یاد آتا رہتا ہے کہ جن چیزوں کے سمجھنے کی اس وقت  
 صورت حاصل ہو کہیں اس وقت میں وہی ملے۔ یہاں سے یاد آتا رہتا ہے کہ جس وقت  
 میں نہیں بلکہ نہ ہی کے تمام ماضی کے متعلق مجھے کبھی نہیں: اس قسم کا افراد خواہ غفری ہو

اور بعد فضلی کو یہ مطالعہ باعث عبرت بنا ہوا ہے۔ دیباچہ کی روشنی ایک پیر طویل  
 گیا، میری مراد اکثر اشیاء موجودہ اور موقوفہ محض موجودہ ہے کہ ان دونوں سرور پر ہے  
 بعض خیالات سے میری ذہنی فضا کی تصحیح میں مدد کی ہے اور ناشکری ہوئی اگر ان کا ذکر  
 خدا ترک کر دیتا۔ اسی طرح حضرت قضاوی، غلامی کے بعض اقوال سے بعض اسلامی  
 عقائد کے سمجھنے میں میری پوری مینائی کل ہے، جزا جہنم خدا خیر بھرا۔ قاضی عیاض  
 منصور پوری کی کتاب جہنم فیہ الیٰس کا زمین مستون ہوں، سیرت حبیب کے جن اہم کتب  
 انھیں کے افشائے سے میرے مانتے آئے، ایک خاص نسبت میں کہ انھار مناسب  
 تیر ہے اس میں وہ تاخیر کی مرحوم کی غزل سرخوں کو بڑا دخل ہے۔ قدس اللہ بستر۔

—————  
 —————

## از جناب میلان لٹریچر صاحب فی ثانیہ انگلینڈ میں زیبا دل

ہا ایک بہت مشکل سوال ہے کہ کون سی کتاب بہتر ہے میری سمجھ میں !

کون سی کتاب بہتر ہے جو میں نے پڑھی اور جس کا احسان میرے سر پر نہیں۔ وہ  
میری ہو یا بھی ہو نہ ہو کہ میں نے کچھ نہ کچھ پڑھا ہے اور کچھ لکھا ہے اور کچھ نہیں لکھا ہے  
میں نے لکھی ہیں یا نہیں لکھی ہیں ان کے اثرات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن میں یہاں  
میرے دو پارکے ہوئے کتابوں کو ذکر کر رہا ہوں جو اس عنوان کو دیکھ کر مجھے لڑنا یاد آئیں۔

وہ کتابیں ہیں جنہوں نے میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
اسلام نامہ کی کتاب ہے۔ اس کتاب نے میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
ایک دنیا کی کتاب ہے۔ اس کتاب نے میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
کامیابی کے ساتھ ہی میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
جس کا اثر میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
اور وہ میری کتاب ہے۔ اس کتاب نے میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
میں نے اس پر دو سال پہلے سے لکھ چھپنے کی تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میری کتاب پر فاقی حاصل  
کیا گیا ہے۔ میری کتاب نے میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
حضرت علیؓ کا وہ صحیفہ ہے۔ اس کتاب نے میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
کو گشت کرتا۔ وہ ایک لکھنؤ کا لکھنؤ ہے۔ اس کتاب نے میری زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ پہلی کی افکار و فکری  
سلطنت پر چھاپا۔ ان کا اثر آج تک ہماری سمجھ میں نہیں ہوا۔







ساتھ شمس التواریخ کو جی معلوم تھئے، ایسی زبان میں امرتسر سے انبیاء کیل بچھٹا تھا  
 واندروہ پہنچے اس کو بیست نام پر جاری کر لیا تھا، اس میں بدادست میر کی خبروں کے  
 خاصہ رون تھا، ایک ہجرت شمس التواریخ کے حصہ و نام کا اشتہار نظر پڑا، عربی کے  
 ہر کتاب سے شواہد کی گئی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں تھے اور حصہ دینا  
 کی ایک کتاب تھا، یہی ہوئی، چند روز میں پڑھ لی، اب کچھ کہنے کا شوق میں  
 پیدا ہوئے، ان کا قصہ دوست، اندروہ کے لئے ہر نسخہ قرآن مجید کا میں نے خود پسند کر کے  
 منگوا یا تھا، اس میں شاہ عبدالغفار صاحب کا ترجمہ ادب میں بھی تفسیر کا ترجمہ  
 عاشق پر چھپا ہوا تھا، پہلا شوق اس تفسیر کو بصورت کتاب بیچ کر نقل کر لینے کا ہوا  
 چنانچہ کچھ کہہ کر ان پر شمس التواریخ کے اشتہار کے ایک تانی عربی نسخہ شروع  
 کی، شمس التواریخ کے حصہ و نام کے ساتھ کوئی عبدالرحمن امرتسری کی سفر نامہ بلوچستان  
 بھی آیا تھا، اس پر غلط فہمی کا ذکر بڑی دلچسپی سے پڑھا، اسی سے حق ناہیلی نے  
 سفر نامہ کا شوق ہوا، منگوا لیا، بہت دلچسپ معلوم ہوا، اسی زمانہ میں مجھ کو نایا  
 اندازگری پڑھائی، جاری تھی، پڑھانے کا ذوق بھی اسی وقت سے ہے جو لڑکے  
 ساتھ بھیتے کو، بسنے ان کو بھی جگہ بٹھا کر خود، رنگی جگہ بیٹھا، اندروہ خود پڑھا ہوتا  
 وہ ان کو پڑھا تا، انہیں دونوں ایک طرز سے مجھ سے توارش کے عجیب الگ  
 تھیں، دائرہ و سر سے چڑھائی، ان کے متعلقہ مضامین کی کتاب میں نا انا صاحب دردم  
 سے پڑھی تھیں، ان میں تو، یہی ایک کتاب اصول عجیب تھی، یہ کتاب مجھے نہیں



سب ایک ایک کے پڑھیں و سب نے ایسا رنگ بایا کہ کوئی دوسرا کر چھپ  
 ڈالنے اور انعام کے ساتھ ساتھ ادب کی کتاب پڑھنا اور عربی تحریر کو نا مٹن بڑا  
 مہارمی بنی اور لغت زبانہ بھی عربی میرا انیتہ کئے :

انگریزی فقیر کا سلسلہ پڑھنے کے ساتھ چھ نمبر تک چلنا دم پہنچا ہے میں نے سب  
 جو تہرہ مٹی کا انٹرنس کو التفات دیا۔ کامیاب کیا میں وہ نکل کا خیال تھا مگر بعد کو منکوب  
 تو کہ اندھی تھا : کام رہا اور انگریزی کی کثرت جھوٹ گئی تمام وقت طریق پر صرف  
 ہوسے تھا۔ بجز اس کے کہ کسی کہیں وہ سرور ہم انگریزی الفاظ کو پڑھنے سے بس : و ہم  
 سے پڑھنا اور پڑھا۔ اپنے پڑھنے سے غرضت پانی تو صرف پڑھنا مارا گیا مسئلہ  
 میں انٹرنیٹ کوچ میں عربی کا سلسلہ مفرد ہو : اور چھوٹ ہوئی انگریزی کے پھر ساتھ پڑھنا  
 پہلے سال گورنر کو اور درجہ دست پڑھا یا۔ انہوں نے انگریزی میں ترجمہ کی خواہش کی  
 اس سلسلہ سے : مگر قریب : و گورنر کا مقصد پڑھنا ہوا اور دوسرے سال ہی سے  
 ہر درجہ زبان انگریزی کی تعلیم دینا شروع کر دیا۔ انگریزی میں انگلیس کی انگریزی بشری جازس  
 و ان کی عربی پڑھنے اور بعد میں تعلیمات کو دھنوں کی عربی چٹائی اور پورے کی  
 عربی شروع پڑھا۔ مہنا بن کر میں بن ست ہاتھ : تھا : اور یہ کہ جبکہ : و ان کے عربی تحریر  
 کا سلسلہ پیشہ داری تھا۔ انٹرنیٹ کوچ کے : نام میں عربی کے تغیر میں مندرجہ شامیت  
 و مائی میں نکلا کئے : ذوق غریب و جہان بن : یہاں : و کام کر کے کے مستند  
 گورنر : ان کا ایک حصہ : یعنی شرح الفار : مصر کے شائع ہوا : ان کا سوں کے



از مولانا سید طلحہ صاحب کیم، ایک پر فیس اور مشعل کا کج لا پتہ

مولا نا سید طلحہ صاحب کیم، ایک نالی لکھی ہے جس میں ہر صورت سے مولا نا سید طلحہ

صاحب کا کوئی نام نہیں ہے، اس لئے اس سے ایک نالی لکھی ہے مولا نا سید طلحہ

صاحب کے لئے مولا نا سید طلحہ صاحب کے لئے مولا نا سید طلحہ صاحب کے لئے

صاحب کے لئے مولا نا سید طلحہ صاحب کے لئے مولا نا سید طلحہ صاحب کے لئے

عزیمت اور اس کے متعلقات | ابتدائی تبصرہ جیسا کہ مولا نا سید طلحہ صاحب کے

جبر و جبر کے متعلق ہے، اس سے پہلے اس کے متعلق ہے، اس سے پہلے اس کے متعلق ہے

ملاقات عربی تھی اس کا اسلوب قافری تھی اور اس کے متعلق ہے، اس سے پہلے اس کے متعلق ہے

بھی اس نظر کی پتہ لگائی۔ یہ اثر ہر وقت قائم رہا۔ بعد میں باسٹل کی انشا اور قیسری صلی

کی عام کتب میں پتہ لگائی۔ اقلانی الامارات والی اصطلاح بنیاد کے سیاسی خطوط اور

نوع البلاغہ نے نہایت متاثر کیا۔ ان کے متعلق ہے، اس سے پہلے اس کے متعلق ہے

آفریقہ کی نسبت شریعت الاسلامیہ اور اس کے متعلق ہے، اس سے پہلے اس کے متعلق ہے

بعض مصری جرائد کے مخالفت افتتاحیہ خط کو بہت بھلائے۔

صبر و شجاعت میں شافعیہ دینی اور مضمون پر ایمان کا بڑا کام کیا

زمانہ میں تنازعہ کرکھا، کھلے ہوئے تفریق طبع کے لیے کسی کھینچی ثانیہ سلسلے رکھی

برقی، منحوس بفضل اور وضع ایک ایک دینی تعلیم منتخب کتابیں ہر سب سے گہرا

نقشہ جیو کی کتاب کا ہے جو دینی پر اب بھی بہت ہے۔ بعض لوگوں کو شاید گراں

حزب سے کہ نیا اور شروع جانی کے کبھی کوئی اغریہ پیدا کیا۔ اس کو چاہئے ہمساری  
 کہ یہ اپنی کجگوشتی سے لعنت اور طرہ بیعت میں الزمیر سبوطی بہت پسند کرتی۔ این شخص  
 کی کتاب احمد بن حنبلہ اور ابی داؤد کا بھروسہ ہے یہ وہ کامل المیزج جو عربیت کا خزانہ  
 ہے جسے بہت پسند ہیں۔

علم حدیث | رہی چاہتا ہے کہ اس موضوع پر مضمون کا صفحہ رنگہ ڈالیں لیکن ڈارہو  
 کہ تم بعد کتاب کے لاء نہیں کرتا تم میں سے عربیت کے شوق سے حدیث کے شوق کو  
 ترقی دینی سمجھتے ہو اور غلطی دینی روایات معلوم نہیں بطلان حضرت  
 سید عرفان مرحوم اور حضرت سید مصطفیٰ مرحوم میں یہ حملہ ہوا ہے وہاں حدیث کا  
 شوق کیونکر نہ ہوگا سب سے لاء جو یہ دیکھ کر غریب کتاب اس بخاری کی جامع  
 صحیح ہے جس کی محبت اور شغف نگاہی شوق سے درجہ کو پہنچے عجمی راوی کتاب کی محبت  
 کے لئے ہیں الفاظ کو نہیں پاتا نہیں باد ہوگا کبھی کسی ہے اختیار میں یہ ضابطہ ملے  
 دس کی کسی حدیث کی کتاب وہی ہے جسے گنتا اور کبھی ترجمہ ایسا ہے در قال بحسن قال  
 ابن ہریرہ قال لعلی من شوق میں کلن اس کتاب کی حکمت اور بصیرت پیدا کریں  
 میں میرے فاضل انشاؤں کو نامیعت الرغین صاحب مہاجر کا بل کو پڑھ رہا ہے اس  
 کتاب کے پڑھنے کے زمانہ میں مہاجر الہامی سے نہایت بوجہ و شوق اسرار ارجاں کا  
 مطالعہ وہ شب و روزی اور دن و رات میں حضرت سید ابو حنیفہ کے قواعد سے ہمہ پہنہ رات میں بیدار رہتا تھا  
 ہر ایک کے لئے جو وہ حدیث اور فقہی کتاب میں لکھتے تھے ان میں اور وہ زنی فقیر تھے جسے

غذا و صیام و سبغات صحابہ کے حالات کی جستجو ہوئی۔ اکثر فضائل ہو چکا کہ صحابہ کے حالات  
 میں قدر جلوس ہوا کہ گوشت ان کو دیکھا ہے کہیں صحابہ ان کا گھر سے کیا دشتہ ہو کر انھیں  
 سے کیا تعلق تھا، اور اسی قسم کی دوسری جزئیات معلوم کرنے کا طریقہ تھا۔

پھر اسی طرح تابعین کے حالات پھر ائمہ داکا باور و دانہ حدیث کے حالات  
 کا تعلق اور ان کی وفیات اور عمریں یاد رکھنے کا قردتہ پیدا ہوا، غالباً غلطی میں ہوتی  
 تھی، تاہم یہی مستندین مثلاً در کتب مؤرخہ امام مالک کے بھی غریب متاثر کیا ان کتب  
 میراث اور مستندین کے دلائل پر موقوف اثرات ہیں ان کا اگر تجزیہ اور وضاحت کر لیا  
 تو پھر کہہ سکتے ہیں کہ امام مالک کی عظمت اور ان کی مؤلفا کی عظمت بھی ہے اور امام مالک  
 کی ذات کے مقابلہ میں صحیح بخاری سے زیادہ تعلق اور گرویدگی ہے، لیکن مسند احمد بن حنبل  
 کے مقابلہ میں اس میں جنہوں کی ذات سے زیادہ محبت اور تعلق معلوم ہوتا ہے اس کی  
 وہ نہیں بتلا سکتا۔

افسوس صحیح مسلم کی طرف ازراہ فارغ نہیں رہا چونکہ حدیث کی تعریف سب کتابیں  
 اساتذہ سند ہیں، تاہم اساتذہ حنفی تھے اور یہ حنفیت کے اس احسان  
 سے کبھی سب کتابیں نہیں ہو سکتا کہ ان کی شاگردی سے ایک قسم کا اعتقاد پیدا کر دیا  
 دین میں سخت جاہد فیر عقائد ہوتا، ازراہ تعداد بظاہر سیرت کی کتاب ہے۔ لیکن میرے  
 نزدیک حدیث کے باہم سائل کا ایک مختصر کتب فائدہ ہے۔

قرآن و تفسیر ان تفسیر کے حصہ مؤخر آجی و تفسیر کے متعلق نفا چاہئے ہوگا۔ بحالی

بنا دے سے کچھ کہہ دینا تو نازیبا ہے یا صہباء و عریت کے قرآن کے اسلوب اہد  
 جزالت کا اثر اس وقت سے قائم ہوا جب عربیت کی ایک مد تک تحصیل کرنی اور  
 اسی بات سے خلق کا شوق دو یا سو فی بیان کی درسی کتابوں سے بڑھ کر اتر گیا  
 اور قرآن پر وہ جلیقہ سے غفلت لائی، و کسم فقیہ یا دیگر مسائل کا احتیاط۔ وہ جس کے  
 عربیت کے نکات اور لغوی مسائل کی چنانچہ الکلیل فی التذوق و التذوق علیہ جلی و در  
 تفسیر صمدی بہت پسند تھی، مابہرہین العربیۃ اور جہاں کی اور کام القرآن میں کثرت  
 تک سمجھ نہیں پائی تھی۔ احتیاط مسائل کا اسم تدریسی تھا کہ آیتہ ماد صحت علیہ  
 قائلستہ پرانی سے تپدی کا بھروسہ کرنا احتیاط کیا اور پھر کتاب سے اس کی تائید  
 ہوئی کہیں استلزام انہی کی دلیل ڈھونڈی، فرض یہ ہے کہ وہ ان کی تائید یا حوالہ  
 اور مصاب کا اور تبرع مال عرصہ تک یہ شوق رہا قرآن کے حماسی تفسیر کے سلسلہ  
 میں کثافت پر ہی مطلقہ کی اس سلسلہ میں مختلف و معلوم ہوا کہ اس کے اندر زیادہ روئے ہو گیا  
 مطلقہ کی بعض چیزوں کی تحقیق میں غصہ کبیر کی طرف ہی رجوع کرنا، محبوب استقام  
 کو تخلص بنی اسرائیل اور حضرت داؤد وغیرہ کے قصہ کا انکال کہیں محسوس نہیں ہوتا،  
 قصہ خروین، قصہ صواعق الکسب کی تحقیق کا شوق بھی نہیں ہوا، ربط اہمیت اور  
 قسم اور جواب قسم کے متعلق سے مسائل سے متعلق اور محسوس ہوا، قرآن کے متعلق  
 میرا فکری یہ ہے کہ یہ کتاب عز و جلیلہ القدر کتاب آسمانی صیغہ ربانی علوم و فنون  
 کا مجموعہ ہے، حجابات و ادب میرا ہی کے لئے کافی ہے، خشیت الہی، ایمان



یا تو فرستادہ ان باغیا امت جس تہ اس کی نوازش سے پیدا ہو سکتا ہے رنگا کی کسی شجرہ  
 فقر میں اور کسی انشا سے نہیں ہو سکتا لیکن اس دنیا کا نام گمراہ کی جو مڑو آفر ہو نقاب  
 انسان صلیف البتہ ان کی نگاہیں سب سے نہیں ہو سکتیں یہ کمزوری انسان کی ہر  
 نہ کہ کتاب عزیمت کی مثال کے لئے ایک ہیئت میں کرتا ہوں وہاں مگر وہاں یا مگر  
 وہاں میں مثال لفظی علیہاں بالحق کہ ان اس سے وہ نہاں مگر عقیدت و  
 سلفات نہاں طور کی جو سکتا ہے جو کس نہایت کی کتاب کی تفصیلات سے جو کس کے  
 بتائیں ان تفصیلات کو خود میں کہہ دین ہر وہ کہہ دین جن کی ساری عمر غبار شدہ  
 نبیات کے ذکر میں گزار گئی ہے اسی مسئلہ پر عبادات آداب مقام و آداب خیر کو  
 قیاس کردہ ایک نہ نظریہ قرآن کے مطلق پر اور وہ پہلے کی تفصیل ہے وہ جو کہ بغیر  
 اعادہ کی نہ دینی کے ولیٰ کو سہاں انہاں کھن قرآن کو عقیدت سے پڑھنے تو دنیا  
 کی کسی چیز میں اس کو غلط نہاں کے گا اور وہاں آخرت کا آدمی ہو جائے گا یہ انسانی  
 نظریہ کی کمزوری ہے یہ اعتدال حدیث سے پیدا ہوتا ہے اور اس کے لئے ۲۰ مختصر  
 کہ نہاں آپ کا سود ہے مگر ان سے قرآن پر عمل کرنے کا صحیح ترین وہی خواہ  
 پیش کیا اس میں تفسیر کو نگاہ کر کے آدمی اس ہے اعتدالی سے کچھ نہیں سکتا۔

علم مقصود | اسی بالعلم ہم مدعو ہیں جو تار و مودہ رکھیں اور پند آئیں تمنا سے  
 و نہاں ہر جو ہم نہاں کے کیا آدمی تھے ان کی کون کون کن باتیں یاد کروں ان کے  
 علم انکسین کن ہیں اور ان کسوں سے کون کون سے علم دار نا کچھ بہت ہی عجب ہے جو ناظر ہر علم

مشہور سے رسالہ فیشر پر معروف المصنف و ردی اور مفتوح العیب کا حوالہ کیا تھا۔ اعلیٰ  
 سندس قدردانی و توثیق پر شکر کیا تھا کہ کسی ہنسان کی تصنیف سے وہ مدد فرما کر رہا ہو گا۔  
 حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات کا اثر نہ تھا اور یہ کہ ہزاروں مرد و عورتوں کے  
 مقابلہ میں شریعت کی تعظیم دل پر نقش ہو گئی اور یہ اسی کتاب کا فیض ہے شہرہ اس  
 سے بھی پسند آئی کہ علم کلام اور تصوف کے سر کی نہایت خوش اسلوبی سے قلم لکھے  
 ہیں غزالی کی تصنیفات اکثر پند و اندرز ہیں مگر تفرد بین الاسلام والترمذی خاصی  
 اچھی معلوم ہوتی ہے اگرچہ ان کی شہرت کچھ عارضہ نظر سے دیکھی گئی ہے کوئی نکتہ پسند نہ آیا  
 لیکن خاص کتاب کا شوق ہذا اس سے بدلتی کارفرما ہے۔

معقولہ است در علم کلام | تحصیل محبوب ہو کر ایم خواہی میں جس قدر شوق سے  
 دو کتابیں پڑھیں گے کتاب پڑھی ایک بڑی اور دوسری احمدی شریعتی بھونکا ہے کچھ رہا  
 جو اس سلسلہ کی بکثرت جزو تجزیہ میں شوق سے پڑھی طرح تھا ثقافت کا عزیز پسند  
 ہے جس کا رقبہ بھی پسند آئی ہے۔

اصول فقہ اور فقہ | فقہ حنبلی کی کتاب المنہج نہایت پسند ہے لیکن مذاہب میں نہیں  
 رہی فقہ حنفی میں پہلی کو ایسی کتاب سمجھتا ہوں کہ وہی کوہل عراق کی فقہ سے اس کے  
 فریب سے کافی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اصول فقہ میں شہرہ بن العلام اور قزوینی  
 مکتوب بھی پسند ہے اہل علم کی بحث جیسی تم و جو میں دیکھو محض نہیں اور نہ ملے گی،  
 اور ایک بات کہتا ہوں وہ میرے نظر پر کچھ مزید ہے نہ صرف شاد دل اللہ صاحب نے

ہی کہیں اضافہ کیا ہے اصولی نقطہ بحثی مسائل کی ایک قومیہ ہے جسے منجانب  
 بعد الواقع ہوتے ہیں جس کے باوجود اس میں سے کچھ ایسی ذوالنہیہ  
 نامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصنیفات الشیخ الاسلام کے کتبوں میں سب سے  
 پہلی کتاب ان کے فلسفے اور کچھ اس کا نہایت اچھا اثر پڑا اور ان سے انتہائی مضبوط  
 پیدا ہو گئی پھر قرآن و حدیث ان کی پسند آئی اور معلوم ہوا کہ متاخرین میں سے اگر کسی نے  
 پڑا ہے اسلام کی حریت، انوثادگی، عزت و دونوں پر رکت ہیں۔ شیخ الاسلام کی  
 کتابوں میں مضامین کی ترتیب و تہذیب (عربی معنی ہے) نہیں ہے ان کی پڑا ہوا  
 تو ان کی کاپی بھی لکھنے والے مترجم نہایت درجہ حریت ان میں جوں سے ہوئی، لیکن خدا  
 کا شکر ہے کہ بعض مسائل میں ان کی ہم آہنگی نہ کی مثلاً حدیث ثلاثی مجلس واحدہ - یا  
 عصمت: نہایت متعلق ان کے مسائل سے اس وقت ہوا مافوق ابن تیمیہ کی تصدیق میں  
 سے ذرا اندازہ خاص طور سے قابل ذکر ہے، جس کو ہم پرکا ہوا کہ میرے نزدیک وہ  
 معاویہ کا جترین مختصر کتاب قضا ہے۔ تم کو تعجب ہو گا کہ ولایت علیہ عرفان دہشتہ علیہ  
 میرے دشمن کے مالوں اور حضرت علیہ شہید کے حبشی خواہد کبھی کبھی تشریف لائے  
 نازلہ درجہ ہائے یہاں لیکن ان کے دیکھنے سے پاتے ان سے بعد میں دیکھا تو نہ  
 لعلت آتا نہ وہ معلوم ہوتا ہے اس کی نہ سمجھتے ہوں، مانتا ہوں کہ ان کی شہادت علیہ  
 بھی مجھے بہت پسند آئی نہایت عمدہ کتاب ہے جس میں تصاویر کے ساتھ بھی  
 عن افیروز قرآن خوب رکھتے ہیں۔

**شعر فہمی** | اس عنوان سے نظم کو تعبیر ہو گا میرا عقیدہ تھا اور اب بھی ہو کہ مرزا کو قصہ نصاب میں سے یہ ذوق لطیف نہیں پیدا ہوا ہے اور کو نہایت غمزہ کی بھٹکا ہوا وگوں کو کہتے سن کر ناخوش ہو کر شعر کیا دیا میرا شعر میں درد سہ کہ بردہ شہر بات ہے نصاب پر نہ کہ اس شخص کی تعریف کتب ایل سے کی اور انھوں نے مجھے اذکارہ پڑھا یا۔

آپ عیادت کر کے گھر بے قارگل رہنا مقدمہ دہان مالی شعر ابھر سیکے زیاورہ لکھ اور غزلہ کر سنے ہو نہ یا۔ واقعی یہ کتاب جہد اندازہ کرنا ہے مصنف کے خلاف بھی اسی کو کہ جس کے شعر میں ہیں گل و غلہ کے نام پر بھی وہ داخلہ یاد ہو گیا جس کو مسئلے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا نہیں ہو رہے تھائیوں پر پڑا ہوا نصاب سے وہ دھرم و دھرم ہو رہی وہ دھرم کے دفت تھا رہے ہو وہ دھرم کے گھر کے شرعی شالی کر رہا ہو اس کے لئے سب سے مرعوم فرماتے ہیں کہ ہم نے ہکا کلام کہہ کر ان دو میں بول میرا ایک کلام کیا ہے اور شعر سے اُردو کا تذکرہ حق رحمت کے نام سے مرتب کیا ہے اس میں غصہ و حسرت کے ساتھ مزاح و سب کا کلام جہاں تک بل کا ہے میں کو رد ہے ایک مصنف خود اپنی تصنیف اور صورت و رنگ مٹا رہا ہے لیکن ہم وہ ہر گے سونے کے بجائے ہر خالق سے نبرد کو ترجیح دے رہے ہیں اور یہ نہیں معلوم کہ بچا پاک اس شخص پر گھر کے مخالف بن کر خبر ہو سکتی ہے۔

**مختصر امت** | منہ بعد ذیل کتابوں میں سے ہر ایک مسئلہ کتب خاں اور جوامع کا

قزاق ہے۔ ہزار ہا عمارتیں سمیٹا کر مندر میں مندر دن آ کر یہ ایک بات کھڑی کر دی۔  
 ہمارے حال یہ ہے کہ جسے جسے کچھ اعتماد ہو جائے، ایک بھروسہ مند و سرور میں  
 رہیں۔ پھر وہاں کے نیکانہ کبھی کبھی مشورہ بھی دیا جائے اس بارے میں تم کو بھی  
 خابرو ہو چکا ہے۔ اور یہ ہے، لیکن خدا رکھتا ہے ایک صدی سے ادھر رہا نہ کہ  
 بھروسہ تھا اور غلطی جمع کیا ہو اس سے یہاں کا بھروسہ مستحکم ہے، اور غلطی  
 کی تکمیل کے لئے یہ ہے برا بھلا۔





جہاں رہتے ہیں مجھ سے بھرپور محروم کیا، اس کی ایک ایک فصل کوئی بھی بار پڑھتا تھا اور مرتبہ بیاختل لیتا تھا، نظم میں کتاب بکھاسہ سے کچھ کو بڑی محبت تھی، اس کے میکروڈون شلر کوک زبان پر چڑھے تھے، دیہات میں مطلق، غصہ، نقد، تفسیر، بصیرت، تاریخی، معافی، دیوان اور درخشاں وغیرہ سب کچھ پڑھا، لیکن دہلی اور شاہی راجہ سے معافی و بیان پر پڑنا و تفت سرحد کرنا تھا کسی اور علم پر ذکر نہ تھا، غصہ و دشمنی کے اسباق میں دہلی ٹھہرا، شکر کرب کرنا تھا لیکن جیب اندام خرابی کی مقاصد، انقلاب اور جھڑپ نہ تھا، غصہ میں سے خود مطالعہ کی طرف توجہ نہیں ملتی تھی، لگا، اور اس مذوق نے ہمارے کچھ غرائز کو، اس سیرت کی مخالفت نام نہان کی تھی جو کسی کی شہریت سے حل کی اور اس کو اصل سے کھینچ کر دے دی تھا۔

مرزا فتح علی شاہ بھی ان کے حلقہ اور ان کے کام کے ساتھ، ان کے ادب و علم و ایمان اور دین و مہمان بن ثابت کامیں بہت محروم تھا۔ اکثر یہ کتابیں میرے ساتھ رہتی تھیں۔ لیکن یہ بہار شوق و فہم و فہم حاصل تھا، مجھے اعزازات سے کہیں کو بدو میں جو میرا محبوبہ ذوق تھی، میرا ہوا، اس میں مرزا کا شبلی اور عزم اور مولانا سید سلیمان ندوی کی بعض کتابیں جو میری بڑی مدد تھیں، عقل ہے، جس نے دوسرے ادبی دماغ کے انسانی انداز دل پر چڑھا، اس کا ہوا، ہر انکلاہم کے انقلاب کو بھی جلد میں پڑھیں۔ اور ان کا تذکرہ اور مسئلہ خلافت میں پڑھا، اور بعض مشاہیر کوئی کوئی دفعہ پڑھے۔ لیکن یہ اثر عارضی تھا، اور ایک برس کے بعد اٹھ گیا۔ مولانا شبلی کی کتابوں پر سب سے پہلے غالب

بھانسنے مآبوں لفظی پر ہیں۔ مالا نا کے انانہ گارشی ہوتے تھیں اور ہر وقت بھٹ  
 سنے ال پھیب شریا۔ اور اپ بوند کی غریبوں کے ایسا کرودہ ہو گیا کہ میں سے سب کی  
 سب کتابیں قرآن میں اور پڑھیں۔ انھوں نے اور میرت لپٹی بٹا لپٹی ہر پڑھیا  
 اور ان دونوں کے متعے ٹوٹا یا سنے کتنی مرتبہ پڑھتے ہیں۔ مگر سب یا میں نہیں  
 ہی تقریب ہے۔ بعض فقرات کی دونوں ہلدی اور میرت عائشہ فی امام مالک رہا  
 اٹھائیں اور علی پر سونے تا صلیح ان۔ اور کی کاوش و محنت جمع و ترتیب و انتہا  
 کا مشن مہینہ ان کے خیلوی نماز ٹھہریسے بھی اس پر کرا کر کیا۔ سب یہ دسا را  
 سعادت کا فریاد بھی بن گیا، اور بکشت کھلی ادنی دس لکھ کے سفیدہ اور شوس پڑھتے  
 کا معاہدہ خود فریاد اور ہمسہ آواز اور آواز ان کے ملنے کا پڑھتے تھا۔ اب  
 حبیبست ادبہ عریب اور لسانی و تقاضی کے بیکارے سیدہ علو تقاضی کی جو باہر گئی غیا  
 اُس زمانہ میں متعلق کے سب سنے میں بکشت غیر تھا۔ لیکن یہاں تھا کہ سب سارت  
 رہا ہے سبے تر قیثا بلکہ صیارا کا ہونچ۔ اور انھوں نے کھاتے اُس کے گھنے میں خوشی  
 کی ہوئی اُس سے ان میں قدرانہ۔ لیکن پورے مصائب کی میں ہوتی تھی۔ بدآخت  
 کا ایک پرچہ نظر رکھتا تھا۔ رہنمائی کے ختم پر اُسے مجھ کر لیا تھا۔ مشفقہ  
 ہیں تو ہم منور دونوں دسیہ سے قایم ہوئے کہ ہم مجھ کو حضرت سولانا سید محمد و شاہ  
 مرحوم سے بے حد اور دفا حدیث تھا۔ کی اور ترمذی کا وہ میں نے کاشف کا مشرف ماحصل ہوا  
 حضرت شاہ صاحب کا۔ یہ کیا تھا۔ ہوم و تنون کا بغیر قار تھا جو شروع سے



آؤنگ پچہ ہی نیرنگی سے سو بڑن رہا تھا، حضرت شاہ صاحب اپنی تقریر میں حضرت  
 سے نامور مصنفین کا ذکر، مسلم کے حالات، ان کے علمی و عملی کارنامے، یہاں اور  
 اور ان پر تنقید وغیرہ بیان فرماتے رہے، غرض صاحب نے بن جردی، حافظ ابن عیینہ  
 حافظ ابن اثیر، حافظ ابن ماجہ وغیرہ کا ذکر تو بہت ہی رہا تھا، حضرت شاہ صاحب  
 کو ان تقریروں سے ہی کچھ کوفتہ بن گیا، درہ غلط ابن قیم کا کتابوں کا شوق ہو  
 اور میں نے ان دونوں ناموں کی سند دیکھی ہے، کچھ کچھ میں نے ان کے کچھ نسخے  
 آئیں، میرزا علی پاشا صاحب، مولانا شبلی شمس الدین علی صاحب کے بس نسخہ، مسلمان  
 قرآن کی طبعی طاقتوں، انھیں حضرت شاہ صاحب کے درمیان میں پیشگی پرہیز  
 کر دی، درمیان کے نام وہ میں چوں بھی حضرت کی پراہٹوں میں میں شریک ہو رہا تھا  
 خدا آپ کو نام نہانگو بھی، درمیان سے کہ میں ہوتی تھی، میں اس سے استفادہ کرتا تھا۔  
 یہ کہ میں نے شریعت میں کھایا ہے، انگریزی اور عربی دونوں ساتھ  
 مشرق و مغرب میں میں دیر بندہ ہو چکی، انگریزی کی سلسلہ ختم ہو گیا تھا، اس  
 ذریعہ تفصیل ہونے کے بعد خیال ہے پاسہ ڈانگہ نیرنگی کی بھی لگیں کر اوزن بعض اوقات  
 پراہٹوں اور بعض کا کچ میں داخل ہو کر رہے، میں نے کچھ کچھ اس کے نمبر میں سے  
 کما سبکی حاصل کی، آخر میں یہاں سے فرسٹ کلاس فرسٹ رینج میں کچھ  
 اتار آ کر پرنٹ ہوئی ہے ایک بٹن پر ڈیسر ہے اور انگریزی کے بارے اسچے  
 اور میں نے انھیں کچھ ہی ہیں انگریزی شریعت کا شوق پیدا کر دیا، میں نے اس

سلسلہ میں زیادہ تر وہی کئی ہیں پڑھیں۔ بڑی کلاؤں کا انقلاب نہ ہوا، مگر ان کے عقائد اور نیا نیا ہندو سماجیات پر بھی بعض کتابوں کا سہا ہو گیا، لیکن اس پر عمل کی اس قدر اہمیت اور اہمیت کئی بار ملاحظہ کی اور اب تک اس نے دل میں اس کی درخت پاتا ہوں۔

لا بھیجی میری ملاحظہ شعرا کے ہوادین اور چند تاریخی کتابوں تک محدود ہے۔  
 اعداد میں میری غزلی، حشر و انکساری، جاتی، نظریاتی، اعلیٰ و اعلیٰ و غیر ہم سب  
 کو پڑھا ہے، لیکن دیوان ملاحظہ اور دیوان فاضلہ کچھ کو سب سے زیادہ عزیز ہے۔  
 اور خصوصاً دیوان حافظہ کو قومی اپنا مونس تنہا، شعر کی سبب اور دست بور و پاشانی  
 میں ہر درگاہ بچتا ہوں۔ میری بڑی تجزیہ کیا ہے کہ دل پر کسی وجہ سے سخت  
 اضطراب و پریشانی کی کیفیت، ہمارے اسی حالت میں دیوان حافظہ پڑھنے لگتا ہوں۔  
 دو ایک غزلوں کے بعد ہی محسوس ہوتا ہے کہ گویا کوئی اضطراب غما ہی نہیں۔ ایک  
 مرتبہ فرسان السیب نے بیروں میں لکھا کہ "اللہ تعالیٰ سنا و محبوب ہے اس کے  
 تقابل سے جتنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں ایک مرتبہ محبت میں ہوں  
 ہو گیا تھا، اگر حضرت اسحاق علیہ السلام کے نور بعد میری دنیا کی ذرا سے قومی  
 اور کتاب مصیبت کے مدار میں دیوانی والی نقصان سے و دیار ہونا تاویل خیر  
 کا یہ احسان تھا بلاشبہ کہ میں اس سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور میری وجہ سے  
 میں ان کا دیوان محدود سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ جس نے کئی دنہ ویران سے نال  
 بھنی نکالی ہے اور وہ صبح بہت بھولی ہے۔

آخر میں عرض یہ کرنا ہے کہ یہ جو کچھ میں نے لکھا پڑھنا یا اس جو کچھ لکھنا پڑھنا ہوا  
 وہ میرے نزدیک فیض و برکت ہے میرے والدین و نسب و تعلق کے عین نسبت و عمل کا ،  
 جنہوں نے عربی تعلیم کو بڑھیکھے و سیکھے لڑگوں کی سربلندی میں رہنے کے بارے میں جو شخص  
 فاضل و برآمدہ کو علم و تعلیم دلائی اس پر اتنا بھی خرچ کیا جتنا کہ کوئی والد اپنے  
 اولاد کی انگریزی تعلیم پر خرچ کر سکتا ہے اور یہ سب صدقہ ہے میری زندگی و مدت و عمر  
 کا و عاقل کا جنہوں نے شہادت و دل میں میرے علم و عمل کے لیے بارگاہ  
 ایزدی میں روبرو کرنا نہیں کفایت و گھٹن، غور نے یہ خواہش نہیں کی کہ دنیاوی دنیا  
 سے بچے کوئی جاہ و منصب ملے اور وہ دونوں کی ضرورت نہ کرے اور مجھ کو ان کی تلاش نہ  
 ملے بہن من عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔



ایں جناب پر فیس خواہش کیا صاحب ایمان کے سابق روز قیام کیا ہے؟  
 ایک وقت تعجب کا وہ شیلی مرحوم کے اندر میں سنا میں کھا کر بڑھا، بروایت  
 وہ نزدیکی نہیں تھا، لیکن جندوہ فیض سلیانی سے مرکز جی اٹھا ہے۔ اہل میری  
 حالت ہے۔ "ابہ نکسیرا رہتی ہیں اور اوپر بند"

پھر بھی مزید اور کس ملی کا دور ہے اور کجی خاطر عزیز منہ ہے اس لئے  
 بچہ سطر پر تحریر ہے۔

(۱۱)

بچوں میں جب سے کتب میں بٹھا یا اگر اس وقت سے اسے ایک جب کہ عمر وہاں  
 کے ۱۵ سو سے لے کر چکا ہوں طالب علم ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ  
 معلوم شد کہ کج معلوم شد

خیر اگر یہ فقیر درگاہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکا لیکن میری دعا یہی رہی اور  
 رہے گی عزت زدنی، علما میر سے والد ماجد میر فرزند علی صاحب قبلہ رحمہ  
 تعالیٰ اور نماز فجر کے بعد کلمات اللہ کے ماری تھے، میری صوفیہ گیارہ  
 برس کے تھے، جب وہ آخر عمر حیدر آباد قسریہ میں گئے، چچہ دت کہ میر  
 کا ایک نندہ یا جو منشیہ کا چچا ہوا تھا، طبع نقاشی کی، تصویح بھی بولی تھی۔ کے  
 ساتھ شاہ عبدالقادر دہلوی کی کار جو اردو۔ یہ سوائس وقت شائع ہوا صاحب سنا  
 ہے کہ چچہ میر کا کہنے والے بادشاہ اور شاہد سے کلام میر چاہتے تھے۔ جیسا

قبلہ سے نشت کر فرمایا کہ روزانہ عورت کرتے رہنا اور حرم بھی چھوڑنا، کچھ عرصہ تک یہاں تک تحصیل رشاد کرنا رہا، لیکن پھر شوق پیدا ہو گیا، اور وہ ایک شاگرد کی طرح رہا۔ ان عورتوں میں انہوں نے جو تھوڑے عرصہ پہلے اب بہت بوسیدہ ہو گیا ہے اور نہ وجود کیا حد پہنچے ہوئے لٹھوں کی تاب بھی نہیں ہے لیکن اسی کو نہ شک کو سیر سے لگائے رہنا ہوں، اس کے صفوں پر کہیں کہیں کچھ سے ہونے دھتے ہیں نظر آتے ہیں جو اس ہر رشتہ کی یادگار ہیں جب آئیں اس قدر قسامت نہ تھی۔ میری زندگی کیا جو باغیوں کے ساتھ ہوئے، بتلیم سے حکم بنا اور صفت کی کیفیت سے لاشائے است بھی، لیکن غناء کوئی نہ تھے یاد لے سیر تو بھی بغیر ہے کہ

میر میر کر دم بہ نہ از دہشت قرآن کر دم

میری پہلی کتب گناب کتاب سب اللہ ہے اسی سے مجھے ہدایت نصیب ہوئی۔ اور بھی در لولہ جہان میں میر سے ملے تھے علیٰ خود ہے۔

(۲)

میری تعلیم کتب سے شروع ہوئی، اور خصوصاً میر سے میر سے بعد دیگر بنی اسکول انڈیا میں داخل کر دیا گیا، لیکن وہ میر سے ساتھ کتب کی چٹائی تعلیم ساتھ ساتھ چودہ برس کی عمر تک جاری رہی۔

اسکول میں مولوی محمود صاحب ہر روز میری مرحوم فارسی کے پروفیسر تھے۔ بڑے منتہی اور پرہیزگار اور امام کچھ لاسوہم قرانی کی تعلیمات کے مفید، انہی کو دوس

پڑھائے وقت اکثر امام موصوف کا تذکرہ فرماتے تھے۔ اور حبیب میں ان کی خدمت میں مکان پر حاضر ہوتا تھا تو امام صاحب کے ساتھ زندگی شرف و پیرایہ میں بیان کرتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ میرا امام صاحب کی تعابضت کا ایسا گرد و پودہ ہو گیا کہ جب منصفہ میں کیفنگ کا کچ کھنڈ میں لپٹے کھڑا تو امام صاحب کی کوئی زکوٰۃ تصنیف معروضہ میں اسے بجز درکتا تھا۔ کیا ہے سعادت و حیات، العلوم اور مقدر میں اس کے مجھ پر غامز ہو گیا۔ بعد کو اگرچہ میں نے محمد علی اور دہریہ کی تعابضت اور تعاقب ذرا سب کی مشہور بنا دی کہ اطلاع کیا۔ لیکن ہمیشہ تو ذہنی مسلمانوں کو لطفی بالحق اللعین کی احوال سے ٹکھتی رہی۔ میرا یہ تک کہ معمول ہے کہ سارا جادوئی ثانی جو امام صاحب کے وصال کا دن ہے صبح سے امبارد العلوم یا گھبراہٹ سعادت یا مہاجی العابدین کا کوئی جز پڑھنا ہوں اور امام صاحب کی عباس علیہ السلام کو پڑھنا ہوں پھر بعد عصر قاضی پڑھ کر اجال ٹوڑا کر رہوں۔

کھنڈ کے قیام میں اولہ تا شریح حرم کے دلگذا زادہ دیگر مشائخ تصانیف کے مطالعہ سے اورداد سب کا غور پیدا کر دیا۔ خسرو و سخن کا دونوں ہی اچھے آتش، لکچ اور عالی کے کلام سے پیدا ہوا۔ اسوی خرفوں کے باہمی مناظرے کی کثرت میں اگرچہ اس زمانہ میں بہت دیکھیں، لیکن مہنگ جلتا و رطبت بہت سے سکون للیب کے ابھرنے پیدا کرتی تھی، البتہ کتبہ فنون اور معلومات جودگان و مرجع ہیں ایک دیکھنی پاتا تھا۔ شوق حلقہ کا تذکرہ الامویا، عربیہ و قیام کی فتویٰ، اور فتوح اقصیٰ حضرت

فوت و ظلم کثر ٹپھا کر ڈالے۔

(۳)

مستقلہ میں جب علی گڑھ گیا تو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اگرچہ سرسید مرحوم کا نام بچہ بچہ کی زبان پر تھا، لیکن ان کی مذہبی تعصبات قاضی کر تفسیر انقرآن کا کوئی اصول سے بھی نام نہیں لیتا تھا۔ لکھنؤ کے خدام میں سرسید کی مذہبی تعصبات خصوصاً تفسیر پنج پیر کی تفسیر کرتا تھا، لیکن علی گڑھ میں دل سے کہا کہ تم نہیں اسرار کی کتابیں تو پڑھتے ہو کیا وہ درجہ دستہ دلائیہ ان سے بھی ہر سب سے اب پہلے نے خطبات احمدیہ تفسیر انقرآن اور دیگر تصانیف کا یا مستجاب تھا اور طریقہ کیا۔ سورہ اعدا کی تفسیر شہا بن سرسید کے جملہ غزوات ایک جامعہ کر کے لکھے ہیں جسے بہت پسند آئے، انہوں نے جملہ جملہ بد میں جو عقیدہ غلط ہے، محمد پر سرسید مرحوم کے قلم سے تلخ طنز اور نسبت، صدمہ کا ایک نمونہ، اور جو اہل حق و بعض مقامات پر جہاں علوم جدیدہ سے مرعوبیت و پستی میں ہیں ان کی نسل کے متعلق مذہب اور صنعت بھانھیں کا قہر تھا، انہوں نے کہ سرسید کی مذہبی فہم سے کہی نہ سکی۔ کاغذ علی گڑھ میں تدریس کی طرف کچھ کرنے۔ اور صبر و نیر و شوق و ایمان و عقیدت کی طرح کوئی دینی کام نہ ہو سکتا تھا، یہاں کسی جامعہ کو غرا یا بڑھا، نہیں بنایا، صرف دل در بند کا قصہ خیالی ہے۔ خدا کرے کہ ادھر بھی تو ہر جو۔

سرسید کی تصانیف کے ساتھ ہمارے جسٹس امیر علی مرحوم کی اسپرٹ آف اسلام

اور ہسٹری کاف دی سوسائٹیز اور ان کے خلاف کی پریکٹس کے تحت اسلام کا بھی حق سے منہ مٹا دیا گیا اور فلسفہ ثقلیٰ مروجہ کی انکسوام القرآن کی اندر مسائل سے مستفید ہوا۔ اب نجد میں تادم غ و دیگر کا حقوق پیدا ہوا اور کچھ مذہب دین بجا لانے کے لئے تیار ہوا۔

سائنس میں سید سیرانقرہ بڑا وہ کالج میں جو گیا تو سب سے پہلے انھیں علم کی میرت پاک پر درس معاصرین میرت فیصلہ کے نام سے لکھنا شروع کئے۔ اس زمانہ میں مولانا ثقلیٰ بڑا وہ تشریف لے گئے اور جعفر عباس طیب من مروجہ کے جھگڑا پہلی ملاقات ہوئی۔ مولانا کی نصائح سے مجھے پہلے ہی گردیدہ کر کے لکھنا چاہیے۔ اب ان کے من افہام و لطیف تقریر و مذاہن اور تحریکی سے اور بھی گردیدہ کر لیا۔ رخصت و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تعلیموں میں جب بھرپال دینا تھا تو فقیہی منصب اعلیٰ صاحب کے مکان پر مولانا سے اکثر مشورہ ملاقات حاصل ہوتا تھا۔ مذکورہ ایجنسی سائنس میں شائع ہو گئی تو مولانا کا یہ ناخداں فقرہ کہ کہ اب پڑانے دیکھ میں اچھی ہے مگر ایک نئے تعلیم پائے ہوئے سے کہہ اور ہی ڈیڑھ کو مارا پڑا کا کام کر گیا۔ اور میرے حکم سے اور ساتھیوں کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ خصوصاً اسپنسر ڈارلٹن کے کتبے انگلیں اور رولنگ ٹومس نامی قلم نگار اور پریسن کی نصائح پر غور کرتا رہا۔ پھر عباسی الدین کا حصہ اول شائع کیا۔ مگر افسوس مولانا اسی سال رحلت فرما چکے تھے۔

اس زمانہ میں میری نفس جہاں میرا صاحب کا لیکچر ڈیڑھ علم ہزارہ مذہب کی



ایک مثل ہندوستان میں سب سے پہلے پندرہ گانچ میں سکھ لڑائی اور اس کے  
 تاخیر پر وغیرہ جری جو فرائض اور جرمانی میں اکسیاٹ کی نگین کر چکے تھے اور  
 یہ منکر، انسا بیکو پیڈ یا آٹ میں سب کے ضمنوں میں گاتے مقرر ہوئے۔ چر وغیرہ  
 جو صورت سے جمعہ جلد سے نکلتی ہو گئی، وہ علم ہوانہ، ذرا سب ہر ایک کتاب  
 کھڑے تھے اور میں نے تاریخ صحت سلاوی لکھنا شروع کی تھی۔ اور ہمارے  
 صاحب نے ایک کافی رقم فراہمی کتاب کے لئے عطا فرمائی تھی۔ دجری صاحب  
 نے کتاب ہو و و و و و کے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے  
 حدیث و حال، تاریخ اور سیر کی اسلامی مستند کتب ملو ہم کر لیں۔ ان دنوں سے مستند  
 ہوئے لگا اور دجری صاحب کو اسلام کے متعلق خوش لکھو اس نے لگا تاریخ مصنف کے  
 خاتمہ میں نے میں نافذوں کی ایک لہر سے دی ہے، لیکن چونکہ یہ کتاب جو  
 مستند میں چھپی تھی اس کی سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے  
 حدیث سے مستند ہوا ہوں ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

- (۱) دجری، دم ریفرنس، بکلی (۲) ابو کریب جس کا ترجمہ انگریزی میں ہمارے  
 مستند میں کیا (۳) جو کتب، انسا بیکو پیڈ یا (۴) دست لکھ کا ہشتارک وغیرہ۔
- (۵) گراؤ، ہیشی (۶) وی جیو (۷) فاقی موٹوں کی کتب (۸) خدوٹا مستند۔
- (۹) ناما کرک و متروہہ و خلی۔

منا سیر میں اگر کسی واقعہ کو تفصیل میں بیان کرنا چاہیے اور فیہ میں ایک

ساتھ دیکھتا تھا لیکن تفسیر میں جہد پر خاص طور سے مہم نہ کر رہی تھی اس میں سوائے  
 اور کثافت سب سے روایت کیا کسی اور انداز کے متعلق جمع حدیث تھیں ان کو پھر حقیقتاً ابن سیرین  
 اصحاب اور سیرتوں اور حدیث کی کتاب رجال سے جانچ کر کے کوئی دوسرے کا نام کرنا تھا  
 تفسیر صافی اور مجمع البیان بھی ایسی نظر تھیں اور مجتبیٰ کے ساتھ کافی بھی دیکھنا تھا  
 ہنر عمل کا انھوں نے ایک خطا میں میری پوزیشن آنکھوں کے سامنے وہ وقت پھر تھا  
 جب علمائے فرقہ عملی اور عقیدہ داروں ایک دوسرے سے علم حاصل کر رہے تھے  
 جس سے ہنر کمزور ہونے لگا ہوا تھا چنانچہ تمام فرقہ پرور ہو گئے۔ اہل اہلسنن کا ہے  
 انھیں کارہی نہ تھی اور ان کے حق میں علم سے غیر کرتا ہوں یا شہادتے ایک  
 مصنف کے جو عالم الغیب حکیم و علیم ہے اور جس کی بارگاہ قدس میں سرشار ہوا  
 ہوا کرتا ہوں ذہن لا یرفع قلوبنا احد اذ حدیثنا

از جناب مولانا اعجاز علی صاحب شیخ الفتنہ والادب العلمیہ  
 سو تراویحی رسلئے اللہ وہ کھٹو میں ایک عرصت عہد میں باور پڑا  
 تھے جا رہے ہیں ایک کے ذی علم و قابل فخر اہل قلم و کتب اللہ دروازہ  
 ہر جگہ میں اس پر صلی اللہ تعالیٰ فرما کر اور ادب میں ایک کے اور چھوٹے باب  
 کا اضافہ کر رہے ہیں۔ مسلمانانِ ہوا کے ساتھ ساتھ دنیا کی رنگینی سے بھی  
 اس عنوان کو کچھ ایسا نوکریاں بنا دیا ہے کہ جب یہ مضامین قریباً کے خود نہ ہم  
 حضار میں کا اور وہی قند کر رہے کم نہیں ہوتا ہے حق کو جس نے اپنے بعض  
 مسفر دیا یہ بعض اہل علم کو رہا نہ انداز میں اس کا ذکر کرتے ہوئے سناتے  
 میرے لئے ارشاد ہے کہ میں بھی نہ کور لانا عنوان پر کچھ کھولوں، میں نے  
 اس کی تعمیل بھی کرنی چاہی اور کئی بار کچھ لکھا ہے، لیکن جب تمہیں قلم کو غم  
 کر کے جس موضوع پر عرض حال کا موقع ہوا تو اس خیال نے قلم کو اس کے  
 بڑے سے بڑے دیکر اس عنوان پر لکھنا نہیں، اس لئے قلم کو زبردستی  
 جن پر کتاب نے احسان کیا ہو اور انھوں نے بہت کے ساتھ اس کے  
 احسانات کو قلم کیا ہوا ارشاد میرے درمیان میں چونکہ ان کی آپ میں بعض  
 کو اپنا شوق تھا ہے، یہاں پر حال ہے کہ تحریر و مضمون کے شراف ہی معذور  
 رہا تو میری گزارش ہے وضو کی تازہ نہ ہوگی تو کیا ہوگا، مگر ارشاد ہے اور ہو سکے  
 ارشاد ہے کہ اس مضمون پر فہم کو کچھ دیکھ کھٹا نہ ہو رہی ہے، پس اگر تمہیں لکھنا

تو کیا کر دی۔

میرے سب سے بڑے بھائی مائتھ تھے اور جادو اور جادو سے مناجات کو بہت  
پہن قرآن پڑھا کرتے تھے، ان کو بولنے کی کاپی تھی، ان کو دوست احباب کی  
سامنے سے حاکمین کی بلا: بازت اس کا یاد پورے لگے، اور پولیس کا انسٹیشن پر آئے،  
مجھے صلیب فنی، پسند ہی ساری کے بعد سب انسپکٹر نہیں پرچھے، غالباً جس دن  
میں ہنزہ میں تھیں، حضرت نے قرآن شریف کی سورتیں کہیں نہ ہیں پڑھی ہیں تو  
پڑھی ہیں، تو اس کی غرض سے کہیں قرآن شریف پڑھیں نہ لیا۔

معاذ اللہ مناسب ہے کہ قرآن شریف کو یاد کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے، اس کو بہت  
میں لکھ دیکھنا بہت زیادہ مشکل ہے، نتیجہ یہ ہوا اور میں ہر مسکا تھا کہ سب انسپکٹر کی تو  
مل گئی مگر قرآن شریف یاد نہ کر سکے۔ سرخوردہ دندہ کو اس کا بہت محنت صرف تھا،  
ان کے والد (میرے بھائی) اگرچہ علماء میں سے نہ تھے، اگرچہ سنے لوگوں کی طرح  
بہت زیادہ پندارتے تھے، کچھ سے روز در بڑے بھائی تھے، اسی سے ایک نے  
ان کو عدل پس کیا اور یہاں سے گواہی دے دی، یہ خوش روزگار تشریف لے گئے،  
میرے دوسرے بڑے بھائی نے عرفی شریف کی الدرد و میزان العزت سے آگے  
دبڑے پاسے تھے کہ والد مرحوم کے ایک دوست صیغہ علی نے صیغہ سر دے دیا  
املا سے عربی ہوئے، پر مجبور ہوئے، درانگر بڑی ہی انگریزوں پاس کیا۔  
مرحوم والد نے حلقہ قرآن کے لیے کچھ کواچھ من و مید اور سر مائتھ صاحب

ہاں ہونچا دیا اور میں حفظ قرآن میں مصروف رہا۔

مجھ کو یہ دہستہ ہے کہ میں ایک روز اسی مکتب میں پڑھ رہا تھا جس میں مجھ کو حفظ قرآن سکے لئے بٹھا دیا گیا تھا کہ اتفاقاً سید محمد علی صاحب مرحوم تشریف دے گئے۔  
 ان صاحب کے قریب ہی بیٹھا تھا ایک مسکین اور دیکھ کر فرمایا کہ بوجہ کس کا ہے؟  
 صاحب نے فرمایا کہ مفتی مزاج علی میرے والد کا نام ہے اکا۔ میں جانتا تھا کہ یہ صاحب میرے دادا کے دوست ہیں۔ اس گفتگو کو سن کر اس صاحب پر ان کو دیکھنے لگا کہ یہ خوش بولے اور بھری حوصلہ افزائی فرماتے گئے، مگر خود غلط اور اچھا نہیں سمجھتا۔ سید صاحب مرحوم کا چہرہ غصہ سے منہ چھپا، اور بگڑ کر بولے کہ مزاج علی نے یہ کہہ کر تمہارے اس مصوبہ پہنچے کو حفظ قرآن میں لگا دیا۔ کیا ان کا یہ مقصد ہے کہ اس کو مائل ہونے کے بعد قیڑاں پر نہ روٹ قرآن کی حلاوت نہیں کہنے اور لاکھ کے طلبے کھانے پر مجبور کر دیں۔

میں اس وقت بہت ہی چھوٹا تھا۔ بعض اوقات میں نو تلاپن میں تھا کہ ان کو نقل کر کے میرے درمست میں لے کر جاتے تھے، میں کم سن کے باوجود مجھ کو یاد ہے کہ سید صاحب مرحوم کے یہ الفاظ مجھ کو بہت زیادہ گراں گزرتے تھے۔  
 اور میں نے ان سے اس کلام کو توہین قرآن کے مرتکب سمجھا۔

سید صاحب مرحوم خود انگریزی میں تسلیم یافتہ تھے بلکہ شاید انگریزی کا ایک حلقہ بھی دہستے تھے، بیخ و بن نہ تو پڑھتے تھے، بعض مرتبہ انگریز عالم کے ساتھ

اپنی خدمت کا اہل خانہ بھی لے کر تازہ پڑھنے کے لئے مسجد میں آئے تھے، پھر چلی جاتی تھی تو عالمائے صبیح کا سیاد جبکہ ہیں کر جاتے تھے، اہل بیت، ہندو، پرتگیزی، کراچی، صحرانہ، عربیت کے بارہ و بام غرض میں ہندی ہونے کے سبب یہ کہہ کر آئے تھے، لوگوں میں کہ چڑھانے یا پکڑنے تھے۔ آگے آگے باجبرینا تھا اور پچھلے وہ خود پرہیزگار تھے، یہ ہونے سلطان علی کے ہونے تھے، اس ثابت ہی سندس رسم میں نے بھی کئی سال شرکت کی ہے۔

طرح سید صاحب مرحوم کی اس نا محکوم سی نے کامیابی سے اصل ملکی اور پرانے قرائن کے نام سے شہر ہو گیا۔ اس کے بعد ہی میری پاکھوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ سید صاحب مرحوم کی کوشش کوئی اللہ میں ضعیف نہیں اس کو (خدا ہائے کیوں) غوال یا پاکھوں کا چھوڑا بیٹا خانہ قرائن ہو۔

سید صاحب مرحوم صاحب ثروت تھے، وہی اچھے استاد اس غرض کی اہل دہی کے لیے طالع دیکھے اور برسرِ وقت گھرانے کی تازہ پوری نہ ہوئی، میرا تو اب تک یہی خیال ہے کہ شاید باقی حراسہ کو سید صاحب مرحوم کی وہ مابطلہ توفیق ہندو، ہونے جو کلام قدیم کی ہو گئی۔

حق قرائن سے فراغت کے وقت میری عمر باقی بچہ کو صبح یا دھیں ہے، اس قدر روایا ہے کہ بعض بعض لوگ میری موجودگی میں میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ لٹھی ہی و والد مرحوم ہندو راہ لگاؤ اس کو مافلا مشورہ کر رہا ہے،

ہر دلیہ میں اس قدر سختی کا ملاحظہ ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

ان دعاؤں کا یہ کہنا کچھ زیادہ غلط بھی نہ تھا، کیونکہ میرے حفظ قرآن کی حقیقت  
 اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ پہلی دفعہ قرآن شریف تلاوت میں اُٹھانے کی تکلیف بہت  
 بھی کچھ زیادہ ہے کہ رمضان المبارک میں محمد کے ذریعہ جو قرآن شریف سنے کر پڑھ  
 جائے، انفرادی یا جمعیۃً نہ ضرور دینی اس جگہ سے اُٹھنا تھا مگر بسا ا  
 بھی اسی جگہ پر پڑھنا تھا جس پر قرآن شریف یاد کرتا تھا، بات کے آخر حصہ سے  
 یاد کرنا شروع کرتا تھا اور دینی چونکی سے تلاوت کے وقت اُٹھ کر مسجد چلا جاتا تھا  
 ورجاء ہائے پڑھنے نہ ہوتے تھے نہ صبر سوا پارہ سننا ہوتا تھا اور وہ بھی اسی شکل  
 سے، امر ضرورت میں اگر لوگوں کو میرے ملاحظہ ہونے کا اٹھنا تھا تو بے جا نہ تھا۔  
 رمضان کی پچیسویں تاریخ اور ستائیسویں شب میں قرآن شریف ختم ہوا، والد  
 کی خوشی کا تو شک نہ تھا۔ میرے بڑے بھائی بھی خوش تھے ختم قرآن شریف کی  
 اس رات کو اس طرح آنا ہے کہ سونے کو بھروسے کے اٹھایا جاتا تھا اور پھر  
 سو گیا، کچھ کو یاد نہیں کہ میں نے اس روز صبح کی تلاوت پڑھی ہو، والد و مرشد خود  
 بھی نماز کی پابند نہیں، خصوصیت کے ساتھ میری نماز کی نگرانی نہ بار آورنی تھیں۔  
 مگر میری تقریباً ایک ماہ کی محنت کا خیال نہ کم میری کامیابی کچھ کر چکا ہے، مانع  
 آج نہ ہو کر اٹھا تو محتجب میں آنا اور اٹھنا سید پرآؤں نہ ہو، مستحب سے کہنے اور خود کو  
 صاحب بھی میری تعریف کر رہے تھے۔ کچھ کو یاد نہیں کہ عائد صاحب نے میری

موجود ہیں ہری خرمین کچھ بھیجی کی ہوا گشت پر، ماسٹر جواؤ ایک ماسٹری نے  
 آپس سے فخر چست کیا، چھپیں دن کے بعد گھر کے جیل خانے سے ان کی رہائی  
 ہوئی، عاتق صاحب نے اپنی مسمومی سادگی کے ساتھ فرمایا کہ اس دفعہ قرآن کا  
 کوئی نائد اس کے ہنر نہیں کہ عاتق اس کے سنی سے بھی وہ وقف ہو اور معافی  
 قرآن کا بھٹا عربی پڑھنے ہی پڑھتے ہوئے ہے۔

مذکورہ صاحب کی بکریاں راستہ گیت، اندرائی قدرت کا کٹر شہرہ میں نے اسی وقت  
 یہ غم مسموم کر لیا۔ کچھ کو عربی پڑھنے ہے، اس سے واضح ہو گیا ہو گا کہ میرے عربی  
 پڑھنے کا فخر کہ قرآن شریف ہی ہے۔

یہ ہے میری اجازت۔

عاتق صاحب ہی نے غازی کے سلسلہ میں کچھ کو اکبر نامہ شروع کرایا اور وہ  
 غازی کے ماہرنے کچھ کو باور ہے کہ کچھ کو گشت، پڑھتے وقت مترجم گشت  
 ماسٹر دیکھ کر زجر کر کے کہتے تھے: اسی نشان میں دالہ صاحب مرحوم کی تہذیبی  
 قضیہ تہرک ہوئی، اس پر اس کی کر رہے گشت خلیفہ اس وقت ہوئے، اس پر اس کی  
 بہا اس سے کچھ اور پہلے پڑھتے تھے، یہ طالب علم نہیں، ذکر تھا اور شہل سے بھی  
 خلیفہ آجھ وہ پہلے دالہ بطور دالہ کر کے تھے، اس پر اس کی ایک ہی دور بننا  
 مولوی مقصود علی خان صاحب نے اشارہ کیا، ان کو صورت و نحو بہت، چھی تھی،  
 حرز تعلیم، اس پر اس کا تھا جس غرض کہ اب سے ساتھ ستریزہ میں ایل پنجاب باسندہ سرحد



جس سنا گیا ہے۔ نیز ان نصرت نوازل سے آخر تک بالفاظِ یاد تھی، فلسفہ سے  
 اہباب اور صحتِ صغیر کے نظریے اذیہ بھی بالفاظِ یاد تھا، نحو میں نحو سیر اور کافہ  
 کے آخری چند اہانت کے علاوہ پورا کافہ یاد تھا اور میں اس قدر شغف تھا  
 کہ اکثر اوقات کوٹنے کی حالت میں بجائے قرآن شریف کے میزبانِ بصرت پانچویں  
 کے اہانت زبان سے لٹکا کر دینے میں مصروف تھا۔ اس میں سے کچھ تو شروع کی، اس میں  
 ہر گشتاں کل جامعیت سے فارغ ہو کر بعد کے بعد گشتاں چھو سکتی تھی، مگر  
 خدا کا حکم ہے کہ پھر کو خواہ بچھو لینے کے بعد گشتاں میں زیادہ دشواری نہ ہوئی،  
 اس اثنا میں والد مرحوم کی پیشین ہوئی اور میں پھر شاہجہاں پورہ گیا۔ اس وقت  
 میری تعلیم کے گزراں ایک ایسے بزرگ تھے جو عربی تعلیم سے قطعاً ناواقف تھے،  
 جن کی نگہ رانی سے نقصان ہی نے میرے کئی سال ضائع کر دیے، اپنی عمر کو  
 ضائع بھی کرنا تھا، مگر خدا کا حکم ہے کہ یہ بھی بھٹاتا تھا کہ میں اپنی عمر ضائع کرنا  
 ہوں، تو فرما کہ تم میرے گھر میں آؤ اور نگہ رانی کو دے دے بزرگ سے میرے کہا  
 کہ میری فارسی کی کتاباں باقی ہیں، جن صاحب کے پاس کچھ کل پڑھ رہے ہوں  
 ان کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور شاید وہ فارسی نہ بھی پڑھائیں، چلے  
 سکندر نامہ پڑھنے کی اجازت مجھ کو دی جائے کہ دربارِ حسین بھلاؤ شاہجہاں  
 میں داخل ہو کر پڑھ لوں، جس ناخلفی سے یہ اجازت مل گئی اور میں پہونچا تو  
 وہاں کسی امتداد کے پاس نہ پادہ وقش بھی نہیں تھا۔ میری عمر دس سے میری

روایت پر رحم فرما کر حضرت سعدؓ نے اپنی بیعتی لکھ کر خزانہ میں محفوظ کر دیا۔  
 اس پر اپنے آپ کو دھوکہ دینے لگا کہ یہ لکھ کر رکھنے کے لئے محفوظ کر دیا۔  
 نصیب بھلا چاند بن ہی ہستیوں سے جدا ہوتا ہے۔  
 پھر گھٹنے ایک چوڑھت پر داخل کر کے بچھے (سو) اسے۔  
 اب تیری خرابی مٹا دیا  
 بھی اس درمیان ہوتے گھبراہٹوں کی اس حاضرت نے ہماری جماعت کو یہ  
 محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ تحصیلِ علم میں طلبہ کو کیا کریا و ثواب ہیں۔  
 ہمارے پڑھتے وقت جو چاہتے تھے، وقت کرتے تھے۔ پڑھتے تھے جو چاہتے تھے۔  
 یہ واقعہ غلوک و معمولی بات تھی جب اس نے غلوک و معمولی بات تھی جب اس نے  
 حضرت مولانا سید بشیر احمد صاحبؒ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تو بہت مرتبہ سنا ہے  
 سے اتفاق کر لیا۔ ان کی عیادتوں کو مطلب و رفقہ کے لئے کن فرت تھی ہے۔  
 مطلق ان کی عیادتوں کو مطلب و رفقہ کے لئے کن فرت تھی ہے۔  
 تنگی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی،  
 غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی،

اس اشعار میں میر کے لئے ایک اور عجیب واقعہ یہ ہے کہ میر کے قریب ہی  
 بازار تھا، اس میں بڑے بازار کی درکان تھیں، اس کی عمر قریباً ساٹھ برس سے کم نہ ہو  
 میر کے قریب ہی اس کی دوکان پر تھا، غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی،  
 غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی، غلامی نہ ہوتی تھی،

عمر انھوں سے ہے پس یہاں جو کر رہا ہے استادوں سے جو اسے حاصل کر سکتے ہیں اور مشق کر رہا تھا۔ قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا مستند سید ہے اور قرآن مجید ہو گیا تھا۔ صرف انھوں نے خود قرآن میں جو جو دیکھے ہیں انھیں انھوں نے اس وقت تک، اگرچہ نہ پڑھی تھی، مگر قادر ہی قواعد کو معلوم ہی تھے، اسی حالت میں ہیں اور معلوم و مجربہ پر پہلے کچھ عرصہ کے بعد ضروری کیا اور اسے فارغ ہو کر حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ طبع سے بیجا آوی شریعت کی اسودہ بقرے کے ادل ہی میں حروف مقطعات کی بحث ہے، مجھ کو حضرت نے جس سرگ کی تقریر فرمائی تھی اور میرا خیال یہ ہے کہ اس کو سمجھنے کی مجھ میں اہلیت تھی نہ تھی، مگر اس قدر یقینی ہے کہ وہ بہت دور تھا جس پر قرآن شریف کی طرف سے بہت ناگہانک شگ بہت سے دل سے دور ہو گیا۔

ہے میری: ننہا!

اب لائق میری گزارش سے واضح ہو گیا ہو گا کہ میرے علم ظاہری کا سبب بھی قرآن شریف ہے اور غنیہ کی حمایت و حفاظت کا سبب بھی قرآن شریف ہی ہے۔

قیام دار معلوم دیو بند میں ایسی حالت ہیں کہ میں فرماؤں تو پڑھنا تھا اور ایک اور صاحب شریعت دور تھے، مجھ کو مخالفت حریم کی پٹھانے کے لئے اشیاء ہوسے۔ ان کی تعلیم سے علوم میں سے محبت پیدا کر دی اور فوج آباؤ تہیں مگر اس کی نصحت دل میں اس قدر ہو گئی کہ غیر ظلم نہ تھے بلکہ مجھ کو ادب سکھاتے ہیں اور میں اسے دل ہی دل میں

کما کر: ہوں سہ

لو صاحب! فاپ کہاں درم کمان، اچھی نہیں مجھ اس کو نہ بھیس اگر غلط  
 میں نے عرض کیا تھا کہ میری خود معرفت کی تعلیم رکھ، جیسے اشارہ سے بول رہے ہو اس  
 طرز کے معنی میں جس ہرز کے معاملہ قدر پر نہ مانتے ہیں صوبہ سرحد یا پنجاب میں ہونے لگے۔  
 مشکل مشکل چیزوں کی، بالآخر تعلیم نہیں، اور یہ وہاں توں کی باغیابطہ ترکیبیں پوری  
 پابندی کے ساتھ ہوا کرتی تھیں، اس لئے میں شریعت پر کسی کو فہم کر رہے تھے تک بجز اس  
 نظام کی تخریب کا جو اس کے اندر کسی کتاب کا معاملہ نہ کر سکا۔

دارالعلوم دہلی ہندوستان میں بھی ہونے کے بعد حضرت مولانا نے اسی مدرسے میں  
 تھانویہ واقعہ پر نیزہ شیعہ بھاگپور کے مدرسہ "ابن کثیر" میں لکھا تھا کہ مولانا  
 علی گاہہ قومی دار میں بھی چھ روزہ سی کتابوں کا مطالعہ کروں، اسی زمانہ میں میں نے مصلح  
 کو بھی ایک بار دارالعلوم "امسارک" کا مطالعہ بھی کیا، اور اسی زمانہ میں لکھنؤ کی طرح جو مصلح  
 کو بھی دیکھا، نہ شریعت کی علمی عظمت کا مقتضایہ ہے کہ میں مصلح کے مقابلہ میں کسی کتاب  
 کا نام نہ لوں، مگر اس وقت جو عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ مجھ کو کچھ پتا نہیں کہ اس سے ہوتا۔

یہ ہے کہ میں نے انسانی طبیعت سے وضع انصاف ایک مصلح پر فہم کر دیا  
 اور اس کے بعد جب میں مصلح کا مطالعہ کیا تو مجھ کو اس سے بہت دلگہزی ہوئی، اس کو تب کو  
 میں نے متعدد بار دیکھا اور چاہا کہ علیہ اس کتاب کو پڑھیں، مگر وہ نہ تھانویہ کو نہ ایک  
 شخص کے ماتحت تھا، اور ان کے انجمن سے معمول جائزات کے بغیر اس دار میں نہ جاسکتا

طوائف ملنا بطریقاً اور وہی کے ادا صحت پسند ممبر اس کی اجازت نہ دیتے تھے سوچئے  
 میں کا سیاق نہ ہوا۔ دارالعلوم دہلوی پندرہین ہجری ہوا تو اس وقت ہارسے زری کے کوڑھانے کا  
 موقع ملا۔ اس سلسلہ میں میں نے ایک ہجرت کو: جن عقیل کی شہرہ پڑھائی، اور میرا  
 خیال ہے کہ پڑھنے والوں کو بہت زیادہ نفع پہونچا، اور اس طریقہ میں سناں کو  
 قاضی ازاوقات درسہ کئی دفعہ پڑھایا، ابن عقیل کے اعلام کی برکت کہ میں نے  
 اس کو پڑھا، اس کا شہرہ ہو گیا، آج کل بھی ہمارے یہاں ایک طوائف میں کے  
 مسکن جو انگریزی میں ایم اے ہے، دارالعلوم دہلوی کے فارغ التحصیل احمد مولوی  
 فاضل دینیاب، کو مقتول مخدود کے کرمیزان حضرت پڑھتے پڑھتے، ابن عقیل تک  
 پہونچے، چنانچہ ان کی تعلیم میں میرے مشورہ کو بھی دخل ہے، اور ایک دفعہ فرماتے تھے  
 کہ مجھ کو تو ابن عقیل کا ایک ایک نقطہ پر بارہ بار معلوم ہوتا ہے۔

مختصر ہے کہ میرے نزدیک ایک نہایت بڑا رنگ سلاست بیان، مقاصد و توفیق  
 کی نیکی، اور حسن تفسیر میں ابن عقیل کی تفسیر تفسی، دارالعلوم دہلوی کی حاضری کے بعد  
 حضرت سید نورشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیر مزاجت میں لے کر آئے ہیں، جو کہ سداۃ  
 کیا، اور آج تک ہمارے اس کا مطالعہ کر چکا ہوں۔

اب میرا عقیدہ یہ ہے کہ کتب میں جو ایک ایسی کتاب ہے جو عالم غیب کے  
 علم کے تمام علمی ذخائر رکھ دیتی ہے اور منقسم اپنی قابلیت کے موافق اس سے بہت  
 کچھ حاصل کر سکتا ہے۔



دوسری کتاب اس کے مساوی میرے علم پر نہیں ہے، اس لئے کہ کم از کم کچھ سنا ہے  
داخلہ درجہ دوم پڑھنے والے کے ساتھ تاریخ عربی کا کوئی معیار بچہ بھی دھنس کر سس  
بہت ضروری ہے۔

میں آخر میں کے روز دین جیسا دیوانہ بختری کو بار بار دوق و شوق سے دیکھا دیکھ کر  
ذہن پر مشغول، جاہلیت کے کلام میں جو آہ و زلفیام ہے، شاعرین جیسا میراں اور  
مکھوس کی طرح شاعرانہ جاہلیت میں اطرار القیس کا کلام مجھ کو زبان پسند ہے، مثلاً  
شعرا میں ابو اسلمہ صحری کی سقط الزند میں اس کی طبعیت تو میرے عزیز بن لاریج کے  
قصائد آج بھی میرے سراپانے کے چوکے ہیں، بہت سے علماء سوتے رات اور  
اٹھ کر پڑھ کر سو جاتے ہیں اور راتوں میں ان کے اشعار کا سنا لہ کر رہتے  
پورے سوتا ہوں۔

ادب کے لئے میرے خیال میں جس طرح صرف درجہ ضروری نہیں اسکی طرح معانی  
و بیان بھی ضروری ہیں، معانی کے مصلحتات اور مختصر حقیقت مند سے اچھے سے کہنے  
مختصر معانی اور چہا سے قومی حاد میں متبادل ہے، پڑھ لیتے، ادیب علم کے لئے  
ضروری ہے اس کے بعد وکیل اور حجازی اسموں کا سنا لہا لانی ہے۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ طلبہ کو اولاً سہولت اور مختصر کے ساتھ فرق اور  
مصلحتات فن سے روشناس کرا دیا جائے، دوسری کتاب میں اساتذہ اپنے اخوات  
کے کام کے کرشماتین ہیں اور انصاف پیدا کریں کہ جس کی وجہ سے طلبہ ہر طرف غریب

عربوں کو کریمہ اللہ ان کے غم میں مدد فرمادے۔ عمار و عیدہ جدا چیزیں کا نام ہیں۔  
اسان کے دفاع میں سکاٹے قیدی کی شفقت کے اوقات کا نام ہے، اپنا طریقہ  
جس وقت طلبہ میں مغزات لکھتے کو سمجھتے کی قیمت پیدا ہو جائے، ان کو دینی لکھتے  
کا حکم فرما کر بخارہ الصالح یا غیرہ کسی دور میں کتاب کا معاملہ کرایا جا سکے  
اور جب تک اس طریقہ دانی کی رسمت ہو جائے تو غرضی اللہ رب اس کے بعد  
اسان عرب سے کام لیتا سکھا پا جائے۔

افریقہ کو اردو پر نرا دتہ تھیل کے باوجود کچھ کویت سے ٹھہرات ہیں اور  
تجدد و جوانی مگر ان دنوں کے اکثر طلبہ کے اس موجود ہے ایسی میرے نزدیک  
نکات ہیں۔ یہ کہنے کے لئے ایک حد تک عقیدہ ہے مگر روایت قدیرہ خصوصاً تفسیر حدیث  
میں اس سے اتنا دور ہے جو اسے خود سے کہ نہیں ہے۔

حضرت امام زکریا کا کتب خانہ کا فکھ محمد احمد صاحب صاحبہ میں ترمیم و مرابوہ و ترمیم  
قدس سرور ہے۔ لکھتے عالمہ حیدر آباد دکن کے صاحب نام پر فائز ہوئے تو ازراہ  
بھی پھر کتاب تھانہ تھانہ، فوہی کا اعتقاد پہلا ہی تھا، اس زمانہ میں کچھ کو بکھر رہا ہے  
ایک اور شخص فی بیانات امر جھوٹے بہت مدعی ہیں جن کی وجہ سے میں بھی اس کے  
مصنفین کو دماغی راز دیا ہوں۔ اور اللہ کو کتاب تو جانی بھی میرے پاس ہے اور  
کوئی نیا کتاب نہیں ہے۔ سنا ہے کہ کسی نے اس کی شروع بھی کی ہے، اس  
نسخہ کے خدیو سے اس کے بہت مدعی ہیں، اگر ترمیم نہ کر کتاب میں کو فائدہ کی



افسوس ہے کہ ایک کھانا اموں میں نہیں کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کا تفسیق  
معاملات سے ہے۔

دستِ نظر کے لئے شاید یہ دونوں کتابیں مبینہ ہوں اگر فصل کے سامنے بیت  
آسان سے لے جاتے ہیں، دستِ نظر کے لئے یہ سب سے خیال میں بیانیہ سے ہے۔  
نکاح کوئی نہیں ہے۔

خروجِ دکان کا اگر میں بیکل کر دیکھوں، کیونکہ چھپنے کے بعد بار بار  
چھپنے کی وجہ سے ان کی اپنی حدِ مالیت کی بنیاد پر اس سے زیادہ مستفید  
ہو سکا تو کوئی حرج نہ ہوگا۔

شرحِ مختار پر دو ہیں۔ ایک 'المعلیٰ' تباری رحمۃ اللہ علیہ کی، دوسری 'تفسیر' کی،  
مؤخرہ اور کتبِ علمیہ میں معلوم ہو رہی ہے کہ کتابِ خانہ میں ہے، 'اول' کے لئے کتابِ خانہ میں  
میں ہے، 'بند' میں ہے، 'میں' کے لئے 'تفسیر' میں، 'تفسیر' کے لئے 'تفسیر' میں، 'تفسیر' کے لئے  
میں سے منقول ہیں، کیونکہ اخلاطِ قاضیہ میں منقول اور منقول ہیں، 'تفسیر' کے لئے  
میں سے پا رہی ہے جس کو میں 'تفسیر' سے خرید کر لایا تھا، وہ میں 'تفسیر' کے لئے  
ہی ہے، 'بند' میں ہے، 'میں' کی صورت ایک جلد ناظر کے لئے ہے، 'تفسیر' کے لئے  
تا آخر کتاب الوقت، نہ رہی ہے۔

شرحِ مختار کے، میں نے منقول میں تفسیر اگرچہ ناظر کی تفسیر کیوں نہ ہو  
میں نے، میں نے کوئی تفسیر، 'تفسیر' کے لئے، 'تفسیر' کے لئے، 'تفسیر' کے لئے، 'تفسیر' کے لئے

سفر میں ہندوستان پر ٹالنے پہ لگی ہے اس کا اثر ایسی ہیبتناک ہے کہ ہو سکتا ہے میری اس کتاب کے کہ ابتدا سے ختم لیت ہی سے بچوں کو اخلاق و خصوصیات کی طرف متوجہ کیا جائے یہ ضرور ہے کہ علمی ہر کتابی نہ ہوا وہ ان کے نشو و نما کے ساتھ ساتھ اس تعلیم کا بھی لٹو رہا ہو۔

مجھ کو، اپنی کسی نثری نگار میں جہل سے مطلع نہ تھا اب اس کے تعلق میں نے غلات کو تفصیل کے ساتھ پیش کرنا ہے اس لئے اس وقت صرف اس پر اکتفا کرتا ہوں کہ اگر رہائش خاصا بھین جس کے سوا لغت نگار قوری ہیں وہ اصل نصاب نہ کرے بلکہ اس کے کمال تک پہنچنے سے طلبہ پر اس کا مطالعہ کر دیا جائے۔ ساتھ ساتھ اس کے لغت کی تصدیقات کا مطالعہ میں ان طلبہ کے لئے مفید سمجھتا ہوں جو متون سے سے واقف ہو چکے ہوں۔



از مولانا شاہ حلیم عظاما صاحبیات و تفسیر حدیث اربعہ اعلیٰ  
 میرت خاندان میں احمد کے فضل و کرم سے علم و دین کئی صدی سے پلا آرہا  
 ہے، مطبعت و سجادگی کے باوجود مثلاً کچھ کو معلوم ہے برابر اشغال رہا اور بعض حضرت  
 صاحب تصانیف بھی ہوئے، حضرت شہداء عبدالعزیز صاحب نے ابو الفضل حلیم صاحب  
 عرف شاہ بہتم عظاما صاحب کے نام جو خطوط بھیجے ہیں اور حضرت شاہ ولیع الدین  
 حنیف رحمۃ اللہ نے اپنے بعض علمی تھنوں پر جو الما لکھے ہیں، ان سے اس کا نفاذ کے  
 بزرگوں کے علم و فضل کا اظہار ہوتا ہے۔

اوپر مذکورہ ماحول خاندانی اثرات اور سولہ خصوصیات سے خالی نہ تھا،  
 خاندان کا نام اذوق اور زحمان طبع نعوت اور ان کے سلفیات کی اثرات تھا،  
 اس ماحول میں میر سے محترم شاہ عظاما صاحب مرحوم قاصر خصوصیات کے  
 مالک تھے، شطب بیداری اور عازمت لکڑی کے علاوہ ایک سلیم الغم حق شمس اور  
 وسیع القصب بزرگ تھے، معاصرین کے فضل کا کشادہ دلی سے اعتراف کرتے تھے،  
 سلسلہ احمد خاندان کی مصیبت سے پاک تھے اور بعض قبیح سنت اور منور معاصر  
 بزرگوں کا بڑی عظمت اور عقیدت سے ذکر کرتے تھے اور اکثر سلف مذاہبن اور  
 صوفیہ کے تذکرے سنایا کرتے تھے، جس سے سلطانی محبت کی شکل برپا ہوتی تھی۔  
 بڑی عمر میں گیارہ برس کی عمر میں ہر عہد کو تفسیر لایعزیز اور تبارکی  
 کی روایت کا ترجمہ کیا کرتے، ان سے سنائی ہوئی حدیثیں آج تک دل پر نقش ہیں۔



فرنگی ممالک کے اردو ادب میں مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے بھائی مولوی محمد حسین صاحب کے خاکہ درستے۔ لیکن آپ پر مولانا صاحب کے قلم کے اثرات زیادہ نمایاں تھے۔ مسلیفیت کا رنگ بہت گہرا اور حدیث اور سلف کی کتابوں کا بڑا بڑا ضعف تھا۔ نہایت عابد اور متورع بزرگ تھے۔ آپ کی تحریر کیلئے تصویب سے امام ابن ہمدانی کی مجلس الجلس اور صفۃ الصفوة امام ابن تیمیہ کی الواسطۃ میں انھوں نے لکھی، امام ابن قیصر کی زاد المعاد امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اور محمد بن نصر درمنام کی کتاب فیام اہل بادبار پڑھی اور دل میں گنہاری، اجمال صونیہ کی بدعات کی فہرست سے لکھنے میں کتاب الواسطۃ اور مجلس الجلس سب سے زیادہ سوا خدہ ۲۰ بت ہوئی۔ اسی زمانہ میں گجرات اور گواہا بکھڑے ہوئے مسلمانوں سے زیادہ اشتغال ہوا، چونکہ خودی کی شہرت سرحدِ تھی جو طلب کے لئے بڑی طریقہ سہل یا دوا کی حد تک دیکھ سہا بھی ہے اور چونکہ مجھے خودی سے عنایت تھی اس لیے مجھے مسلمانوں کو زیادہ ذوق و شوق اور ادھماک کے ساتھ دیکھا۔

مولانا جینا ہونٹے کے مجدد محمد سے مجلس الجلس اشعار البغیہ سے مسلمانوں کی انفسار و القدر و الکلمۃ البغیہ راہنہ قیم اور فایۃ الہامی فی الترمذیۃ البغیہ فی الزامی زادہ پڑھا کر سنا کرتے تھے، اس طرح ان مسلمانوں کی خاطر و خیال سے نقش گہری اور سنگم ہوتے رہے تھے۔

مسلمانوں میں مولانا محمد سورتی صاحب کلموں میں مقیم تھے، ان کی وجہ سے

بڑی یاد رکھیں اور ہر طبقہ صحیحین پر مبنی عقیدہ جن پر کفر سے صلت کی بنا ہو گا  
 مذکورہ رہتا تھا۔ اور محاسب گزری ہوئے تائبہ قلعہ اور صدیق بخترم مولانا حسین بن محمد  
 حدود دوسرے ہم نوائی احمدیہ قبائلی اسباب ان بحال میں تشریف لے ہوئے اور علی گڑ  
 اور گنگو کر رہے تھے۔ انھیں جیلوں میں ملائے ان علاقہ سے میرا خاص تذکرہ ہوا مولانا  
 سودا کی ان کی جامعیت اور تہذیب کے جس سے سحریت احمدیہ سے ان کی گنگو سے  
 بچے ان عزم کی تصدیقات کے طرف توجہ ہوئی ان کی کتاب *التعلیل فی الجہل* انھیں  
 نویسنے دیکھ چکا تھا۔ ان کی اور تصنیفات بھی دیکھیں۔

ابن ادم کی تصنیفات میں مسئلہ عصمت، نبی اور راز ان مجاہد کے طرف نقل کی گئی  
 کو میرا نے صحت پسند کیا اور ان مسائل پر ماہرین تہذیب احمدیہ نے دوسرے علماء کے جو کہ  
 کھاسات میں پروردگار ابن ادم کی تفسیر اور بحث کو ترجیح دینا ہوں۔

مولانا عقیل عرب صاحب کی گنگو اور علی گڑ کے جریانی کی خاصیت  
 بلاغت اور سبب مؤیدہ مبنی کی جلیل القدر تصنیف *حرارۃ* سے اشتغال ہوا اور  
 دین نظامی کی کتابوں سے طبیعت مٹی اور ان کی رہنمائی اور رفاقت میں ندرہ کی  
 آمد وقت کا سلسلہ شروع ہوا۔

میں نے بعد مجھے صلت کی کتابوں کو خریدنے اور ان کے مطالعہ کا دلورہ پیدا ہوا  
 خصوصیت کے ساتھ ان علماء صلت کی دیگر تصنیفات کا جس سے مطالعہ کیا وہ حسب  
 ذیل تفصیلاً ہے۔



مجھے امام ابن تیمیہ کے مختصر رسائی میں جو عید و منعت کی دعوت ہے وہ زیادہ  
پختہ آئے۔

پہلے امام ابو نعیم لہجہ میں یہاں لکھا ہے کہ منعت کے بعض مباحث اور اصول وہ  
اصحاب اسطول علی خاتم الرسول میرے نزدیک امام کی آغوش کتا ہوں اور حسب  
مہر سے ہیں۔

امام ابن تیمیہ کی تصنیفات میں سے میرے حاتم کی امامی امام کلیمہ اور جواب  
الکافی اور العبرین اور الاماویہ ان کی کتا ہوں اور کتا ہوں کے متعلق مجھے شکافی  
کی اس کتاب سے نظر تھا اتفاق ہے لاغیر انفس بل کہتہ اذہم سب اسطول و فوہ  
دکھار لی کہتہ ما عشتہ الامام و کلامہ الامام و تشریح الغلو ب۔

ابن تیمیہ کی کتا ہے میرے نزدیک امام ابن تیمیہ کے فن کی خیریت ان کے اجمالی کی  
تفصیل اور دن کا غرض ثانی ہیں۔

اگر کسی کو امام ابن تیمیہ کی سب کتا میں جگہ کی فرصت نہ ہو تو وہ قسطیہ اور  
بجہ ان رسائی کا مطالعہ کرے ان کی سب خصوصیات ملتے آتا نہیں گئی اسی طرح  
یہ امام ابن تیمیہ کی زیادہ اجمال کا حال ہے ظاہر شود کہ کسی کتا میں صرف قسطیہ یا کثیر  
انکشتہ ایچ میں صرف البیاد والہایہ ہو تو ان فوائد میں وہ بہت مدد کے سکتی  
ہو سکتا ہے وہ کتا کثیر کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ سرگزشتہ کے مسائل میں صرف صحیح  
راہیات سے فیصلہ دیتے ہیں۔



از مولانا عبدالحق صاحب کتب پر فہم مسلم پوئیو سٹی علی گڑھ

پہلے ہوں جب میں کاشیا دار سے دلی آیا تو چونکہ امداد غلامی و غلامی سے  
 ۱۰ سالہ تھا اس لئے تین سال صرف و شوکی، اور فی تعلیم میں اضافہ ہوئے ۱۰ اور  
 شہر جاتی تک پہنچا ۱۱ اس کے بعد کچا کچے تو بیچ اکھی سے رہنا ہی کی اور معلوم  
 ہو کہ میں لفظ راستہ پہ بار بار ہوں، چنانچہ پر صوبہ میں سے چھوڑ دیا، اساتذہ کو بہت  
 کم تکلیف دے، اور زیادہ تر اپنی کاوش پر اکتفا دیکھا اور صوبہ ذیل کتا بوں کو مع  
 شروع کے بہت خانہ کو نظر سے رکھا اور کیا، صرف میں شروع خانیہ، وغیرہ شروع الخیر  
 اور مسلسل لکھنا، و انتظار اور بعض قلمی متون، سفر نامی کا لب الاعمال بعد تیس سال بعد  
 وغیرہ، غرض مختار اور بعضین کی نحو سے تباہی، کاتیس کے بعض قلمی سلسلہ سائنس  
 ہم کو نحو سے جبر کرنا، مثلاً ایضاً ان موضوعات الی صفتہ و لکھنے لکھنے  
 موم و لکھنا، دھام، انضام، و نحو، مثلاً حالانکہ فی دی عربی زبان ان اضافہ لکھنا  
 سے لیر چسپ، نیز بعض متون میں چنبریا جت میں تاویلات کا ہر ذرہ لکھنا و لکھنا  
 اور نام ایک قلم نحو کو فضول کی کچھ کا دی اور ہر بحث یا علم کی مصیبت میں  
 لکھنا یا ہے ان کتا بوں سے بہتر نہ کرو یا کہ صاحب علم کا مقصد اپنی عربیت کی  
 اصلاح ہے، کسی شخص کی جنبہ داری۔

پھر فصل لکھنا، سب سب سب سے مطالعہ نے ادب کی حرث منوجہ کیا، خواہ  
 نحو کی کوشش سے ان و ہا فرق انسان کی طرح کی طرف پہنچا، ادب سے سلسلہ

میں معلوم ہے ہر اگر ہم غلط ذمہ کی طرف جاسے ہیں اب ہم کو مغزات یاد کرنے ہوں گے  
اور مغزات سے بھی پہلے ضرورت ہے کہ کٹھنی پھر دھکے ابواب یاد کیے جائیں۔  
سب سے پہلے کلام سنا سنے کے میں میں قیاس کو فی مرد قیاس کرنا۔ اس کے بعد ہر  
مغزات لغوی کو یاد کر سنے کے لئے ان کتابوں پر نظر رہی اور دیکھیں کہ لغوی لغت  
نفاذ ثنائی، الفاظ کتابیہ، ہوائی، نفاذ، لغوی، قریب، زہیر، اور اس کے ساتھ  
بزرگ اصطلح لغوی، دوسرے یہ نفاذ و غیرہ وغیرہ۔

کسی نیا ذمہ حقائق غرض اور بارگاہ سات اور تصدیق کے حق کو غریبی  
مغزات یاد جانا ہے اور مغزات کے درجہ کے کیے جاتے ہیں ان کو یاد کیا، غلط  
بریں قیاس اور بارگاہ واریں طبع پرین کا بیشتر حصہ یاد کیا اور سب سے پہلے میں پڑا  
متنبی اور علامہ انفریبا کو حفظ، حیرت، اشعار العرب، مفصیلات، نو اور اہل اندر  
کا قیاس، بہر کتاب، البیان و التبعیر، باب، کتاب، مع، متغاب۔

میں نے علامہ متنبی، اشعار، اور منطق، الزند، ڈپٹی تدریس صاحب مرحوم  
سے ڈپٹی صاحب کی ایک خاص خوبی پر بھی کہ وہ ترجمہ اس قدر خوبصورت  
کرتے تھے کہ غریب نہیں ہو سکتی، ان کو غریب علم کا بہت عودہ تھا، اور اس پر  
زبردست قدرت تھی، مگر ان کی اولیٰ قیاسیت، کچھ خدا و متنی، کتابوں، دین  
مست نہیں معلوم ہوئی تھی، وہ سب سے سادہ بڑی تھیں، جس سے پیش رفت، انہوں  
سے کہ مستعدانہ کے، ایک طبع پریری ان کی مزارفت ہو گئی، منطق، الزند، دین، شعر ہیں۔

وعلیٰ ابیہر من ذی العرشین علیٰ وجہ نقادہ ان

لم یکن فی الدنیا فیل الجبل ان ذی اولیائہ شفعان

غبتا فی مقصدہ فی حدیث الجہنم مسعد بن یوسف الرضوی

ثبت فی شیعہ کثر غائبہ کوڑھی صاحب نے ملکہ دھکے لگائے تھے کہ پھر لڑ گیا  
پھر میں نے قلعہ کر کے بتاؤ ڈھلی صاحب نے فرمایا :-

شعریٰ گویم بہ ان صاحب دیا ست من ذائم فاعلوتن فاعلوت

میں نے کہا کہ کیرے بنوں دائم فاعلوتن فاعلوت ہم کہہ "یہ وقت لکھ دے گی بات ہے"  
پھر میرے ڈھلی صاحب کو ٹکٹ نہیں دی اگرچہ ان کی تواریخ سے مجھے امید  
تھی کہ وہ مجھے مستعارہ کا موقع دیں گے۔

ڈھلی صاحب مرحوم کو طرالی نظم پر جو قدرت تھی اس کا اندازہ اس وقت سے  
کیا جاسکتا ہے کہ ایک سرحد سینٹ اٹلینس کالج دہلی میں میرا سیر تجیب اشرفی  
تشریف لائے دس سو فیڈ ڈاکٹر میرا احمد صاحب کے ایک عزیز صاحب زادہ  
ایف اے میں ٹپھنے تھے اس وقت منتخب دیوان ابی متا یہ تھا میں داخل  
تھا جس میں سیدہ نصیبہ امیر صاحب کے سلسلے پڑھنے کے لئے تھا صاحب کیا گھبرا  
جس کا مطلع ہے :-

لا یند حبیب یادہ الا علی حجتہ فلقص فی الا حیل

نابھہم نے کہا کہ یہ ہے "یہ بات تین منٹ میں ختم کر لو" کہ آپ کچھ اشعار کا

مناظرہ فرما دیجئے، چنانچہ ڈپٹی صاحب نے ہرگز ملائی اور میں یہ سب کے سب طربانگہ لیا۔

والفہ من دار الالہ ل      الا عباۃ بلیہ عمل  
 الفہم لیس بشا فہم      والسیف قد سین العذل  
 والمسرہ لیس بخالہا      والعیث امر فہتمل  
 کن حدیث شلتن من السہول      ولدی الیوم ولدی فضل  
 یواریک موت فی الزمان      ولا یزیدک فی کما جیل  
 فذات متوا کالہما      ستم مشوہ باہم  
 العسرتان فنا لخبیا      طلعت ایتنا فاعیل  
 محنت تم تغلب الیوم      ولانی تم غلب الیوم  
 المجدی فی یوم الیوم      حساسہ فی الیوم

ڈپٹی صاحب کی ماحضرتہ فی اوطا و بیتہ کا انرا کہ اس عظیم سے ہو سکتا ہے کہ وہ  
 اہل بیبیا اللہ خاں سے شہادت کا قریب سے عید کا دن تھا اور ڈپٹی صاحب نے منبری  
 کا عہدہ دے دیا بیبیا والا شعر پڑھا۔

عید کا دن تھا اہل بیبیا صاحب کے نام کا عید سے اس شعر میں خاص نکتہ پیدا کر دینا  
 اہل بیبیا صاحب بہت محفوظ ہوئے۔

ابھی بعض مشورہ دہی کنہوں کے متعلق ہے تاہم اسے قطع کر دیا ہوں۔

میرے نزدیک القریب المصنعت ابن سلام لہذا اصطلح النظم وہ کہتا ہے بیبیا

میں کا بار ہوتا ایک ادیب کے لئے ہمارے ہر فرد کی ہے ۔

ہمارے ہاتھ میں اس وقت کوئی نئی جامع کتاب نہیں ہے جس کے مصنف کو  
 نئے نئے آقائے ہندی اور اس نے ہر نئی مسئلہ کے معلق جس کا تعلق کسی بیت  
 سے ہو، نیز شعرو شاعری کے متعلق قدیم ترین ہاتھوں سے انتہائی محنت کے ساتھ  
 اپنا تحریری مواد فراہم کر دیا ہو مثلاً کہ غزوات الادب میں ہے، مصنف کو اولین و  
 نوین کے کلام پر مشاہدہ حاصل ہے اور اس کے پاس اتنا ذخیرہ موجود ہے  
 جس کی مثال ہم کو نہیں ملتی تو کیا ہنوز اس کے پیدا ہونے کا ارادہ نہیں کیا؟ اسی کو  
 اکبر سو بہت دیکھنا چاہئے ۔

حاصلات میں انتخاب اور تمام کام کے بہتری، لیکن ترقیب و شعوبہ اہل  
 گندگی سے پاک ہونے کے اعتبار سے بھڑکی کے کام کو فوجیت ہے، لہذا اس کے  
 اعتبار سے خود اور تمام کاوشوں اور کاموں کے نام سے مشہور ہو رہا ہے اور  
 اہل شعر و شاعری کی تنقید پر مامور تھا لہذا یہ ہے بہتر کوئی کتاب نہیں، مامور  
 اور علامہ سمری بہت دعویٰ چیزیں ہیں اول الذکر کے متعلق یہ کہ شہ فانی میں ہے  
 اور خزانہ توحید و کباب میں اور میر کے پاس ہیں اس کے دیکھئے ہیں ۔

نقد اشعار کے موضوع پر قرأت اللہ ہے ابن بشیر اور رسالہ اشعار کا مباحثہ  
 علامہ امجد الدین، اشعار مختار من اشعار مشاہیر حضرات کے متعدد شعروں کا معیار  
 کرنے کے لیے بہترین کتاب میں ہیں، اور بعض مثنویں جو نقد اشعار کی ہیں ان کے لئے

ایہ یقین کہ کتاب الحمد بہترین کتاب ہے اور کمال فیما تہذیب العلماء و محققین الشعرار  
 حضرت ابوالحسن اچھن کتا بہ سے ماہر مجتہدین کے لئے کمال بہترین کتاب ہے ۔

ابن خلدون نے تین کتابوں کو اصولیہ کہا اور یہ قرار دیا ہے ان کے متعلق میرٹا  
 یہ اس کے کسی کر کا علی حمیرا ایک ہندی کے لئے زیادہ مفید ہے اور یہ کتاب کو  
 اختصار کے ساتھ چھ اجلی کے توانسان کو ایک محقق لغوی بنا سکتی ہے اور کتاب ہجری  
 و تعمیرین پر فصیح نظم و نثر کے شوقے ان ہماروں کے تذکرہ میں اور لغت در دست و  
 شعرانی و ابوالحسن لغت الفی میں سب سے زیادہ ہیں ۔

۱: مولانا عبد السلام صاحب نے وی ایوارڈ اعظمیہ گدھ

میں اپنے باپ امان بکراؤں سے زیادہ سچے ہار کی سب سے بڑی اور بڑی  
 میرے ذہن نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ ان کے حدود، ان کی مائت و کفالت  
 میں میں ایک کے سوا سب میرے ذہن کے بعد پیدا ہوئے، اس لئے قدرتی طور پر وہ  
 میرے ساتھ اور میرے والدین کے ساتھ، غنائی محبت رکھتے تھے، اتفاق سے میرے  
 والدین کا وہ بڑا سلسلہ ہو گیا، اس سے شروع ہوا اور چند سال کے عرصہ میں سب ہر پہلے  
 زمین و کبار پیدا ہوئے، اس کے بعد میری دہشت ہوئی، اب خود کہیں کہ میں ان کے  
 گھر میں بچے ہوئے مائت و کفالت پیدا ہوئے، اس لئے کہ ان کے گھر میں سب  
 ان کے ہی سلسلہ میں تھے، زمین و کفالت پیدا ہوئے، وہ دہشت کی پیداوار  
 کو کس قدر شافی و درخشاں ہو گیا، اس لئے کہ میری دہشت کے سب سے بڑے  
 شقیں و بھریں میرے غیر معمولی، مائت و کفالت، خوش مشقی سے اس لئے کہ ان کے  
 خدا کے شکر ہی، اور رحمت کے حضور چلائی، پیشہ تھا، اس اور شکر کی شہادت ہوئی  
 مائت و کفالت، اپنی نظر و فکر کے تحت میں ہمارے ذہن، ایک دوست و مائت و کفالت  
 کی وجہ سے، اس کے ساتھ میرے والدین، ایک باوجود اور فیاض شخص تھے، اس لئے کہ  
 میری دہشت پر غور و فکر میرے کمال و کمال، غرا، درجہ کو دہشت کی  
 دہشت ہے، دہشت کے شہر کے، دہشت کے شہر کے، دہشت کے شہر کے، دہشت کے شہر کے  
 تو یہ شخص ان کے ساتھ ہے، دہشت کے شہر کے، دہشت کے شہر کے، دہشت کے شہر کے

اور سب سے خوش قسمت وہ ہے جو نہ میری میں خوش قسمتی کا، غارت و مہم و دوستی  
 سے ہوا اور اعلیٰ شدہ کرایہ بھی مختلف کیفیتوں سے اپنے حال کے حصول کے سبب سے  
 نہ وہ خوش قسمت وہ ہے جو اس پر غارت و دوستی کا بھگتا کرنا یوں اور دل پر  
 ہر صورت نکلتا ہوں کہ میرے اور بھائی میں کم از کم میرے ہر خوش قسمت کی نہ جو  
 غرضتہ اور لا محدود خوش قسمتی پر جو محض غریب و گھبرائی جانا پائے تو کم از کم غرضتہ طور پر  
 اس سے چاہیو بھی نکلے گا مگر خوش قسمتی سے وہ کی اور دوست کی حادہ سے پہلے  
 ملنے کو چاہئے طور پر بھی نہ یاقوتی لٹا داتا غارت میں ہی خوش قسمت ہی رہوں گا۔  
 یہاں داتا زان و از جملہ جہاں آج یا د

لیکن میں خوش قسمتی کے ساتھ جو دوست ہے کہ میری پیدائش کے چند ہی سال  
 بعد میرے دادا کا انتقال ہو گیا اس وقت جبکہ کوہ مریت اس قدر خوش تھا کہ اس  
 تک مجھے نہ کی صورت و صفت نہ تھی وادھیں ان کی ولادت کے بعد کو ایک اور  
 وادھ یا د ہے میرے دادا کی قبر کے مختصر سے لاش میں ہے جو ہر وادھ وادھ کی قبرستان  
 ہے نہ میں میرے دادا کی قبر پر آگے کہ ایک درخت سایہ لگن ہے ایک اور ایک چھپن  
 میں آگے کی فصلیں اس قبرستان میں لگنا تو ہے دادا کی قبر پر ایک چھپن آگے گڑا ہوا  
 دیکھنا ساتھ ہی ایک عزیز دوست نے خوب سے مجھ اٹھا کر لہجہ کو دیا اور کہا کہ وہ اس کو  
 تھا ہے دادا نے قبر کو روٹا ہے میں پہلے وادھانی مسرت ہوں اور آج وادھ کو دیا  
 کہ ہوں تو مسرت کے ساتھ مسرت میں جوتی ہے غرض میری تعلیم کا مسئلہ میرے



دکان زندہ کی میں شروع نہ ہو سکا بلکہ میرے والد نے میری تعلیم کا انتظام کیا، اس  
 موقع پر بعد اوقت کے ساتھ مجھ کو یہ بتا دینا چاہیے کہ میرے والد ایک ایسا بیانی آن پڑھ  
 شخص تھے میرے نواسے تھے تمام کے قدیم سے دوست پیدا کی تھی ادا بہت اور  
 دوسرے علمی ذرائع معاشرے سے بہار انا تران نام تھا، لیکن میرے والد نے کسی  
 قدر ترقی کی اور تدریس کا منصب میں لایا یہی ترقی کی تعلیم حاصل کی، کتابانی اغراض سے  
 ہندی میں پڑھی، اور تدریس چند خانہ حساب ایکجا جس کے وہ بڑے ماہر تھے اسی کو  
 اس سے بڑی چہرہ تھی کہ کوئی شخص کا تدریس نامہ دات اور فیصل سے حساب لگائے وہ  
 ہر چیز کا حساب دانی کر لیتے تھے، لیکن تمام میرے کرامت دیوان سلوہ خیم سے کوئی  
 سرکاری اور نوین ملازمت نہیں مل سکتی تھی اس لئے وہ اپنے تدریس پیشہ پر راحت و تہاڑ  
 میں مشغول رہا اس لئے اس مختصر تعلیم کے بعد بھی بہار انا تران ملازمت سے ملا لیا  
 دہلی میرے چچا تھے جو میرے والد کے بھائی تھے اولاد تھے تعلیم میرا اس سے میں زیادہ  
 ترقی کی اور غایب شروع حاجی تک عربی پڑھی، اور ہم نکاح و ریشہ تھے اس لئے میری  
 کے طریق و رسم سے اپنی استعداد زیادہ بڑھائی اور میرے چچا تھے میری رملے  
 کہتے تھے جن کے علمی مسومات اس تک موجود تھے، اس طرح رشتہ ہونا خاندان  
 میرے رشتہ ہونا اور یہ رشتہ بانی فارسی اور عربی ترقی ان کے ذریعے سے ہوئی جس کا نام اند  
 میں پڑا چرما تھا، اس لئے میرے والد نے میری تعلیم کا باقاعدہ انتظام کیا خود تو دور دور  
 کورس کے لئے چلا جا کر دوسرے گاؤں کے لکھتے تھے تعلیم حاصل کی تھی، لیکن

میر سے سنے اقامت دہلی پہ ایک گشت نامہ لکھا اور ایک فارسی خواں مسلم  
کو میر کی تعلیم کے لئے مقرر کیا اور اس کو ہندوستان سے دور و پیر ہوا اور خواں احمد  
کما نامہ لکھا اور اس کے علاوہ گزراں اور اس نامہ کے دیوان کے لئے میر کی تعلیم  
عاصل کرتے تھے اور دور و چار کا نے ماہوار ہتھے اور میر سے گزراں  
اس نامہ کے دیوان کے بہت سے لوگ خواہ مخواہ ہوتے اور میر سے  
کہ میری وجہ سے اس زمانے میں ایشیائی تہذیب کی تصویریں نمایاں ہو گئی اور اس  
حقیقت سے کہ ہم جو خواہنگی ملتے ناموں سے ملتے ہیں کہ کو زیادہ خوش قسمت  
بھنا ہوں اور خود میر نے فارسی لکھی ابتدائی کتابیں لکھتے تھے اور میر کے ایک  
سے علم سے پڑھیں ہیں اور اس نامے کے اہل علم کے ہونے پر ہم لوگ میان صاحب  
کے تھے ہیں بد اخلاقوں کے نہ ملے ہیں نصار تعلیم کے مفاد سے نا آشنا تھا، اور  
اس زمانے کے رواج کے مطابق میں نے آدھارہ مسندۃ المصداور کرنا، اور  
بشر خدا کی ہر شان گفتارہ افلاک و سموات میں ہے صاحب سے پڑھیں۔ اس کے  
بعد ان کا سفر طے علم قائم ہو گیا اور ان سے بہتر ملکہ کی خوش ہوئی، ان کی رقت میر کے  
نیر و نور و مال کا تھا ان کے زمانے کے رواج کے مطابق میری خاوی ان کی پسین  
ہو گئی تھی طوطی منی سے میر سے خیر صاحب ایک سند یافتہ صاحب تھے، اور دور و چار کا  
صاحب فرنگی تھے سے نامہ دیکھی کتابیں پڑھی تھیں، انھوں نے مختلف مقامات پر  
درس دے دیں کی خدمت میں انجام دی تھیں، لیکن اس وقت بیکار تھے اور غور ملتے



[illegible]

کو لہر، آگہ اور غازی چور میں تعلیم سننے کے بعد وہ کچھ روزی و شاغل میں باری  
 تھے، جیسے عزیز مولوی محبوب الرحمن کفریہ شاعر تھے، اس کے ان کی صحبت میں دیکھ  
 میں ہے، شاعری شروع کی اور ان ہی کے نکلنے کی وجہ سے شہرت میں آ گیا،  
 اس وقت میں بارہ ماہ تک درویشی میں تھیں، غیر مستعد و شاغل رہا، اس کے نکلنے سے  
 جن میں بہت سے شاعر ہیں، ہمہ فروغ منتخب غزلیں لکھیں، جن میں ان کے ہاں  
 بہ طور پڑھ تھا، اردن میں اپنی غزلیں شاعری کے لیے شاعر تھے، مولوی  
 محبوب الرحمن سے اصلاح لیتا تھا، غازی چور میں وہ درویشی میں تھے، شاعر اور  
 شاعری چھٹے سب سے چھٹے شاعر مولوی عزیز الرحمن شاعر و شاعر تھے، شاعر سے  
 اصلاح لینے لگے، مولوی عبداللہ صاحب شاعر نے غازی چور میں وہ درویشی میں تھے، شاعر اور  
 ایک بڑی کتب خانہ میں جمع کیا تھا، درویشی میں وہ درویشی میں تھے، شاعر اور  
 کتاب میں دیکھنے کو دیتے تھے، اور وہ ان کے ہاں سے اردو اور فارسی کے درویش  
 لکھ رہے تھے، ان کا مطالعہ کرتا تھا، اس وقت تک کہ چھپنے پر نہیں معلوم تھا کہ میری مسن  
 کتاب میں کون کون سی چیزیں؟ یا کہ کچھ کو کسی طرح سے میری اس کو مطلع ہر لمحے کی تکلیف  
 و محنت دی جا رہی تھی، لیکن اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میری مسن کتاب میں مکمل نہ  
 درویش غنی اور غنی، ان کے مطالعہ میں وہ درویش تھے، شاعر اور  
 کچھ ان سے بڑی درویشی اور شاعرانہ محاسن، ان کے مطالعہ میں وہ درویش تھے، شاعر اور  
 کے سمجھنے اور ان کے نکلنے میں ان کے مطالعہ میں وہ درویش تھے، شاعر اور

اس وقت تک میں نے نثر کی کتابوں کا بہت کم مطالعہ کیا تھا۔ لیکن میرے عزیز مولوی  
 محبوب الرحمن کلیم خٹون نگا ہیں تھے۔ اور ان کی صحبت میں اس مزید مواد کا مال مولوی  
 عبد کلیم خٹون دہلوی کا نام بہ کثرت سنتا رہتا تھا اور مولانا شبلی مرحوم تو ہر شے ہم وطن اپنے  
 دل سے دینا چاہتے ہی تھے۔ دقت تھا اور ان کی شکل و صورت دیکھنے کا مشن تھا۔  
 خوش قسمتی سے کانپور میں ان کی صورت دیکھی اور ان کی ایک مختصر سی تقریر بھی سن لی۔  
 لیکن اس تک میرے ان ادب کے ہند کی کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ لیکن جب  
 بنگلہ میں تھا تو کسی زمانہ میں القادسیہ لکھی اور بنگلہ اخبار کے ادب پر سے مولوی محبوب  
 صاحب کو روپ پوچھنے کی عرض سے وہ کتاب دی وہ اس کی کچھ کراہتے تو میں نے اس کا  
 بطور تحفہ اور پہلا دن تھا کہ دوزخ پر سے تفصیلات میں ہندوستان کے سب سے  
 بڑے موشا اور بک ایک مٹا۔ تفصیلات پر جو نثر سے گزری اس زمانہ میں اس کی  
 طبی کا مجموعہ بنی تھا جو اس کے بعد بھی یہ شوق چھوڑا اس کے بعد مجھے ایک مجاہد  
 کا یہ متن سے نہ خود غراں زبان کی کتاب کے مطالعہ کا موقع ملا ہندوستان میں طاعون  
 نوا رہا اور ہر جگہ شدت کے ساتھ پھیلا۔ اس طاعون کے خوف سے سسلا تعلیم کو  
 چھوڑ کر ٹھہر گیا۔ لیکن یہ بکاوری میرے لئے عظیم ثابت ہوئی۔ اعزاء و انار بیک  
 چند لوگ عالم تھے اور کچھ کتابیں میں زیادہ تر حصہ دے دی تھیں۔ ان کا تقابلیہ ساری تھیں  
 یہاں اس کا اثر تھا اب اس سے خلق و خصلت کی کتابیں شوق شریعہ مطالعہ کے بول چال میں  
 ہونا اور مولانا صاحب و ان کا تقریر کا مطالعہ نہایت زیادہ ہونا۔







امداد گار خاتیب کا بھڑا چم چٹھیت سے فاضل طور پر احسان ہے اور یہ تصدیق  
 عقیقہ سے اُن کی ان کتابوں کو چننا محسن اور رہنما سمجھا جوں میں نے ناول بہت  
 کم پڑھے ہیں البتہ ہر مصلحت کے متنبہ تھو غلو کے چند افسانے پڑھنے کی نگاہیں بیانی  
 کا بھڑا خاص افرمودہ مولانا محمد حسین آزاد کی: نشا پر دہری کو پڑھ کر یہ میرا پسند کرنا جوں  
 لیکن ان کی تصنیفات کو بہت زیادہ پسند کیا اور بہت سے نثریں اور سنجیدہ نہیں سمجھا، مگر وہ  
 عہد نامہ جدید باری کی تصنیفات میں بھڑا کونسل، اجتہاد، فلسفہ، جذبات، تاریخی  
 افغان چرچہ، باطنی مضامین اور باطنی ہر پرکھ کے بہت زیادہ پسند میرا ہے کہ میرا  
 داد اور ضرورت دعوت کے کاغذات مولانا خلیل کی تصنیفات کا مکمل ٹکس ہے اس  
 ہم اور دونوں ایک ہی چارٹ کے پرستے میں، وہ فانی اور اہل حیثیت سے  
 بھڑا صبح بخیر کا نمائندہ، شریو میکان، سنی نسبت سے میرا ممتی کن بورس، بنگا  
 ہے خزاو کے کیٹ پائپر ہوں۔

از جناب خواجہ غلام السیدین صاحب و زریں قلم پر یا سمیت را پیوستہ  
 جہاں تک یاد دہنہا ہے، مجھے مسئلہ سے مطالعہ کا زیادہہ خوبی پڑا۔ میں  
 اس وقت ڈال پت کے میری ہذا سکول میں بھیجا جا رہا تھا اور اگر یہ وہ  
 کی ہڈیاں بستر کرنے کے لئے میری گھبراہٹ جہاں میرے والد خواجہ غلام نے بغلیں  
 مرحوم اس زمانہ میں وکالت کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے اپنے کتب خانہ کی ایک  
 مکمل فہرست تیار کرنا فرمائش کی اور میں نے بہت خوشی سے یہ کام اپنے ذمہ  
 لیا۔ ان کے پاس ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا جس میں مختلف علوم و فنون اور زبانوں  
 کی کتابیں تھیں۔ مذہب، فلسفہ، منطق، تاریخ، اخلاق، تہذیب، ادب، قانون، معاشیات  
 غرض ہر قسم کی کتابیں انہوں نے ہمیں کی تھیں اور میں کو بہت علم و لدہ شوق کے ساتھ  
 مطالعہ کیا تھا۔ ان کو علاوہ اردو اور فارسی کے عربی اور انگریزی پر بھی غیر معمولی عبور  
 تھا۔ اور وہ ان تمام زبانوں میں بے غلط تکرار اور تکرار کر سکتے تھے۔ میری طاقت  
 اور انہیں ماضی میں ہے لیکن میں کسی اور شخص سے ذات نہیں جس کا مطالعہ  
 جیسے وسیع و متنوع ہوا اور میں نے اس قدر مختلف علوم پر ایسی ہمسازہ نظر ہذا کی جو  
 غیر یہ علم تو مجھے بھی ہے، جو مجھ میں ہے ان کے عقائد کے بعد ان کی تصانیف اور  
 مضامین کو پڑھا اور ان کے جیسے وہ اس کی ذہانت اور بصیرت اعلا سے کی بہت  
 تھی۔ اس وقت تو مجھے صرف اس بارے میں تھیں کہ انہیں اس قدر مختلف علوم پر  
 کیسے کام کی ہو سکتی ہے۔

بہر حال ہر مرنے والا بڑی بڑی کی خیریت تھا کہ فی مشرور کی سین کو لون کی دقتی  
 میرا قہقہہ لاسے ہوئے ضروری ہیں، جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کے نام درج کرنے اور ان پر  
 کاغذ کی چٹیں لگانے کے ساتھ ساتھ میرے اپنی دلچسپی کی کتابیں اور بعض مشرور کی د  
 جت دے دے ایسا ہونا کہ میں گھنٹوں تک ہوتا ہوا قہقہہ لگتا ہوں کہ اس کے ہنسنے کے  
 ہٹنے پر منافع بیکراں دالو مرحوم نے بہت دقتوں میں اوقات بکواس کیا، لیکن  
 کبھی اس پر نہیں ٹوٹا کہ میرا کو دہانے تھے کہ اگر اس طرح مغلطہ کا سامنا غور پر ہوتا  
 قہقہہ میرا لسان کے لئے ایک بھرپور ترقی ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر وہ ہنس دالو میں اور  
 اتنا دل کی طرح بہرہ دہی اور تخیل سے محروم ہونے اور بچوں کی نفسیات سے واقف  
 نہ ہونے کو یقیناً سمجھے کہ نہ چیت اور میری فوہنی دلچسپیوں کی رقبہ ہیں مغلطہ ہوئی  
 لیکن انھوں نے بڑی محبت اور دودا خیریت سے ساتھ میری بہت قدرتی کی اور سمجھ رہے  
 ہو کہ میرے دوا میں ہر مدتی کتابوں کی فہرست کیا کی اور ہزاروں صفحہ پر مدد  
 میرا خیال ہے کہ میں نے اس وقت قبل کچھ بڑے سارے سب سمجھ نہیں لیکن اس نتیجہ پر  
 ہے جو نہ ضرور بدگمانی اور تیزی کے ساتھ چڑھنے کی علامت ہے نہ جھنجھکی اور میں  
 بکواسے ہو غور سے اور بکواسے چڑھنے کے آنکھوں سے پڑھنے لگا جو قادرین کا  
 کے لئے ایک خطرناک نام ہے۔

پہلے میرا بچپن کا زمانہ تھا، لیکن اس کے چند سال بعد مجھے کوئی سال بھر اس بچے علم محترم  
 مولوی خواجہ غلام اسحاق صاحب سے اس بچے کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کی

سادہ زندگی مثلاً اور تہ سبب کے جائز سے چھٹا کردہ تھی۔ دنیا کے معمولی کاروبار زندگی کے  
 لئے ایک قسم کی کوٹ بجا ہوتے تھے۔ ان کو تہیقی مسرت حضرت علیؑ اور حضرت محمدؐ کو  
 میں، دھندو تقریباً، آخر میں تھیں۔ ان میں اصل جوئی تھی، ان کا مطالعہ اس شدت  
 نہ پہنچا اور تہیقی قوت و قضا میں نہ رہا۔ موجود کا، لیکن اپنی دیکھ سکتے تھے۔ ان میں  
 انھوں نے تہیقی کو محنت، استقلال، اور وقت نظر کے ساتھ مطالعہ کیا تھا۔ ان کو  
 قریب پانچویں صدی کا چور تھا اور اس کے مطالعہ ہر وقت ان کی زندگی اور ان  
 جوئی و تقریب میں باندھی اور ساری رہت تھی۔ یہ نامکمل تھا کہ کوئی شخص ان کی محبت  
 میں رہے اور قرآن شریف کی عظمت کا فائدہ نہ ہو جائے۔ اور یہ احساس غصہ بھی  
 محض مفاد ہی اور تقریب نہ ہوتا تھا بلکہ علیؑ ہوتا تھا۔ وہ بھی ان کی عزت و شان  
 کو زندہ رکھنے کے لئے ایک جمع ہاریت بھجوانا، اپنے ان کا اس کا سرچشمہ اسی میں تلاش  
 کرتا۔ یہاں دھندوئی نو فیس کر سکتا، ان کی محبت میں یہی قرآن شریف کے اتمام  
 قرآنوں پر جہد و ماحول ہو گیا، لیکن ان کے حیل میں سے دل پہنچا سکی محنت کا  
 نقش بیحد بجا، میں نے اس حریف میں کہ اس کا مطلب نکال سکوں، وہ نہیں  
 بدلتے تھے یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ قرآن کو محض بہرہ کے واسطے نہ کر کے  
 بھولنا جس کے الفاظ کو بڑھ کر کہ انسان کا غل قریب ہو جائے غلط ہے اس کو  
 نہ ہی۔ عقائد کا مجموعہ بھولنا بھی کال نہیں، بلکہ ضرورت ہے کہ اس کے  
 عقیدہ انسان، غلامی و معاشرہ، اصولوں کو زندگی کے ہر کام میں برسرِ حال کے

کرنے پر، جتنا ہی کیا جائے، مذہب کے بارے میں یہ غلط نقطہ نظر جو شاید اب ہم میں  
غیر شعور کی طور پر قائم ہوا ہو، ہمیشہ میرے مطالعہ اور غور و فکر پر نظر انداز نہ رہے۔  
ان کے نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ بھی سیکھ کر عام اور مذہب اور فکر نسائی کی دنیا  
ہیں اور وہی دنیا ہے جہاں بعض مصلحت کے لئے سلسلے بڑے بڑے ہوتے رہتی ہیں کہ کوئی  
اور کم عقیدتی تعبیر بکرتا یا اور جیسٹ اور سڈیٹ رکھتی ہے۔

ہرگز نہ ہم ان اتفاق سے قرآن شریف کا ذکر کیا ہے اس لئے میں اسی مسئلہ  
میں بہتہ نہ لگا رہا ہوں کہ اگر کوئی اور قرآن شریف ہوگا۔ میں نے مذہبی کتابت  
زیادہ نہیں پڑھیں اور یہ خیال ہے کہ قرآن شریف۔ وہ مذہبی مسائل کی کتابت  
جن میں بعض ذات جزوی تعلیمات عقیدت کے دشمن چہرے کو چھپا دیتی ہیں  
عام لوگوں کے لئے چندان اہمیت نہیں رکھتیں۔ ان کا مطالعہ صرف ان لوگوں  
کے لئے ضروری ہے جو فقہ مذہب کو اپنا مقصود بنالیں اور ان میں تحقیق  
و تہقیق کرنا چاہیں۔ عام لوگوں کے لئے مذہب کے بڑے بڑے اصولوں سے  
واقف ہونا اور ان کو عام تجربے اور تعلیمات کی روشنی میں پرکھنا زیادہ اہم ہے۔

قرآن شریف کی تفسیریں اور ترجمان جمعیت پرست ہند کو چھپنا ہے لیکن ان صاحبان پر  
سوال: اگر لکھتے ہیں کہ قرآن شریف کے سب سے بڑے اور اہم ترین اصول  
قرآن شریف کی تفسیر اور مطالعہ اور فقہ نقطہ نظر سے پیش نہیں کیا بلکہ اس کے وسیع تر  
طالب کو بھی واضح کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ جنس ہم سب کے لئے ہے اس کو غلط لکھنا ہے

کا حق نہیں اتنا موقع اور فرصت ملے کہ وہ اس ترجمے کو مکمل کر سکیں۔

ایک دیگر کام جس نے مجھ پر کافی اثر کیا ہے علامہ عبدالحق صاحب ہمدانی کی "مولانا حسنہ" ہے۔ یہ خطبہ مرحوم کی دس بارہ تقریریں ہیں کہ ترجمہ ہے جسے مولوی محمد بسطامی صاحب لکھیا تو میں نے بھیج کر کہنے کا حق کیا ہے۔ غالباً بہت سے حضرات علامہ مرحوم کے نام و خط و صورت سے واقف نہ ہوں گے۔ علامہ عبدالحق صاحب مرحوم سلطانہ مستطافہ میں پانچ سو سال کے سیاسی انقلاب کی دیرینت پسند و متاثران کے تھے۔ اس زمانے میں والد مرحوم "امیر کوٹلہ" تھے۔ والد و میرا بچپن کی ملاقات علامہ مرحوم سے ہوئی۔ والد مرحوم کو چھ بیٹے رہے مولویوں کے باغ میں نہادہ خوش نہیں رہتے تھے اور بعض خوش قسمت کی بات پر مولوی نواسہ کے تامل نہ ہو جیتے تھے۔ لیکن انہیں کسی اور بیک سلسل علامہ مرحوم سے نہ قدر پہنچے یا اتنا انہوں نے ان سے نہ صریح نہ سبب اور فلسفہ قدیم پر بلکہ علوم جدید پر بھی ایسی ہی تجویزیں کیں اور چاند اور مگر یہ کہ وہ ذاتاً ایک زبردست اور متوجہ علم و دانش و محنت سے وقت انگریزوں کا اور علوم جدید کا مطالعہ کر سکتے رہے۔ انہوں نے حاصل کیا ہے۔ یعنی انہیں علمی قابلیت اور بہت فکر کی عادت تھی۔ حاصل ہے کہ وہ مذہبی مسائل میں جہاد کر سکیں۔ اس وقت سے والد مرحوم ان کے جیسے دانشور ہو گئے۔ ان کے کالج دوسرے میں تخریر کرتے تھے تو والد مرحوم اس کا ترجمہ فارسی سے اردو میں کیا اور یہ بیان کرتے تھے۔ یہ خدمت بعض اوقات مولوی خواجہ غلام حسین صاحب مرحوم اور مولوی محمد بسطامی

مذہب بھی انتہا پر ہمیشہ رہے اور یہ کیوں؟ طغریات ان کی ہر سزا و تہنیت پر مستعد نہ رہ کر  
 تقریر دل اور ان کی اپنی حیرت کے بہت دامن سے ہیں، انے میں ان کی جتنی کشتہ  
 کا یہی تقریر پرستی ہیں، ٹھنڈے پکانے بھڑکنے تھے۔ میں چاہتا تھا کہ وہ کہیں درگنا  
 کر کے کوئی "واعظ حسنہ" برائے کہ جو تقریر میں شان ہوئی، یہاں وہ اصل میں سرخرا  
 کے حریف پرستی تھی، انھیں "دراں سب کے" سحر میں سید الشہداء علیہ السلام کی شان و کرامت  
 کی بیان ہے۔ لیکن ہر تقریر میں قرآن شریف کے معانی اور حقائق انہوں نے  
 اصولوں کو اس قدر جھڑکی اور غلط فہمیاں کے ساتھ بیان کیا تھا کہ اسے "شاہ پرست" کہہ کر  
 اسلام کے چند تصور حیات کی حقیقت نہ مانع ہو جاتی تھیں۔ کچھ تو ان کی طبعی سمجھنی طور  
 پر مانوس شخصیت کا سحر جو مجھ اور کچھ "تقریر پران" کی خوبی، بہر حال جب میں نے  
 میں کتاب کو پڑھا تو مجھ پر اس کا بہت کانٹا اثر پڑا تھا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ روح اسلام کی سب سے بہتر تفسیر میں نے علامہ ابن  
 کی شاعری "انصافیت" میں پائی۔ یہ شہادت شاعر کے میں ان کی بہت قدر کرتا ہوں  
 اور بعض مقامات پر ان کے زبان کا سب سے بڑا شاعر کہتا ہوں۔ میں ان کی  
 ذہانت اور فطرت فکر کا بہت متاثر ہوں۔ مغربی تمدن کی جو مصلحتیں عقیدہ میں نے  
 کی ہیں ان کا میری نظر میں بہت بلند فہمی سرچشمہ ہے۔ مگر ان کی شاعری کا پاس اہم  
 نہیں ہوا ہے کہ میں نے اسلام کا ایک نہ وہ خوب جیسے سلسلے میں سب اور مجھے  
 اس حقیقت سے مدد ملے کہ میری مذہب کو شہرہ کی "افسوس" عبادت کا نام نہیں

یہ کہ وہ ہنس بیاویں اصولوں کے ماتحت زندگی کی تبلیغ کی تعلیم دے چاہے اور اس کے  
میلہ خاذ و اسکا مات کو دلور میں لہنے کے لئے جبراً جبراً لکھا گیا ہے ۔

انسانو! جان صغیر بہت غوطہ خیز ہو      شاپر کو اور ہلکے سے ملا کر چریا  
بڑا صوفی لڑکے کی جگہ پر مسلسل      یا ناک کے آفریں ہیں اوقوں کو صفا  
یہ نہ بہت مران غلام کا گاہ و خدائے      دو در پہ لکھ جہاںات و نہ مات  
و یک اور جگہ فرات کے آب ۔

میں نے مرشد احمد کو وہ قوت نہیں ملی      جا بیکہ کسی غار میں اشد کو کر با و  
مسکینی و محکومین و فوسیدی و ما و ج      جس کا یہ قصور ہے کہ اسلام کو کر با و  
خدا کو جو ہے ہند میں جو ہے کی جا بیکہ      نادان یہ سمجھتا ہے کہ اسلام کی آواز  
اقبال کے کام سے مجھے زندگی کے ایک نئے حرکت ہے قربی خصوص سے و خاص  
نیمہ دروہن اور دنیا کا حقیقی قتل سمجھایا اس نے یہ بھی بتا دیا کہ اور خاص کی ترقی و برتری  
میں کے کمال اور سحریات کن شرف نظر کے اندر خدا کی نعمت ہیں اور کب عذاب کب ہونے لگے  
ہیں اور کھینے دین اور دنیا کے غلین پر کس قدر غور کیے لیکن فیصلہ کن انداز میں غلین و اسی  
ہر کہ بڑا غلام و قدر مسلسل بود      ہر زہر میں ارض ہے و شہر میں ہوس بود

یعنی کہ شخص جو قوم اپنی دنیاوی زندگی کو نہ سمجھتا رہے اس میں جس کو نہ  
علمت کی شان پیدا کر سکے اس کا دین اور عبادت گزاری کا جوئے کرنا اور  
خود غرض ہے یا عالم غریب جو جامعیت خدا کی رشتی کو سمجھتا ہے پھر دین ہے اس کے





”بال جبریل“ اور ”طرب کلیم“ ہیں، محض غنی، فقیر، دستِ شرب کلیم پر دو خوبیاں نہیں، جو  
 بال جبریل و بال کلیم کی ایسی فلموں پر ہیں۔ کیونکہ اس مجموعہ میں فکرِ آدمی پر غالب  
 ہو گیا ہے۔ لیکن اس میں کلامِ حیرت پر ان بعد کی فلموں میں آقبال شخص و صنی اردنوی، بلکہ  
 اسد علی شاعر کی منزل سے بھی گزر کر عالمِ خُدا قیامت کا مناظرینا گیا ہے اور دنیائے  
 سامنے باحیث اور سلیمانوں کے سامنے بالخصوص میں اردنوی کا ایک ایسا پس منظر ہے  
 چٹا مڑتا ہے جس سے رگوں میں خونِ تبریز دو جاتا ہے اور افسانہ کے غیر محدود اسکاٹا  
 کی جھلک نظر آتی ہے۔ بال جبریل میں، مگر اس کا نام نہ پڑا ہے جس میں ان اسکاٹا  
 کے طرح نشانہ کیا گیا ہے۔

یہ عالم ہے ہنگامہ رنگ مسرت	یہ عالم ہے زبردِ شریعت
یہ عالم ہے بے وقت و ناہم	جہاں نہ رنگ ہے فخر و رنج
خواب کی یہ سب منزل و آئین	مگر یہ خیر و خستہ نہیں
خواب کی یہ سب منزل و آئین	جہاں تھکتا ہے تو جہاں نہیں
یہ سب ہے یہ کوہِ گراں و فوج	فلسفہ و ان و مکر و فوج
جہاں اور یہی ہے ابھی بے خود	کہ قالی نہیں ہے حیر و خود
ہر ایک شعر شریعت و عباد کا	خوبی و شوقی است و مکر و عباد کا
یہ سب مقصد ہے ہر شے کا	کہ شریعت خودی و خودی ہے عباد کا

آقبال کے علاوہ دوا و رطاب سے جہاں کا افریقہ و اسیب و ضیالہ اور

ہذا بات پر چٹا ہے ایکہ عالی اور دوسرے فقیر۔ عالی کی مسجد میں ڈنیا کے ادب  
 کی مانند زرین نقد ٹھہرتا ہے۔ اس کو چمکتے اپنی عمر کی مختلف منزلوں پر چڑھا  
 ہے اور عجیب اسباق ہے کہ جب تکھی میں سے اس کو چند ماہ یا چند سال بعد از صرفہ چڑھا  
 ہے اس کا ادنیٰ اور بزرگی عظمت کا احساس اور گہرا ہو گیا ہے۔ مسجد میں عالی کے  
 مقتصدوں کی تعداد کموں تک پہنچتی ہے لیکن مختلف و گروں پر اس کا اثر عظمت  
 اور جوش ہوا ہے۔ جتنے سے اس کا جبرِ مقدم اس اعتبار سے کیا کہ یہ جدید شاعر کی  
 جتنی پھر تصنیف ہے۔ بعض کے دل پر مسلمانوں کے زوال کی داستان کی گہری چوٹ  
 لگی۔ لیکن مجھے اس کے میں پہلے سب سے تباہ شدہ نظر کیا ہے۔ وہ اس کی سادگی  
 شہزادہ قسطنطنیہ۔ مسجد میں عالی بعض کوک بنوید، پہلی نظر میں ایک بڑے بڑے  
 ایک، بزرگی غصیل اور فلسفیانہ تفسیر کرتا ہے۔ عالی نے غیر معمولی ذہن نشہ اور  
 لالچیت کے ساتھ مسلمانوں کے عروج اور زوال کے اسباب بیان کئے ہیں اور یہ  
 بتایا ہے کہ اگر اس زمانے میں مسلمان اپنی کھلی بیوقوفی، عظمت حاصل کرنا چاہتے ہیں  
 تو ان کو اپنے میں کون ہی، نظریاتی اور اجتماعی صداقت اور عاقبت یہ اگر مل جائیں  
 تو ہم کے مرنے کے لئے ہوش نگینے میں عالی نے، پناہ اپنی توازن ایک اسیتہ، ترک اور  
 چڑا شوبہ اور میں ہی تا ابد کھا جب شرفی اور خرابی تہذیب کے تضاد میں تقریباً  
 سب لوگوں کے توازن اور نظام ابد اور ہمہ گیر ہمہ گیر دیکھ رہی ہو، ہر خرابی  
 چیز کو پرستہ اور اس کے دشمنوں کو بفرقہ دہی تھے بعض لوگ ان کیسے جتہ کر کے



میر سلونی علیہ السلام۔ ایک تو شعر گوئی کا ایسا لکھ چڑھا: کیا کی حد تک ہو چکا ہے اور دوسرے  
 سے موضوع کا انتخاب جس میں وہ اور ان کی آفرینی پر مباحثہ ہو جو وہ ہیں۔ یعنی کریم کا  
 واقعہ اور میر احمد حضرت امام حسین کی ذات تباہ۔۔۔ نہیں ہے اپنے عزیزوں میں  
 اپنے راجہ محبت جو وہی انقرضات، چراغ، انسانی دوستی، اور خدا ترسی کے جوہر ہے  
 جلالت کے لئے کھینچے ہیں اور ان کی وہ شہیدیتوں کی میرٹ نگاری میں سوز و غم  
 اور غنی قابلیت کے کام لینے اس سے متاثر نہ ہو نہ ٹھکانا ہی نہیں۔ انہیں کو چہرہ  
 اندازہ ہو ہے کہ یہ انسان جو اس قدر کمزور بھی ہے اور قدامت ہے، جو اکثر خود اپنی  
 عقل قدرت کے ہاتھوں سے ہیں ہر جا ملے، جو اپنے چھوٹے چھوٹے اور ٹھکانا  
 کے لئے اختلاف اور برکت اور اصول پر مشکی کا خود کہنے سے عین چرکتا اور بے تکلف  
 دوسروں کی عن قلبی کرتا ہے، میں انسان باطنی اور مدافعی ترقی کے مناسبت کر کے  
 اس بلند مقام تک پہنچ سکتا ہے جو امت کے ہر داورہ انسانی تاریخ کے سب سے بڑے  
 کما ہر وہ شہید امام حسین کو حاصل ہے، جب زندگی کی تحریک میں اور ان کی اس پریشانی  
 پر مشتمل کرتا ہے، جب ایمان اور ایمان کی ٹھکانی ہوئی روشن بکھنے گئی ہے، جب  
 انسان ملامت سے مجبور ہو کر ہر جا ہے کہ انہوں اور عدالت کے کھنڈے کے کو ترک  
 کر کے نہ تو ان کے رنگ ہیں، رنگ ہانکے اور ان کی ایمان نہدی، اعتبار کر کے،  
 ان دوستوں میں ان کی مٹا رہے، جو مست گہری کرتی ہے اور زندگی کے بہ  
 بہتر ممکن ذلوا، غلامانہ کے کی طرف دہائی کرتی ہے، مجھے نہیں ہے کہ بہت سے



کن ہیں، ایسی ہوئی ہیں جن کو انسان انہیں اور مٹوں سکے مرانہ پڑھتا ہے، لیکن بعد میں ان کا مضمون بکرا ان کا اور ان کے مصنف کا نام بھی یاد نہیں رہتا۔ لیکن ایسی کتابوں کے مضمون میرا ایک تسکین دہ نظریہ ہے جس کا ذکر میں آگئے ہیں کرکروں گا، لیکن یہاں ہر زمانہ ہر زمانہ کن ہوں گا، ذکر و مضمون سے جس کا مضمون ہی اڑتا اس طور پر گہرا ہوا ہے۔ اسی نہرو میں شاید سندریہ یا زکریا کی کتابوں کی۔

نفاذِ تعلیم کا فیصلہ۔ سمجھے یا مقابلاً بہاری زبان کی کم پائیگی، مجھے اردو کتابوں سے گریز ہے، اگر تیری کتابوں کو پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی واحد ہے کہ اگر تیری زبان میں ادب اور علوم ہوں گے، کن گفت و شنود فرمائے بھروسے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کے لئے خود دوسری مغربہ زبانوں اور ان کے ادب کی کچھ بھی، اگر تیری زبان ہی ہے، تو میں بیشتر یورپی زبانوں میں مستند تصانیف کے ترجمے موجود ہیں۔ ان کتابوں اور ہندوستان کے سب سے بڑے مضمون کی دہائی میں ہندوستان کی قومی زندگی اور ارتقاء کو بہت کچھ خصال چھپا ہے۔ اور اگر تیری تعلیم کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم دہرائی ہوئی زبانوں کا حیات بخش رشتہ ٹوٹ گیا ہے، وہاں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اگر تیری زبان اور ادب اور مغربی علوم کے مطالعے نے تیری فکر کو زیادہ وسیع اور بڑھاتا ہے، ہمارے ذہنی ارتقاء کو زیادہ تیز بنا دے گا۔ اگر ہماری باسی زبانوں کی مختلف ہوئی تو شاید ہم مغربی علوم تک کسی اور راستے سے پہنچتے، لیکن تا یہ حقیقت کہ کسی اسی طرح تھی!

جس میں برسوں کا ہونا کہ: میں مضمحل ہوں کون سی دلگری کی کتا ہوں کا تھپس کے  
 ساتھ ذکر کردہ فریجے ایک شکل میں آتی ہے۔ کتاب میں انہی زیادہ ہیں کہ ان سب کا  
 مفصل ذکر کرنا ناممکن اور میرٹ خدمت نکر دینا بیکار ہے۔ علاوہ اس کے میرا  
 خیال ہے کہ بہت سی اچھی اور عمدہ کتابیں جو ہم پڑھتے ہیں ان کا نقشہ انفرادی  
 حیثیت سے ہمارے دل اور دماغ پر قائم نہیں رہتا بلکہ بعض اوقات ہم ان کے  
 مطالعہ کا غلام بن جاتے ہیں ان کا چرچا ان کے مصنف کا نام ہمیں بھول جاتے ہیں۔ اگرچہ  
 کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ اس کا یہ مطلب نہ سمجھنا چاہئے کہ ان کا مطالعہ بیکار تھا۔  
 درجہ اس کتاب کی ہزری تفصیلات موجود ہوتی ہیں، لیکن میں مگر اس کے  
 گہرائی کی سیرت، اس کی شرافت اور نسبت ادا اس کا مرکزی خیال ہمارے دل  
 اور دماغ کی گہرائیوں میں بیاہر پھیلنے سے اندر غیر شعوری طور پر ہمارے خیالات اللہ  
 جذبات، ایمانے، حواس اور حرکات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کوئی انسان کسی چیز  
 تفصیلی تجربے کے گزرنے کے بعد وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا، خواہ وہ تجربہ دہرے کا  
 جو یا سکے کا، اگرچہ کہ ہوا عشق و محبت کا یا توبہ کا یا سیاست کا اس کی سیرت کے  
 بنیادی عنصر ایک نیا عنصر شامل ہوتا ہے کسی بلند یا پست مصنف یا کسی دینی  
 مرد کی کتاب کا مطالعہ اسی قسم کے تفصیلی تجربات میں سے ہے۔ اگر کوئی اچھی کتاب  
 بعض ضروری اوقات گزارنے کے لئے نہیں پڑھی گئی ہے۔ اگر اس نے پڑھنے والے  
 کے دل کے تاروں کو ہلایا ہے اور اس کے دل میں حساس اور روری اور حسی شاعری



مٹے جذبات کا بھار اسے خود مر گئی زندگی کا جزو بن جاتی ہے اور اس کا پیغام  
 اس کے خون سے اذہر ساریت کر پاتا ہے۔ اسی وجہ سے میرے لئے فرقا مستند  
 گنہگاروں کا ذکر کرنے کے بجائے یہ بنا، زیادہ پہل ہو گا۔ رہی شاید بھینسوں  
 کے لئے میں نے زیادہ دلچسپی کا باعث ہو کر نہ گنہگاروں کے لئے میرے خیالات کو سمجھنے  
 زیادہ سناؤ کیلئے درگاہوں؟

یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ مجھے سب سے زیادہ دہلی کے مستند لوگوں سے  
 سناؤ کیلئے ہے۔ میں نے تقریباً دہلی کے لوگوں میں انگریزی ادیب کے بعد سے مستند  
 مستندین خصوصاً دارا توپسین کی تعریف کو بڑھایا ہے اور ان میں سے بعض مثلاً  
 ڈاکٹر ادگوئے کا میں بہت محترم ہوں لیکن یہ زیادہ قرآن کی ادنیٰ حکمت کا نتیجہ  
 ہے۔ انھوں نے میرے خیالات کے بنائے میں کوئی نیاں حلقہ نہیں بیاہا۔ ان کا بھرا  
 ہوا صاف ہے کہ انھوں نے مجھے ایک گزرے ہوئے دور کی سوانحی زندگی  
 کی جھلک دکھائی اور غالباً تسلی کے ساتھ جذبات اور تخیلات سے روٹنا  
 کو زیادہ خوشامناسوں میں شریک کیا۔ مگر میرے خیالات کو درست ہے کہ  
 زیادہ بعض جدید مصنفوں کے حصہ میں جسوں کے گزشتہ پچاس سال میں اپنی  
 علمی اور سیاسی تصانیف نے اپنے ناولوں، ڈراموں اور افسانوں کے ذریعہ  
 حکیم انسان کو بھی جدید میں حصہ دیا ہے۔ جس کا مقصد انسانی نفس کی جسمانی  
 زندگی اور ان کے باہمی تعلقات میں امن اور انصاف کی حکمرانی کو قائم کرنا اور

نسل اور دولت کے گناہ شہادت کو دور کرنا ہے جنہوں نے انسانوں کی  
 زندگی میں سے اخوت، مساوات اور طرانت کے جذبہ کو ماریج کر دیا ہے۔ لیکن  
 ان تمام لوگوں کی زندگی، وہ کام، جسے پیل کر کے میں میںوں نے اس بلند مقصد  
 کے لئے جدوجہد کی ہے، لیکن وہ تمام مصنف عزیز ہیں جنہوں نے اپنے تمام کوششوں  
 جہاں انہیں کمال لے کر نہیں جایا، لیکن اس کے ذریعے سے انہوں کی سہلی ہوئی طرانت کو  
 بہتر کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے اس پیچھے منہ ان کے لئے اور ان کے لئے  
 جو وہ اپنے مقصد پر مبنی پر تیردست کر رہا ہے یہ سہرا ہے اور وہ دونوں پر اس قدر ہے  
 اس کے لئے یہ اور یہاں رنگ و نور پر تصانیف مصلحت پر اس کے لئے یہ اور یہاں  
 کہتے ہیں۔ عہدِ مہینہ کیوں ہے ایک جگہ کسی پوٹالی مصنف کا قول نقل کیا ہے کہ  
 دنیا میں جہاں کہیں کیل مسین ہو رہا ہے وہ میری عزت پر اور رشتہ دار ہے۔ بس  
 اس میں جہاں کے کہیں نہ اور میرے دل میں اس احساس، انسانیت کی تڑپ ہے  
 جو یہ کہے کہ دنیا میں جہاں کہیں کوئی دکھی دل ہے، یہ کوئی مظلوم شخص ہے جس کی  
 حق ملالی ہوئی ہے، یہ کوئی ایسی جو سست ہے جس کی خدا داد آزادی منہب کر لی گئی ہو  
 وہ میری دوست عزیز ہے اور رشتہ دار ہے اور اس کی عزت کرنا، اس کی خاطر جان کرنا  
 میرا مقصد ہے۔ جی، اس سے ہے جو تمام مصنفوں کی کم و بیش مشترک ہے  
 جن کے خیالات کے لئے مجھے متاثر کیا ہے۔

اس باعث یہ بہت سے کہنے والے خیالی ہیں جو فنی اعتبار سے ایک

دوسرے سے خلعت چیا اور اپنا کاکھ سے ہم پڑ نہیں لیکن ان میں ایسا نیست کا ورد  
اور اس کو دور کرنے کی تڑپ مشترک ہے۔ یہاں ان میں سے انگلستان کے برٹنڈا ریل  
برنارڈ شا اور ایچی، جی ولجز، فرانس کے ایٹول فرانس، دروہان، رولوں، امریکہ  
کے اپن سنگلیئر کو بند مرشد دینا ہوں۔ ان میں ہر ایک مشترک ہے کہ انھیں اپنے  
ملک اور اپنے نسل کی غریبوں اور غریبوں کا احساس ہے۔ ان کی وطن دوستی بڑی  
نہیں روشن ضمیر ہے۔ یہ دور حاضر کی نفی اور مستقبل کی ترقی اور سائنس کے کلمات سے  
چکا چوند ہو کر ایک سستی یا دماغی شرم کی غراپندگی اور قومی خوش فہمی میں گرفتار  
نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے اپنی قوت تنقید کو بیدار کیا ہے اور ایک سبک دہشت  
سرزمین کی طرح سے ہونے والے مرکزوں کو محو کر مٹا کر مٹا کر مٹا کر مٹا کر مٹا کر مٹا کر  
سماج کے جسم کو ہلکا کر دیا اور اس کے خون کو گندہ کر دیا ہے۔

برنارڈ شا نے انگریزی سماج، مغربی تہذیب اور اس کی ہر ایک دارانہ اہلیت کے  
ناک ٹھاکر کو خوش کیا اور ایک ایک کو اپنی بے پناہ مسات گوئی اور نظر انداز کے  
ساتھ پہلے نقاب کیا اور انگریزوں کی مخلصوں خود پسندی اور مجبور کو زبردستی  
ٹھیس لگائی، ابتدا میں قدامت پسندوں نے اس کو ایک دیکھ بھل اور بے ضرر  
میتون بھلا پھر اس کے جڑے ہوئے اثرات ناخوش جو کہ اس کو باطنی اور ظہری  
دشمن ٹھہرایا۔ اور جب اس کی بہت سی بیانات میں "نئی نسل کے فلاح خیال کا جزد  
بن کر سرزد ہوا" تو انھوں نے اپنی خاص قومی اور اسکے بوجھ اس کو قصور دیکھا





اور مایہی مسائل کے احسن میں دی جاتی ہے جو سوسائٹی کے نفاذ ہر کی تشکیل کرنے  
 رہا۔ اس کے برسرِ مسئلہ کو نہ لڑنے کی کسوٹی پر نہیں کر دیکھنا چاہئے۔ وہ درجہ  
 ادب و دانش اور ذوق کی خراب سے بیگانہ ہو گا اور اس کی حقیقت "کوچر ٹیبلٹ" سے  
 سے پتہ چلے گی۔ رسل نے اپنی ایک اور کتاب "The Education of the People"  
 (تعلیم مسرت) میں اس نکتہ کو حل کیا ہے کہ فرد کی زندگی میں کتنی اور  
 پائدار خوشی کن حالت میں رہا جاسکتی ہے۔ اس کے دو قسم کی خوشی ہیں، قیام  
 کیا ہے ایک وہ خوشی جسے "The Pleasure of the Moment" کہتے ہیں۔ یہ  
 وہ خوشی ہے جو ہر طور پر تھک چلائی زندگی کے فوجوں کو مال برداشت "مہاسبہ"  
 سالانہ قوت۔ حکومت غرض مختلف قسم کی چیزوں کو جمع کر کے ادا کرانہ پتھر  
 پسند سے حاصل ہوتی ہے اور ان کی تمام قب وہ سب سے بڑھتے رہے کہ  
 فراوانیوں: خصوصاً ان کی فراوانیوں میں سے وہ اپنی ذات کے لیے زیادہ سے  
 زیادہ کس قدر بڑھ سکتے ہیں۔ دوسری خوشی کو "The Pleasure of the Mind"  
 یعنی تعلیمی مسرت کا نام دیتے ہیں۔ یہ خوشی ہے جو انسان کو ایسے مفید اور جہت  
 آخری کام کرتے ہیں۔ ان میں سے جن میں اسے "فشار خردی" کا رخ ملتا  
 ہے۔ ان مسرت کی جے ہاں مدت بہت ہی مند ہوتی ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوتی  
 کہ وہ دنیا کی پرکھی ہیں۔ انہیں ذات کے لیے کتنے کھلے سکتے ہیں۔ بلکہ وہ سوچنا  
 سے کہ دنیا کو اپنی ذات کی افتاد دولت اور کمالات سے کیا کچھ مل سکتا ہے۔



ہے۔ واسطہ الفاظ میں کچھ سمجھ لیجئے کہ آدمی مر جاتا ہے لیکن اس کا کام نہ ختم ہوتا ہے۔ اس نے جو غنیمت بخش کی ہے، خواہ وہ خدمتِ خلق کی ہو یا ادب کی، یا آیت کی یا سائنس کی، وہ جیتی رہتی ہے اور روشنی پھونپاتی رہتی ہے، اسے اہلِ کن جوتک بھی نہیں بچھا سکتی۔ اس طرح اس کی خودی بھی ہمیشہ زندہ اور پابند رہتی ہے، احوالِ بہت بُرے، لمبے لیکن وصل نے اس کو بڑی وضاحت اور قوت کے ساتھ بتایا ہے، نہ یہ غلط نظر لاندگی کے سفر کے لیے یقیناً ایک بہت بہت اعلیٰ درجہ ہے۔

(انجی، جی۔ ویلز کا اعلیٰ مرتبہ ان دونوں کے برابر نہیں، اس لیے انہی قوت نگاہ سے نہ جتنا دوسرے پر دیکھتے، نہ پاؤں کرتے ہیں۔ اس کی رائے اکثر بے جا ہے۔) اس کے خاص مرکزی خیال کی تالیف ہوئی ہے، مگر وجود اس کے اس سے اعلیٰ جھلک رہا اور قدیم دانش و علم کے درمیان ایک نہایت ضروری امتداد ہے، بعد واسطے کا کام دیا اور اپنے ناولوں اور دیگر اعلیٰ تصانیف کے ذریعہ جدید معاشرائی علوم اور سائنس کے نظریوں کو عبور کرایا ہے۔ لیکن اس کی سب سے بڑی خدمت جسے کمال ہے، ہر ہر طریقہ پر قومیت کے رنگ تصور کے مختلف چھانکنا ہے اور انسانیت کے وسیع اور بکھرے رشتہ کی وحدانیت کی ہے۔ وہ اس تصور کا ہر پاؤں کرتے ہوئے کہ عقل اور سائنس کو سماجی اور سیاسی مساکی دینے بھی اسی طریقہ و اسیر جانا چاہیے جس طرح آج کے نظری علوم پر کام ہوا ہے۔ جس وقت سیاسی اور اقتصادی تعلقات متاثر ہوں گے





جہ کی گرد اور تاریخی واقعات ہیں جیسے کہ محمد علی شاہ اور مراد علی شاہ  
 درج نامہ سے لڑا، میں جہاں وہ انقلاب فرانس کی تصویر کھینچا ہے۔ کبھی وہ  
 انسانی ہمدردی اور انسانی کی کشش دکھاتا ہے جیسے کہ مراد علی شاہ اور مراد علی شاہ  
 (تھوگنڈا) میں۔ جہاں اس کو یہ دکھانا منظور ہے کہ

تاہم فرد کو درمیان میں ڈرا۔ رونا و روم خیالہ دار اس وقت  
 کہیں وہ ایک ایسی سببی، مساوی شریف انسانی سیرت کے غلط خیال نہ بنے  
 کر کے دکھاتا ہے جس کی طرف خود بخود دل کھینچتا ہے جیسے کہ مراد علی شاہ  
 مراد علی شاہ میں، لیکن اس کا کام وکیل عدالت کی طرح انسانی  
 کردار کی غلطی سے غلط ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ ایک ہی کی طرح ان کے  
 خلاف مزاکارہ نہیں نہیں سنانا۔ وہ تو محض گہری ہمدردی، بڑی گہری ہمدردی  
 کے ساتھ یہ دیکھتا اور سمجھتا ہے کہ ہمارے انسان مختلف داخلی اور خارجی  
 قوتوں کے ساتھ ہیں، کھلو یا بن جائے امد و اہل اپنے اعمال کے لئے جو اس  
 میں ہیں، جو اس کے جرم اور مجرم میں تیز کرنا انسان کا تسلیت ضروری (ضروری)  
 ایک شبک اور باطن امد و اہل آدمی جرم سے نفرت کر سکتا ہے، لیکن اس  
 مجرم سے نفرت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر مائت  
 زندگی مختلف ہوتے تو وہ خود اسی طرح ارتکاب جرم کرتا۔ لہذا سب سے  
 گہرا میں بننے والوں کے لئے یہ یاد رہتا ہے کہ وہ دوسروں پر تیز نہیں

۱۱۔ اول فرانس کے فلسفہ: مذہب نے جسے یہ اصول سبق سکھایا کہ بقول فرانسیسیوں  
 مسکن *l'homme est un animal qui se cherche* جو آدمی اسب کچھ کچھ کر سکتا  
 ہے وہ سب کچھ میں قوت بھی کر سکتا ہے: شاید اسی وجہ سے سیر کے لئے نکلنے میں  
 کہ ہر کسی شخص سے جو کسی گناہ یا جرم کا ترکیب ہوا اس قدر شدت اور زالی  
 کہہ کے ساتھ انکار نفرت یا مخالفت کر سکیں جیسے بعض مدعیوں مذہب و عصمت  
 کیا کرتے ہیں۔ جن کی رائے شاید سطح سے نیچے اتر کر نفس کی گہرائیوں تک  
 نہیں پہنچتی۔

فرانس کا ایک اور اہم: مصنف جو آزادی اور انسانیت کی جنگ میں  
 ہمیشہ پیش پیش رہا، وہ ہے ادب میں کن انسانیت نے مجھے جیت مٹا کر کیا ہے  
 وہاں رد و رد ہے۔ اس کا غم ایک نثر اور ہے جس نے ہمیشہ ان حقوق کی  
 خاطر جنگ کی ہے جو ہر انسان کو بحیثیت انسان کے ہر قوم کو بہ حیثیت  
 ایک قوم کے حاصل ہونے چاہئیں، لیکن دوسروں کے غم اور تصرف  
 سے انھیں اپنے ان ہیڈیشن حقوق سے محروم کر دیا ہے وہ ان دولان ایک  
 ہندو یا یہ دھڑکتے ہوئے ہیں جن میں مومنین کا رقص اور زنانہ ہے اور  
 ایک نچر جو شیطانی ہے جس کے الفاظ میں طوفان کی شرکت اور انسانیت کے  
 دھڑکتے ہوئے دل کا دھڑکا ہے۔ اسے مکتبہ اقبال نے *مکتبہ اقبال* سے  
 ۱۹۶۷ء میں شائع کیا ہے۔ اس کا ایک نوچن کی سیرت کا ارتقا دکھاتا ہے

جو قدرت کی طرف سے کوہستانی کی غیر معمولی صلاحیت سے نوازا گیا ہے، لیکن باوجود  
آرٹیکل کی پوری جوش و خروش کے اس نے ماحول کے متناسب طبیعت اور اس سے متاثر ہو کر وہ  
خود کو اس میں کسی کشش نہیں محسوس کیا۔ جب تک رہتا ہے جو اس کے گرد و پیش ہوا ہے۔  
اس ماحول میں۔ وہ ان کے پورے ہی اس تہذیب و تمدن کا جتنا جائزہ لے لے کر نظر کر لے کر  
جو گذشتہ جنگ عظیم سے پیشتر ان پورے بلکہ تمام دنیا کو مسحور کر کے ہونے لگی تھی، لیکن  
بعض صاحبان بصیرت کو اس ظاہری شان و شوکت کے اندر رہا نہیں اور انہوں نے اس کے  
جراثیم بھی کام کرنے دیکھ لیا۔ اسے سب سے پہلے انہیں یہ دکان کا شمار ہے۔ اسے  
بیشمار تھکاوٹ و غم کی ادھیڑ، رات، اسرار دار اور توشت کا نقشہ اور قسمت کا غرور۔  
ماں جنگ کے بارے میں انہوں کی رعایت اور رنگ و نسق کا شائبہ اس سے  
مبارک کے رہے گا۔ اور دیکھا کہ یہ تو تانہ نظر آ رہا ہے۔ اپنے ایک درباری نے کہا  
کہ وہاں کے رہنے والے ہر آدمی کا ہر لمحہ اس دور میں اس کے جنگ کے بعد کے  
پورے کا نقشہ گھنٹا ہے اور ان تو تانوں کا دیکھا دیکھا ہے۔ اس کا مقصد سماجی و نفسی  
کا قیام ہے۔ لیکن تو یہ اور سرمایہ کے شہر داروں نے اپنے اعراض اور مفاد  
کی حفاظت کے لیے ہر ذلیل اور ذلیل طریقہ سے ان شہرینہ و جذبات کو دور  
رہاؤ کی نوم خرچ کیا۔ کوئی بھی کی کوئی شے کا۔ اور وہی کے قلم سے اس کشش کا  
بیان ہے۔ ہرگز نہیں سمجھتا ہے۔۔۔ مگر ایک "ڈیل سپینڈ" ادیب کا کہنا ہے  
کہ وہ لوگوں میں یہ بھی جذبات کو پیدا کرے اور انہیں حق کی تابوت اور علم کو ہاتھ لگنے

کامادہ گرسے نور دولاں بدرجہ اتم ایک ذوقی پسند اور پسند ہے۔ اس سے اپنی میٹھی  
 تحریریں اور نظر پردوں اور ہر قسم کی تصانیف میں اس مقصد کو پیش نظر رکھنا ہے  
 کہ چونکہ وہ "ادب برص" اور "ادب" کا ذوق نہیں ہے۔ وہ خواہ وہ کون سا کنگاں بھی  
 میں جو ایک کرسے کتہ بنانا چاہتا ہے۔ شاید ہی وجہ ہے کہ اس کے مضامین کا  
 ایک عجوبہ جو چند سال ہونے کے شائع ہوا تھا: *Adams and Adams* (۱۹۰۵ء)  
 ہیں آراء انہوں نے لکھے نام سے موسوم ہے۔ کوئی حسام اور انسان درست  
 ادب میں اس بار وجود کے واثق ہیں۔ نام نہیں لے سکتا: ادب کی ہر سکون سر زمین  
 میں اس آراء میں لے سکتا!

مرکبہ کے معنیوں میں سے میری نظر میں اپنی شکل (form) اور  
 وہ ہے کہ ایک شخص میں قدر ہے۔ اس کے گزشتہ پانچ سو سال میں بہت سے  
 دولہا کہانیاں اور سیاسی اور سماجی مضامین لکھے ہیں جن میں سے ہر ایک میں اس  
 امر کی تعریف اور معاشرت کے ایک پہلوؤں کو سب سے نقاب کیا ہے اور غیر  
 معمولی جرأت سے کام لے کر معاشرہ واری اور ظلم کے ان زبردست غلوں پر ضرب  
 لگائی ہے جو مذہب، اور تمدن امریکہ کی زندگی پر ایک خون آشام دیو کی طرح  
 مستند ہیں۔ اس کی کتابوں کے مشلوں میں گہرا سبک گمان میں سے ہر ایک میں اس کے  
 غلوں میں پر مقدمہ نے لکھے ہیں۔ وہ موجود ہے لیکن چونکہ ان کی بنیاد  
 مبالغہ ہے نہ کہ گہری ہے۔ اس لئے کہ کبھی کسی کو مذلت میں خود جرنی کر کے لے جاتا

نہیں ہوئی! انہیہ اس کی مخالفت میں، وہ اس کو مانی اعتبار سے تباہ کرنے کے  
 لئے وہ تمام حربہ ضرور استعمال کئے گئے جو کار، اور کیک کی سیاسی زندگی کا مخصوص  
 اختیار ہیں! لیکن اس نے بدنامی، افلاس، حق تلفی، اغراض ہر قسم کی مصیبتوں کو  
 برداشت کیا، لیکن حق گوئی اور حق دوستی کے کٹھن راستہ کو نہیں پھرتا۔ اس نے  
 امریکہ کی مذہب کی عقیدہ میں دقت شروع کی تھی جبکہ ہاں کے خطرناک تمام مناز  
 اور مباحثہ اور مفکرید پر مبنی اور صنعتی و فنی کے نشہ میں سرشار تھے اور یہ سمجھتے تھے  
 کہ ملوہ و فنی و فنی اور سرمایہ داروں کی نظام کی دولت کا فریب سے انسانی زندگی  
 کے تمام اخلاقی اور سماجی مسائل بھی حل کر دیے ہیں اور انہیں اس بات کا افسوس  
 ہی نہ تھا کہ غارتہ مذہب کے بجائے انسان کی فطرت کی سیاہی اور حرص اور صرف  
 کی فوٹیں پر مبنی موجود ہیں۔ اس ناگہم خوش فہمی کو پہچان کر نا اور طوطی کے  
 اس فلسفہ کو حقیقت نگاری کی ضرورت سے نوٹ نہ لیتے وہ گردہ کا کام تھا، لیکن  
 متفکرانہ اس مذہب کو پہچاننے کے لئے اس شان کے ساتھ تمام دنیا کا اس کا  
 نام ادب کی تاریخ میں، جیسے احترام کے ساتھ لیا جائے گا۔ اس کے اپنی مختلف  
 کتابوں میں باہر کی زبانوں کے مختلف جملوں پہلوؤں کو مہے نقاب کیے ہیں مثلاً یہ جملہ  
 میں اس کے فلسفہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی اس قایت اور کشمکش کو دکھایا ہے  
 جس کی سبب رہی اور سبب اصولی کے سلسلے جنگوں میں حیوانوں کی زندگی فطرت  
 معلوم ہوئی ہے (مثلاً ۵۰۰) میں ان زیادتیوں اور مردہ کا نام پورے کو

صفت نہ بڑھ کر کیا گیا ہے جو متحدہ بین المذاہب کے تحریکِ اعظم یعنی پُر دل کے بڑے بڑے کارخانہ داروں نے مزید دلوں کے ساتھ دار کئی ہیں۔ "فلورنگنگ" میں اس کے نوٹس کا معنی کی صفت کے نامہ روز پڑی فورڈ کی سیر کے ارتقا کا عبرت خیز نقشہ کھینچا ہے جس کے علاوہ جو ہے کہ کس طرح ایک غیریت اور ایک غیرت آدمی دولت اور سرمایہ داروں کی ذمہ داری میں بھنس کر اپنی ذمہ داری انسانیت کو میٹھا ہے۔ اہل بھارت اور ملت کے ذریعہ آئین اور اصول کرنے کے اس کی بے شمار دعا ہر اور پناہ اور تحریروں میں اس پر جو ہاں ہے: ایک اور دہائی میں جس کا نام ہے۔

ز *وہ آواز جو وہ آواز* اور وہ یہ لکھتا ہے اس نے یہ لڑخاش کیا ہے کہ

ستباروں کی راست اور پیشہ گریوں کی خاصیت بھی دولت کی علامت ہے اور اس

جمہوری حکومت میں آزادی کے گاموں کے محض دھوکہ یا نام نہانی ہے۔ چند

بڑے سرمایہ داروں نے پیشہ زنباروں اور اطاعت قوں پر قبضہ کر لیا ہے

اور ان کے ذریعے سے ہر اسے عامہ کو جس سانچے میں چاہتا ہے اٹھالے بیٹھے

ہیں اور یہ دیکھنے کے ذریعہ ہر قسم کے پتلا۔ اور وہاں کو اپنے قبضہ کے اندر رکھتے

ہیں۔ اس فرقہ خیز روپ کی عدالت اور تعزیرات آسانی اور کامیابی کے ساتھ ہر

ایسے ہدیہ اور انقلاب آفرین نمایاں کام کر رہے ہیں جن سے ان کے خلاف

مقتضات ہو سکتے ہیں یا ان کے ہوتے ہوئے۔ چنانچہ خود مختار کے حکومت پر ہر دست قریب

نہ ہونے کی اور دریا ہستی کے ساتھ ہزار ہا متفان کی جگہ۔ قیادت کو اپنے ہجڑہ





اور بھی بہت سی سکا ہیں نکھیں جہنم میں سے ہر ایک میں اس کی شریعت آباد تھا  
 پسند اور قابل محبت شخصیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ہر ایک میں اس کے  
 زہنی گائیڈز اور احوال کی صحیح حقیقتوں کا مقابل نظر آتا ہے۔ اس نے ایک کہانی  
 کی شکل میں حضرت عیسیٰؑ کی ایک سو بیس عمری نکھی ہے جس کا نام *The Story of Jesus*  
*the Son of Man* (انصاری نے فرائض نامہ کا ترجمہ کیا ہے) اس میں اس جبریت انگیز  
 حقیقت کا انکشاف کرنا گوارا ہے کہ اگر کہیں (خدا نخواستہ) حضرت عیسیٰؑ کا تصور اس  
 زمانہ میں ہو جائے اور وہ امریکہ کی تخریب و تہذیب کا جائزہ لیں جس کی بنیاد ظاہر  
 مسیحیت پر رکھی گئی ہے تو مراد اور باب میں مسیحیت کے کلیساؤں کے چیراؤ  
 میں جھلپا ہوا ہے اور مسیحیت وہی پروردگار کی رہنما مندی سے اُن کی  
 انقلابی تعلیم کو خطرناک اور مفاد مار کے مخالفت قرار دے کر یا تو انہیں قید خانہ  
 میں بند کر دے یا جہنم قرار دے کر ان کی آزادی سلب کرے یا ان کے ساتھ  
 وہی سلوک کرے۔ اس کے چودہ ہزار سال قبل وہ یوں نے کیا تھا!

دنیا میں ہر قسم کی ترقی انہیں لوگوں کے خلیل ہوئی ہے جنہوں نے اپنے  
 زمانہ کے انہیں انجام کو پہنچان دیا تعلیم نہیں کیا اور اس کے رنگ میں رنگ کر  
 اس کی گمراہیوں اور غریبوں سے غافلہ اٹھا کر اپنے لئے آرام اور بعض وحشت  
 کی زندگی اختیار نہیں کی۔ بلکہ اپنی روحانی ضمیر کی بدولت ایک بہتر دنیا کا تصور  
 قائم کیا، اپنے رعبانی خلیل کی روشنی میں ایک بہتر دنیا کی تصویر دیکھی اور

پھر مرآت کے ساتھ مخالف کو خندہ پیشانی کے ساتھ ٹھٹھیلنے پر آمادہ ہے جس  
اور رنگ نظر لوگوں کے ملتے اپنے تصور کی دنیا کو تصور کھینچنے اور ان کو  
موجودہ حادثات سے بیزار کر کے ایک بستر مستقبل کی عزت کی کیا یہی کام ہے  
جسے غیر معمولی قابلیت اور پراعتمادی کے ساتھ سنگار سے کام لے کر انجام دینا چاہیے شاید اس کا  
پنا فلسفہ اور محکماتی بان الفا کے واضح ہو رہے ہیں جو اس نے اپنی ایک غیر معمولی  
کتاب "The Philosophy of the Future" (۱۹۱۱ء) میں پیش کیا ہے جس کے میں اس کا بیرو  
ایک قریب اور گہرے راوی رسول اور یہ کہ سوشلسٹ تھا لیکن اس کے دل میں دین  
اور دنیوی شعاری امور و مسائل کا ایک ایسا شعور روشن تھا کہ یہ وجود ہر قسم کی  
ایمانی اور فانی پرورشست جو ان کے قریب چھپنے کے اس نے اپنی زبان و پنا  
گو اما کیا لیکن اپنے مضمون اور سیاسی رقیوں کا صید نہیں کیا اس وقت  
اس کی ہندو دلع اس کے اگلی اور گہرے صبر سے بغضت ہو رہی تھی اس کے  
کا توں میں ہزاروں آئی ہے۔

"میں انسان ہوں اور میری فح میری ہوگی۔ میں ہم کی کمزوری کو کچل ڈالتا  
ہوں اور میں ہمارے ہمارے ہوں۔ اگر میرے صبر کو خیر نہ لیا جائے تو مجھے اس کی  
پرہیز نہیں۔ اگر اس میں غلبہ جاری ہوگا یا صلحت اے لیکن ہمارے جو کہ  
ٹھکر اور ان کا میں صدائے ہوں اور دنیا کو میری آواز سنائی ہوگی۔ میں الصامت  
ہوں اور دنیا پر میری حکومت قائم ہو کر رہے گی۔ میں نہ تو ہوں اور تمام قوانین کو

تو ڈرنا ہوں، میں غلام کو مٹا کر نہیں لانا اسیری بہشت بلند ہے۔ میں رانی کو  
پہنا ہے کرا یا ہوں :

اور چنگیز ہر ملک اور ہر زبان میں انسان کی روئے میں : میں مبارک قوم کا  
جلوہ رہے اور چینی آزاد پہنا پہنا رہی رہی ہے اس سے انسانیت نام کی  
اور زندگی سے نکل کر کم از کم اس مقام تک پہنچ گئی ہے جہاں میں کوئی کینا اور  
پست اور ذلت کا نام مستقیم کا خواب نظر آئے ہے اور اگر دنیا میں خیریت اور ہر برکت  
کے نصاب سے نکل سکتی ہے جس میں آج کو قوانین کے لہجہ اور قلم نے بہت  
چھنسا رہا ہے تو اس کی صورت ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ جن خیالات کا پرچا  
انہوں نے اور ان کے جیسے دوسرے ہندوستانی اور انسان دوست محفلوں سے کیا ہے  
وہ دنیا میں عام ہو جائیں اور لوگ اپنی اپنی ہوائی قید خانہ کی کوئی شریوں سے نکل کر  
خود کی کھلی ہوا اور روشنی جو سانس لینا سیکھیں۔ ادب کا کام اور کتب پورا کرنا  
میں ہے کہ وہ لوگوں کی ان فہم اور بہ روزی اور محبت کو وسیع کریں اور ان کے  
ملن و ملج کو تنگ نظری تعصب اور بے انصافی کی پوریش سے بچائیں۔ اگر کھانا  
ایسا کریں تو تو کہیں نہیں اور نہ شخص کو قوت عطا دے اور تفریق کا فرقہ بام پور پاسے ہر  
معلومات کا وجود میں آیا عالم کی بے قبض دولت میں اور ان میں سے کوئی چیز بھی  
صحت قدر کے قابل نہیں :-

## از مولانا ابوالخالی صاحب معارف و دیوبند حبان القرآن

ہدایت کے زمانہ میں ہیں جسے جنت کچھ ہے جہنم کچھ ہے۔ قدیم و جدید فلسفہ و  
 سائنس، معانیات، سیاسیات و غیرہ ہرچیز خاصاً ایک لائبریری اور قریب  
 انارکھائیوں، مگر حجب انگلیں کھول کر قرآن کو بڑے ماقویہ مضامین و محسوس ہوں  
 کہ جو کچھ ہے اس کا سب سے بڑا قائل علم کی جڑ ہے، پادشہ بڑی ہے۔ کائنات، بے گن  
 شے، اور کائنات کے تمام بڑے بڑے سنگین ہیں۔ یہ کچھ ہے کچھ نظر آئے  
 ہیں۔ اسے ہر دور پر زمین آتا ہے کہ ساری مادی عمر میں کشتیوں کو سمجھنے  
 میں آتے ہیں۔ اور جن مسائل پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر دیں۔ ہر  
 عمل ذکر کر سکے۔ ان کو اس کتاب سے ایک ایک روزانہ فقرات میں منکر کے  
 کہہ دیتے ہیں۔ ہر مہربان اس کتاب سے تان لے کر جوئے تریوں اپنی نگاہ میں اس کا  
 علاج کرے۔ میری اہلی بھین میں بھی ایک کتاب ہے اس نے کچھ جملے کر رکھا۔  
 حیوان سے انسان نہ بنا دیا۔ بدستور سے نکال کر دفنی ہے اسی، ویسا پرانہ جیسے  
 آتھ ہیں، یہ کہ زندگی کے جس معاملہ کی طرف نظر دینا ہوں حقیقت اس میں بڑے  
 دکھائی دیتی ہے کہ گویا اس پر کوئی پردہ ہی نہیں ہے، اگر بڑی ہیں۔ کئی کئی نو شاہ کعبہ  
 ۱۵۵۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء ۱۵۷۷ء  
 قرآن شاہ کعبہ سے مسائل و آیات کے جس فصل پر اسے لکھا، یوں روکھن ہوتا ہے  
 جس خزانے پر کتاب بخشتی ہے، اُن کو شکا اور کرنے سے میری زبان نابھہ ہے۔

از مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی: شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء  
 راولپنڈی محمد عمران نامی صاحب ندوی کی فرمائش سے لکھا گیا اور یہ ایک نیکو کوشش  
 کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس علمی پر پیش کیا گیا۔

شاگرد کا قتل خان ایک خیرین رسیدہ دینی خاوند ہے جس کے بزرگوار سے  
 کبھی فصل خزاں میں بھی دیکھا گیا ہے۔ متناہ تھا۔ چند دنوں میں جب دین کی بناء  
 اس پر ہوئی تو اس خاندان پر یہی منتزعی آیا۔ بڑی کئی آنکھیں کھولیں تو دین ندی  
 جو نوز سے زیادہ بڑھ چوں میں اور مرزوں سے زیادہ عورتوں میں تھی۔

میرے والد مرحوم مولانا سید عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے مسئلہ کے  
 شرع میں متناہ کیا۔ میری عمر اس وقت اس سال کی تھی۔ میرے بڑے بھائی جتنا  
 قویٰ و عظیم مولوی سید عبدالحق صاحب مدظلہ کھنڈ میں ٹہر چکے تھے۔  
 ان میں سے دین ساکنے پر ہی میں اپنی داماد صاحب کے ساتھ رہتا تھا اور مولانا  
 صاحب کی ہدایت کے ساتھ خانہ کے بعض بزرگوں سے فارسی کی کتب میں  
 پڑھتا تھا۔ در کھنڈ بھائی صاحب کے پاس آتا تھا۔ پڑھتا تھا۔

خانہ میں دستور تھا کہ تقریباً روزہ ۱۵ دنوں میں خاص طور پر  
 جب کسی عادت کو دیر سے تسکین و شفا کی ضرورت ہوتی، ایک گھر کی تمام  
 بیبیات ایک جگہ جمع ہو جاتیں۔ دین سے یہ خاندان کے ایک بزرگ: سید  
 عبدالرزاق صاحب کلام مولانا صاحب کی منظوم قصیدہ انشائیہ پڑھ جاتی۔

میرا ہمدردی صاحب کرمی مرحوم حضرت سید، خوشنود کے ہمیشہ زاد  
 خلیفہ سید حمید الدین صاحب رحمۃ کے چوتھے درجے کے حنفی جہانی سید عبد الرحمن صاحب  
 کے دوست تھے اور اُن کی مری تھی۔ انعام کو کھنیر صاحب نے بڑی نادانہ پکڑ  
 اور جوش و زور سے اس کے ساتھ پکڑیں ہزار شعروں میں اور میں نے غم کیلئے چہ لکھ  
 اُن کو اس کا طبعی زور تھا اور جہاد و عادت پرانی کی چٹکار دی۔ سنی منور سے  
 منتقل ہوں حق نہیں ہے، ایک انتہا میں، اس کے بہتہ، نشان کو گمراہ رہا تھا۔ اس کے  
 نظریہ میں جوش و زور درگاہ میں ہے، حضرت نامور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 شاعر کو عشق تھا اور خوب میں بڑا بڑا رنگی زبانیں پرانی تھیں، اس کے لیے مصروف  
 کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہوئے دوسرے آج جو جہاد میں ہیں اور اطمینان میں  
 روح اندوز پیدا ہو رہا ہے، میری بڑی غلام مرحوم جو قرآن مجید کی بھی طالب  
 تھیں، یہ منظر قلوب، انعام پرستے پر، در و کشش لہجہ میں پڑھتی تھیں اور پڑھتے  
 پڑھتے صاحب اُن کو بہت زور ہوئی تھی، علامہ صاحب کے بعد چھاپر ہونے لگے  
 بھی کبھی بڑا زور کے پاس کھینٹ کھینٹ یا کسی پیغام کے لیے جہاد، اس کے  
 اور وہ کچھ اور ٹھہر کر رہے، کبھی پانزدہ پہلے جہاد سے اور کبھی نہیں اپنے پاس  
 جہاد کرنے کے مواقع دیکھ کر پیر سب میں لطف سے لگنے کو کھیل چھوڑ کر  
 میں بکلیں ہیں نہ بکب ہوئے۔

میری تمام مرحوم صاحب و داد سے کثرت لیکن چھوڑ لہجہ میں یہ اختصار ہے



ہندو اور عدا، پیدا ہو گیا جس پر کسی ملک کے مقامی سائنس دانوں نے بھی غائب  
 نہیں کیے۔

اس وقت شرقی کے فائدہ نویس ہیں مسدس عالی کا عام روزنامہ ۱۱۱۱ کے  
 اشعار کو گویا کے کوئی کر دے۔ تقریروں اور مواضع میں جا بجا اس کے  
 اشعار سے کام لیا جائے۔ مثلاً بن میں نعل کیے جب تے میں نے ہی مسدس  
 کو برس جو شرف و عظمت سے زور دے رہا تھا ۱۱۱۱ کے اشعار اپنی تفسیر میں جو بچوں  
 کے بلوں میں کی جاتی ہیں روزانہ افغانی سفینہ میں جن جو معاہدے کے لئے  
 پہلے۔ بار نعل کے لئے اس کا بہت ماحصلہ زور دے رہا تھا۔ دن دو ماہ پر  
 مسدس کا اچھا نمونہ۔ ذرا دیکھا ہے۔ عام ہستی اس کے مدد اس کا ایک ایک  
 یہ خاکہ برتنوں بعد منزل موزعین زمینیں کی یہ کر سشش بالکل ہے اگر دیکھا  
 کہ باجہت اس کی اتنی حد سسائی کے جیسے اور اس میں گزروں کے کچھ  
 ندرات تھے تو ان کو خود دین سے دیکھ کر پالنا بنامہ میں شروع میں کیا جائے  
 کہ معدوم ہو کر رہ جائے۔ افغانی انقلاب کی ہر دی شام کی تھی اور کوہ شمشاد  
 پہنچے کو قہر مونس شمس سے ہر وقت اس کو پہنکا دی رہا نہ ہو تھی۔ ہندی  
 حکم سب کی نیلبرہ خلعت اور رسول اللہ علیہ السلام سے چھڑ کر جہت کھانے کا  
 یہ علی سائر سائر تائی کے ات چہا غر اور سائے ہند ہند پر غائب نہ ہو سکی  
 ہیں۔ انھوں نے باجہت کے نقشہ اور اس کی افغانی پس منظر کی تصویر کھینچی ہے۔



بعض خرم پرستوں کے مصنفین اور نابغات مثلاً کر سکیں جو اپنی قومیت کے  
چرخ میں کبھی کبھی جلاہیت کی طرف سے مبالغہ کرتے تھے میں اور اس کے روشن  
پہلو کے دکھانے میں ہر اقدام سے کام لیتا ہوں۔

اردو کے ابتدائی مطالعہ و مطالعہ علمی کے اس ابتدائی دور میں جس کا سہ کو  
اپنے شوق سے چڑھا اور جس نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ تہذیبی مہمان صاحب  
مکتوبہ پروری مرحوم کی سیرت نامہ تھیں۔ گاہدا حصہ ہے اچھے یہ کبھی نہیں مکتوبہ  
کہ جب اس کے دوروں، بلندوں کا بعض دوسری کتابوں کے ساتھ دی جاتی رہتی  
آپسے اور اس کے پتھر اسے سمجھتے اس وقت رو بہ نہ تھا تو میرے بے اختیار  
وہ ناخوشیوں کا بوجھان نکلتا کہ کسی نہ کسی طرح اس کا انتقام کیا گیا اور کتاب میرے  
ہاتھ میں آئی اور اب اس کی کئی تیرہ اور کئی ذرا رہے ہیں اور انہیں کھول کر قاریوں میں نہ  
رکھ سکا۔ بعض خاص مذاہن کے ہمیشہ خاص غریب تھے، اسلام کے اہل مذاہن  
میں ہیں۔ ان کے واقعات حضرت محمد بن عبد اللہ بن علیؑ کے زمانہ کی کتابوں کا مطالعہ ان کی  
راہنما بنی۔ ان حضرات میں ازبک و سلم کی مریدانہ طور میں نشر و ترویج  
اور حضرات نصرت مسرت، مقتدا اور جان نثار، انصاری، ایشیاد اور عابد  
میں سے تعداد کی بڑی عہد، ان حضرات میں ازبک و سلم کی روایات کے واقعات  
و روایات کا دل پرانہ میں اثر چاہتا تھا۔ جس میں کثرت کو پڑھنا تھا۔ لوگوں کو  
سننا تھا اور اسی زندگی کی قضا میں دل میں پیدا ہونے والی تھیں، انہیں مہمان صاحب

و در بہت اندک جلد فرستے اس عالم میں ہوسکتا کہ سب کی کتاب کا بھرج  
 بڑا اہمیان ہے۔ اس کے سب سے پہلے سرور کا خاتمہ ہے۔ اس کے بعد  
 محبت کے اس ہر اسے آشنا کیا جس کے بغیر یہ نہ گئی فاک عالم خستہ و شاکستہ  
 درجن کا خاتمہ کرویم نکلا۔ ایک دین محبت مست بانی ہم کام

انہیں دنوں کے کچھ بعد میرے ہاتھ میں سرور کا شبنی مرحوم کی انفرادی انگلی  
 طبع نامی کا ہونے کی جھپٹی ہوئی اس لئے تصویر پر پڑھیں اور کئی بار پڑھیں، عراق کی جنگوں  
 بویہ، و ہر آثار سیر و غیر کے میدان جنگ کی تصویر پر پڑھیں، انہوں نے جن چھوٹے  
 چھوٹے بے ساختہ و برصہ جلون میں کھینچی ہے شاید اس سے زیادہ اثر فروری  
 طائر نامہ میں مسلسل اشعار اور کچھ شکوہ و آغا اور یہاں سے پیدا نہیں کریں گے، انہوں نے  
 کے نام نہ دے کر ہم پہلے اور بعد فکریہ و مٹاں کا کام کرتے ہیں اس لئے ان کے  
 فکریہ ہر طرح کا وطن کی ہے، انہوں نے کچھ کی ان کے رکت و حیات و عین اور  
 اب اس سے کون دلتہ ہیں، اور عین فکریہ نہیں ہے، لیکن ان کے وقت کے بعد کا دفتر  
 ان وقت بھی تھا اور یہ بھی ہے۔

ہم محترم مولانا سید طاہر صاحب کی صحبت اور مجلس و مباحثہ حیات سے  
 شادیت چاہتے تھے اور ہر طرح کی زبان سے اس کے بہت سے مضامین مستحضر  
 ہو گئے۔ انہوں نے شعرا و ادان کا کام دماغ پر اس طرح نقش ہو گئے جس طرح ہمیں  
 کی دیکھی ہوئی چیزیں اور شئی ہوائی یا نہیں زمین پر ہر قسم جو بیاں دیا اور ان کا دماغ

کوئی داؤ نہیں ہوتا۔

خجری رحمتاگر کی کتاب تھی اس کو اس نے بار پڑھا کہ اردو شاعری کی تاریخ اور شعرا کے متعلق صحیح معلومات ہو گئے کہ اس وجہ سے پرنٹس ہیں گنگو کہنے وہ گنگو میں حصہ لینے کی استعداد پیدا ہو گئی۔

یہ سب ماسوائے نام بھائی خانقاہ سید حبیب الرحمن باموہلیہ میں پڑھتے تھے، ان کو اردو شعروں کی کلامی مشق تھی، ان کا ایک خاص ذوق یہ تھا کہ بچوں سے اساتذہ کے شمار کا مطلب پوچھتے اور اردو میں مقررہ و تقررہ کے مقابلے کروا لیتے۔ اس سلسلہ میں خاص طور پر توہین و طالب، ذوق و تھوڑے کے شعرا میں سے ان کے کلام سے ان کو خاص ذوق تھا، چنانچہ ان کے شعروں سے ان کے مقابلے بیان کر کے سلسلہ میں داخل پرندہ ڈالنے اور مشکل اشعار کے کہنے کا عادت پڑی۔

اس زمانہ میں مشاعروں کا بڑا زور تھا، ہاؤسے چوسنے کا قول میں کئی مرتبہ ہوئے، دیکھا و سمجھا میں نے بھی کچھ مورد کرنے کی کوشش کی مگر اندھ تالی پڑے بھائی صاحب کو جو ہاؤسے فیرے کے کاغذوں سے بیعت تھی سے روک دیا اور یہ مشکل ہے حاصل جاری و رہ گیا۔

ہاؤسے بولچے میں گھر میں بعض عزیزوں کا نو فیرا کتب تھا، جس میں مولوی محمد حسین آزاد کی بزرگ خیال بھی تھی۔ عمر کے اس بڑے آدمی اور ادیبان اور اس کے

اسما ابتدائی زندگی میں آزاد کی نگرانی اور نگرانی کا ایک مریض غریب بہت افریقہ  
 بہت غریب ایک نیرنگ خیال، اور آپ دیات کی تعلیم میں بہت سے صلیب  
 کے، جو اپنی کم سواری کے باوجود فائدہ سے خالی نہیں ہوئے۔ یہ نہ تو ہر چھوٹی  
 ہوئی میرٹھ کے پڑھنے کے مرض کا تھا، ہر قسم کا مہتر، پڑھیں، اور ناشیلا مرحوم،  
 مراد ماحالی اور مولوی نذیر احمد شہر مرحوم اور رتن ناتھ سرشار کی بھی چھٹکنا ہیں  
 پڑھیں، اسکتے ہیں کہ کوئی پڑھیں ہوئی چیز طرہ ٹھلا دی جائے بیکار و بے اثر  
 نہیں رہتی، اپنا اچھا نیا فرستہ کرتی ہے، اس لئے اس کا دھوئے نہیں کیا جاسکتا  
 کہ وہ نفس آکھوں سے آگے نہیں بڑھنے پائے، لیکن ان کا کوئی خاص اثر یا  
 نہیں ۲۲۔

اُردو مصنفین میں ابتدائی اُردو مرحوم کی کتاب یاد دایام کا نصاب  
 سنجیدہ زبان کا ایک گفتار مندر ہے، اور جس میں تاریخ کی مناسبت کے ساتھ  
 زبان کا ہر ایک بھی موجود ہے۔ جو میرے علم میں مصنف محل رہنا اور سولہ  
 صیب علی خان خیرانی کی تحریر کا مشترک جو ہے، اس طرح پر میرے مصنف  
 جواب یاد دایام سے لے کر آگے۔

عربی تعلیم شروع ہو جانے کے بعد میرے استاد شیخ عقیل بن محمد بن شامی  
 یعنی احمد علی بھوپاں نے ہمیشہ کے لئے دل پر توحید کا نقش قائم کر دینے کے لئے  
 سورۃ زمر فی ترجمہ اور ذوق و شوق سے پڑھائی، عربی ادب اور انصاف عربی

شعر کا عرب صاحب کو اندر سے ایسا انگریزوں کی بھٹا ہے جس کی نظیر ملتی مشکل ہو  
 وہ اس قوم کے فراموش ہیں جس کے متعلق زبان نبوت سے ظہار دیا ہے کہ  
 زبان اس کے شعر کی دولت ہے زالا جان با زبان الجحیم کہ حسین حبیبیت نامہ بدل  
 مسعود عرب کا سموز درون ہاتھوں سے وادیاں سے پیاسا ہے۔ قرآن مجید  
 پڑھنے میں تو خود میں روستہ جہاں اور دوسروں کو بھی لڑا ہے ہیں۔ نصیب لڑ پڑھتے  
 رہا تو سوئی نکاز کے نقشہ کھینچ دیتے ہیں۔ تو میدان کہ ذوقی مضمون ہے ذوق  
 کھول کر چھاپا اور دن کو تو میدان کے سے کھول دیا۔ وہ دن ہے اور آج کا  
 دن، نصیب تھانے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ لا ۛ اللہ اسدین الخالص  
 رسولنا مرزا کا نقش دائم ہے۔ اور اس کے سامنے۔ مع انصاف ہم کمال پیش ہونا  
 الی اللہ ذالقی وذرہ امیر کین مکنے ہیں کہ ہم اپنے صبوروں کی عبادت  
 نصیب اس سے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو خدا کے قریب کر دیں اکا میلہ اور جو  
 جو ہمیشہ کے نکاح شریک کا سب سے بڑا فائدہ ہے، رنگبوت معلوم ہو رہی  
 وہ میں شاعری عرب کا ایک مجتہد انصاف تھا۔ جو ہندوستان میں پانچ  
 نیا تھا۔ ان کو اپنا ذوق نہ، وہ کی طرف منتقل کرنے میں خاص کمال ہے۔ انھوں  
 نے ہندو صرف ادھر سے روانہ کی مشق کے ساتھ مصر و بیروت کے مسئلہ  
 قراوت اور لیس مطالعہ العربیہ، خطرتہ البکرہ و ساہرا احوال القراۃ  
 اور ہند کے جہاں، تحقیق کلید و رموز انجمن انجم و النہج کا ایک حصہ

خلفاء اور حضراتِ فخرِ امیہ و عباسیہ کے متعلق اور نظم میں عہدِ سہ اور مصرعوں کی سطور، الزام  
 اور دلالتیں، لاجپان، طبعیاتی، بڑے ذوق و جوہر سے تیار مختصر تاریخ کی کتاب ہے۔ یہ کتاب  
 پڑھائی۔ عربی کے قواعد زبان کی مشق میں سب سے بڑا حسان اس گنت نام کے  
 جنت نام ابو الحسن علی بن افریح کے رسائلِ الفریجی کا ہے جو پندارسان کی کتاب  
 ہے، عربی معاہدہ نے اس کی جلی مشق کروائی اور یہی مشق اس وقت تک کام  
 کرتی رہی ہے، اس فنہم کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ایک دست میں مختلف  
 علوم، قانون اور زبانوں کی تعلیم تھی صرف عربی زبان و ادب کی تعلیم تھی اور  
 وہی آواز، شاہجہان دہی سندھیات اور دہی ذوق بیع۔ عرب معاہدہ کی ایک  
 خصوصیت یہ بھی تھی کہ اسے محبوب و منتخب مصنفین اور ائمہ کے محبوب و  
 منتخب تصنیفات کو اس طریقہ علیہ کے سامنے پیش کر کے تھے گویا دہی زبان  
 ادب اور طرزِ ادب کا واحد نمونہ اور ادب، ذوق کا نمونہ ہے، یہ جوتا تھا کہ وہ  
 مصنفین انہی کے دماغ اور تخیل پر مبنی برہماتے تھے اور ادب علم ان کا رنگ  
 انداز سے لگنے سے ہے، ابن القلی اور جاحظ وغیرہ میں عبد اللہ بن جاحظ ذوق و فہم  
 ادب اور سخن میں یہی تھی و بہتری شعر میں ان کے منتخب لوگ تھے۔ اس لئے  
 ان کے طبع اپنی بڑی صداقت اور گہرائی سمجھنے سے کہ ان میں ان کا رنگ اور  
 انداز یہاں پہنچا ہے، انہی کے دماغ اور تخیل پر مبنی برہماتے تھے اور ادب علم ان کا رنگ  
 انداز یہاں پہنچا ہے، انہی کے دماغ اور تخیل پر مبنی برہماتے تھے اور ادب علم ان کا رنگ

عرب صاحب کا ایک تعلیمی لکھنے پر بھی تھاکا وہ فلسفہ کے دماغ پر پرمش قلم کو مڑاتے  
 تھے کہ ادب و فن کا مرکز صاحب تو حق قلبیہ کی مہر ٹھہرتے تھے۔ جس کے ہندسے لکھنے  
 اور محسوس لائفہ و اٹھاتے ہیں: انہیں پاک نہیں جوتی چاہتے پینا کچھ ان کی محبت  
 افزائی کے کچھ بھی کچھ ان صاحب ہر زمانہ پر لاتہوں کے بعض بعض جملے اور  
 تعبیریں اپنی تحریر میں نگینہ کی طرح درخشاں رہا کرتے تھے۔

اس شہید کے اخلاقی سرمد پر فلسفہ کے مشہور فن ادب ہر زمانہ سیدھے  
 لفظی استفادہ کی کتاب 'انظر الی' عرب صاحب سے دیکھنے کو رہی۔ جو پیر  
 کو اس صدی کا پیر احادیث، تاریخ اور تخیل پر چھ گیا اور ادب میں ہو گیا، اس کے  
 عنوانوں پر اپنے مضامین لکھے اور تیز رفتاری سے لکھے لکھے وہ کہ دور تک  
 خاک نہ ہوئی۔

میری نگاہ خوش فہمی تھی کہ وہ پیش میں مولانا عبد القیوم صاحب کو ادب و فلسفہ  
 عالیہ جیسا فقہر استاد نصیب ہوا جو مولانا غلام احمد صاحب ابوری، مولانا حفص  
 صاحب کو ملی، مولانا 'محدث' صاحب کا پونہ کی اور شیخ ابی مدثر صاحب کو پٹنہ کی  
 سے مل گیا اور حضرت حاجی اعجاز صاحب کو جگر کی مگر مجاہد تھے۔ یہ بھی خوش  
 فہمی تھی کہ وہ پیش میں تبسم شروع ہوئی تو کوئی دوسرا نہ رہا اور مولانا مزارع  
 نے انھیں اس وقت حدیث کے اصحاب تھے، مولانا کی محبت ملی اور معلوم ہوا کہ انھوں  
 کے طلبہ تھے اور مولانا اسلمہ کا نام دینی ذخیرہ درموا: اس کے علمی کا نذر تھے۔





سکھاتے تھے۔ مگر ہر حدیث میں علیٰ غرہ ہر سب سے زیادہ لاکرہ اور نورانی کی شریعت  
 مسلم سے ہوا جو ایک جہد کا طالب علم کے لئے بڑا چھٹا استاد ہے۔ مشرق و مغرب  
 کے عالم کے اٹھنے اور زمین پر نور و واسطے کا مکلاسی سے پہلا ہوا۔ سب سے  
 زیادہ افرام و افرام کوئی کتاب اور دھیر اور نورانی کی کتاب الزہد و الحرفان کے کیا۔  
 اسی زمانہ میں اعیانہ العلوم رکھتے کہ مشرق ہوا اور اس سے پہلے کا سا افرام کیا  
 مگر یہ مطالعہ جنہوں نے نہیں نہ سکا۔

سنہ ۱۰۰۰ میں شیخ طویل عرب کی بخاری و حدیثی صاحب کی دعوت پر  
 دنیا و علوم اور اعلیٰ میں تدریس ادب کے لئے ایک فاضل و محقق صاحب  
 زبان و کلمہ عالم شریعت کے یہ عالم کہ شیخ متقی الدین جو ان سے حین کو اگر  
 مذکور ہوتا تو عربی زبان و ادب کے بہت سے مبادی و جدیدیات ان زبان کی  
 تعلیم کے بہت سے حقائق و اصولوں نظر سے ہمیشہ اور بعض روایتیں اور عجبت  
 ہندوستان کے علم و فن و کلمہ پر چھٹے رہتے۔ ان کو اگر مذکور کیا ہوتا تو قرن  
 اول و دوم قرن ثانی و ثالث کی زبان کو مردہ اور سرسٹ کا حد کے نقص و نگار  
 سمجھتے۔ اس ایک شخص میں سلف کی احتیاط اور غنیمت و فروع و عدم تفتیش کی بہت  
 ہیں۔ بے شکست اور درمی کہ در بنام مغرب اعلیٰ خصوصاً اہل شافعیہ کا حفظ و تحفظ  
 اہل لغت کا انسان ان کا سخن کی پہلی زبان کی طبع و نوائی و در خواش  
 گھٹاری پر حق و باطل کے لئے تو لکھتے ہیں۔ پھر سے لکھتے ہیں۔

ادب کی جان ہوتا تھا جس کو آدمی جس ادب کی کتاب کے راسخ پر چاہے  
 نگہ سے نہیں دیکھتا اور حافظ کی کتاب کی زبان پر لکھے ہوئے ان کے  
 سوا کسی کو نہیں ملتا جو کہتے تھے درجی لکھتے تھے اور جو بولتے تھے وہی  
 عربی زبان کا درجہ اور کلام ہے۔

بڑی عمر صاحب سے عربی ادب و شعر کی کتابیں پڑھنے کی بھی دعاوت  
 حاصل ہوئی، لیکن اس سے زیادہ مفید ان کی صحبت و رہنمائی و سفر کی  
 ملاقات تھی، ان کی صحبت و ملاقات سے انہیں تین پہلی بار تکلف ہوئی،  
 ایک تو یہ کہ زبان اور زبان کے ادب میں فرق ہے۔ زبان وہ ہے جو ادب کی  
 بنیاد ہے۔ ادب زبان کی بنیاد کے کلمہ و جملہ اور تخیل کی دیوار کے  
 نقش و نگار ہیں، ادب خیالات کے اظہار کا بلند اور فنی اور ترقی یافتہ ذریعہ  
 ہے جو تمدن و تخیل کی ترقی سے پیدا ہوتا ہے، زبان کی تعلیم و تربیت ادب  
 کی تعلیم پر مقدم ہے، مگر زبان میں آگے لے کر ادب نہیں آ سکتا، ادب اس کی  
 قبل از وقت تعلیم ضروری وقت ہے۔ ہندوستان میں زبان کے دھوکہ میرا  
 اور عربی زبان کے نہیں تھے، عربی ادب کی تعلیم دینی مدارس میں تھی جو بے غبار  
 ادب کا منبع ہے، بلوچی صاحب کہتے تھے کہ تحریر ترقی اور تخیل و حواس ادب  
 عربی کی دلی کتابیں ہیں جو ہر زبان کی طویل اور مختصر تعلیم و تربیت کی مشق  
 کے بعد پڑھائی جاتی ہیں، "ادب عربی" کی تکمیل کرنے والے ائمہ ان کو پڑھتے

مکہ، الیٰکین ہندوستان میں بھی کتا ہیں ارسطو کا کل سراپا: درمیں شریعت ہیں، ضرورت  
 ہے کہ ان سے پہلے زبان کو ایک زندہ زبان کی طرح پڑھا جائے، ان کا سچا  
 اسرار تھا کہ زبان کو انسانی زبان کی طرح بغیر ترجمہ کی مدد کے پڑھنا چاہیے،  
 اس پر شریعت نے دارالعلوم میں مسلسل تقریریں کیں، اور اپنے مدعا کو دلائل سے ثابت  
 کیا، دوسری حقیقت یہ شکست ہوئی کہ صرف دھوکے تو اہل زبان کی تشکیل کے  
 اصول میں حین کا حد بہ زبان کے بعد ہے، زبان کا ذخیرہ اگر کچھ نہ ہو تو صرف دھوکے  
 تو اہل زبان کے، مفردات، الفاظ و جمل مکان کی انہیں ہیں اور سچو کا علم  
 اصول تعمیر کے قواعد اور انجینیئر کی کاٹن اگر سرسے سے، بیٹھتا ہے تو انجینیئر  
 اور اصول تعمیر کا بیڑے سے چڑا غم نا کارہ اور فضول ہے۔

بقولی صاحب سے بیانات بھی معلوم ہوئی کہ زبان کا بہترین نمونہ تاریخ  
 کی مستند کتابیں اور علم و ہنسی کے ادبا کی غیر مصنفہ تصنیفات ہیں اس کے  
 سبب انھوں نے ابن قتیبہ کی کتاب دارالسیاسة ابن المقفی کی کلیلہ و مستند  
 دارالعلوم کی کتاب ابوحنانی اور حافظ کے رسائل کی سفارش کی۔  
 یہ زمانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں غری کی بہار کا تھا اور عربی کی حساب  
 کا یقین عام تھا، اور ہر ماہ سے دوستوں کا مسعود عالم ندوی غری کا رسالہ  
 "اضیاء" نکال رہے تھے، عربی زبان و تحریر کا قدر و قیمت کو یاد دہانا بھی ہوتا  
 اور ہاتھ مصری، شاہی، عراقی اور مغربی و انگریزی نہ مرگتی، رسائل کی برآمد

نیا وہیں آگئے۔ چڑھے جاسے تخت اور ان پر گھنگور ہنسنے لگے۔ میرے عربی  
 اختیار میں کی عمر کا بچپن تھا۔ عربی ادب کی کتابیں پڑھ بیٹھا۔ عرب اساتذہ کی  
 صحبت میں رہنے کے باوجود اخبارات کا بڑا حصہ سمجھ میں نہ آیا۔ اس لیے انہیں  
 کہ بہتہ و منافی اظہار کے بخول زور سرا سر غلط فہمی ہے۔ کسی حد پر غریبی میں بیٹھ  
 گئے ایک خط لکھا اور اشتقاق کی ذرا تحقیق کی۔ وہ جسے دیوانی صاحب کی  
 مدد سے میرے اخبار پر حنا شریف کیا۔ اور اس سے جتنا لانا دادر تعبیر اور  
 اخبار نویس یہی جتنی قدرت حاصل ہوئی۔ ادب روزانہ کی کسی کتاب یا  
 کتابوں سے نہیں ہوئی۔

مصری دہائی اور دو تین سو کے مضافین پر بعد مرآت کی مفاہمت اثرات  
 کی قدرت کا مسکہ دن پر بیٹھا۔ میں یہاں کوئی شبہ نہیں کہ عربی زبان کے خزانہ  
 کا مرکز کے نوادر جو صد شوکت سر پر تھے۔ اور اپنے اخبارات و رسائل کے کچلے صفحات  
 میں روزانہ شائع کیا اور اسیر شعیب کے بتول حمد عباسی کا ایک ادیب  
 یہاں رہتا تھا۔ جتنے کہتا تھا وہ اس مصر کا عرب ادیب و صحافی ہندوؤں میں کہ  
 بہت ہے۔ لیکن بھونک دہشتی میٹھیست سے ذوق در دل پران بھٹا میں کا کوئی  
 دھما غز نہیں پڑا اور یہاں سے ہند کی ذوق نے جس نے ہندوستان کے مراد  
 سفید اثر بارہ گھر سے اور زیادہ طائر اسد میں دیانت اور ماحول میں نشوونما  
 پائی تھی۔ عربوں کے قوم پرست اور وطنی دنگہ و مغرب سے ذہنی حریمیت



کتاب خانہ کی اتنی بہتر نہایت دینی، ایک کتاب میں ایسی مشکل سبب اگر مجھے کبھی پورے  
 ذخیرہ طبع سے محروم کر دیا جائے اور صرف دو کتابوں کی اجازت دی جائے  
 تو میرا کتاب اٹھا دوں گا اور اسے اپنے ساتھ رکھوں گا۔ سنا ہے مجھے نمبر ۱۰  
 سکھائی اور عاقبت اور ذکر کردہ اسے، مقرر کے آداب جلتے اور روز مرہ  
 نہ نہ کی کے مستوفی اور احکام سکھائے اور سنت کا ضروری علم بخشا۔

ابن داؤد شہاب مہدی جو کتابیں فرشتہ رحمت بن کر سنے کہیں "ان میں  
 سب سے زیادہ مؤثر اور محسن کتاب محمد بن نصر مرندی کی کتاب قیام علیل ہے  
 اس کتاب کا خاص کام یہ ہے کہ عقلی اور استدلالی طریق سے نہیں بلکہ قلبی اور  
 ذوقی طور پر دیکھیں اور شوق کا ذوق جن رچی ہے اور سادہ کھلی، کوکبی اور انہیں  
 ای کام ہے اس کتاب میں شہب بیدار نوجوانوں کے، جسے خود خدا تعالیٰ کے  
 ہیں اور فرقان مجید کی بعض آیات کی اتنی چڑھ کر تفسیر اور قیام علیل کے تضام  
 ہیں جسے ہیں جو اگر کسی غرض قسمت نوجوان کو کہانہ شہاب میں مل جائیں اور پتا  
 کر کر جائیں تو یکسختی کامل کی بعیت سے کم نہیں۔

امام ابن قیم کی تفسیر سورۃ النور سے بھی اس چمک شہب داز میں نکلیں  
 کی اور اور خدا تعالیٰ بن قیام کی: جو سبب انسانی نوجوانی میں بہترین نگاہیں اور  
 اور عقلی تفسیر: صبح ہیں و زائد تعلیم کے ہے شعور و دریں میں کتاب سے  
 تعلیم کے اور عقلیت سے نفس امارت کے احکام عالمی طبع کے آداب کا

کھا لاکر نے لافیاں پیدا کیا وہ صاحبِ مہربانی کے ایک شاگرد کی چھٹی سی کتاب  
تعلیمِ المسلمین ہے۔

والد مرحوم کی تعظیمات کو اُس نے پہلے ان کا ایک سودہ ریفان حیات  
کے نام سے اچھا لکھا جو دھوں نے اپنی ۲۰ سال کی عمر میں لکھا ہے اور  
مکتبہ رحمتیہ والہ بلائے سفر دس کا روز نامہ ہے نہایت سادہ اور بے تکلف  
لیکن اس نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔ مرزا کی فدا کی محبت اور دین کی جانشینی  
محبوس ہوئی، حضرت سید احمد خدیو سے اصل لکھی خلیق اسی رسالے سے پیدا ہوا۔  
بہاؤ داند مرحوم حضرت سیدنا لکھتے ہیں وہاں ولیِ مہر مہربان تھا اور وہ  
ایک خاص کیفیت محسوس کرتا تھا۔

دوسری چیز جس نے حشرات، بن اللہ کی محبت و عقیدت پیدا کی، اور  
وہی کا ایک خاص مزد معلوم ہوا جس کو انسانی میں ادا کرنا مشکل ہے، حضرت  
مولانا محمد علی رحمت اللہ علیہ بانی خردۃ العالیہ کا چھوٹا بھائی تھا اور وہی تھا  
جس میں شیخِ وقت مولانا خلیل الرحمن صاحبِ تصنیف مراد آبادی کے کچھ حالات  
حکایات و غوفات اور سلوک و غریبیت کے کچھ نکات ہیں۔ حضرت مولانا  
گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ میرے والد مرحوم کے شیخ تھے اور بچپن سے گھر  
میں آپ کا ذکر خبر مٹا تھا اس دورانِ تعلق اور بہنی رابطہ سے کتابِ ذوق و  
مخوفات سے بڑھی، محبت کے اشعار اور مشقہ کلمات دل میں چبھ گئے اور

نیرد فشر کی طرح دل ہر اتر گئے۔

مشائخ و بزرگان دین کے مکتوبات کی مجموعہ بھی مختصر سے گزریں۔ ان بزرگوں میں حضرات مشائخ کے مکتوبات میں سب سے زیادہ حضرت نظام الدین رحمہ اللہ کے مکتوبات فوائد اخوان اور حضرت نقشبند رحمہ اللہ کے مکتوبات میں حضرت شمس نظام علی رحمہ اللہ کے مکتوبات حوالہ مکتوبات کا غلبہ پایا۔ اگرچہ ان میں سے حدیث کے اور ایک خاص ذہنی ترمیم و مصلحہ کی وجہ سے بعض باتوں کے قبول کرنے سے ادیب کے ساتھ معافی چاہی۔

نفسہ انصاف اور فلسفہ اخلاق کے نکات، مباحث سے جو مشائخ صوفیہ کی کتابوں میں بہ کثرت ملتے ہیں، ان میں بھی مشائخ نہیں کیا۔ البتہ درود محبت اور سوترہ گداز کی باتیں سے اثر نہیں رہتی تھیں اور یہ شیر کم خطا دہشتے تھے۔ درود محبت میں ڈروپ ہوئے اشعار اور نصیر کے دل پر لکھ اور فائدہ میں مکتوبات جو جلتے تھے۔

ہم نے اپنے آشنائے سے جو چھپے دل میں رہی تھیں

عالم علی کے بے لادہ انتہام سے قریب مصلح راستے پر چلی گئے ایک مردم خیر قصبہ سلون جاسے کا اتفاق ہوا اور درگاہ منہا قلعے دیکھے ایک مذہب و مشعل کہ جو در خواش و ترغیب فائدہ مرد و شاہ عظیم عطا صاحب اور جواد کتب خانہ ان کا قیمتی علمی ذخیرہ شاہ صاحب کے واسطے سے عطا کیا گیا۔ حافظ ابن تیمیہ حافظ ابن کثیر حافظ ابن عربی و ابن عبد البر کی بعض کتابیں رکھیں



پھر وطن و اس جاگیر احیاء، معلوم مع تخریج عراقی فتنہ علم السلط علی خلافت،  
دوران انکتورہ جمعیس باغیس مختصر سہماج اتحادہ بن وغیرہ سنگرائیں، بیسیا ایس  
کے مطالعہ سے، قدانہ ذہنیت پیدا ہوئی۔ اور تصوف و بیسیا کے مطالعہ سے  
ایک اعتدال پیدا ہوا۔

اب اس سے پہلے کہ میں اپنی آخری محسن و مؤثر گناہوں کا ذکر کروں،  
نادر تخی اور وار کے کماط کے جنیر دن کما جوں اور تحریر دی کا ذکر کرنا ہوں جنہوں  
نے جسٹ خاص جینیوں سے دل و دماغ پر کوئی اثر کیا، اور کوئی قابل ذکر علمی  
قائدہ یا نوہنی تعمیر پیدا کیا۔

نظام و انصاب شیعہ کے مشعلون اصلاحی و متحدہ بری خیالات کا نظم شیخ عظیم  
حرب شیخ نعمی الدین، اسلامی کن مجالس و درس میں دماغ پر پڑا۔ دارالعلوم مدینہ  
کے احوال اندر پھرے اس کا شعور نہ کیا، اندوہ اللہ! کیا تفسیر اور دین و دنیا  
کی بہم آسمیری، نور علم اور اہل دین کی قیادت و اقتدار کی ضرورت، اہمیت  
کا احساس تو اب صدر بار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شہر وانی  
کے اس فطریہ صدارت سے رخصت و نوبت کے ساتھ ہوا جو مصروف  
نے ندوۃ العلماء کے اجلاس میں شریک ہیں دارالعلوم، ندوۃ العلماء، کتب خانہ  
تھا، الدین نے اس کو خبر سے بہرہ میں پیدا ہوا پڑھا، پھر سزید مبالغہ سے اس پر  
بقین اور احیاءات پڑھا، ادب و مدفن چہرین میرے علمی مقام و مقررہات کا

جلد پنجم

مغربی تہذیب و نظام سے نفرت، جہل میں بڑے بھائی صاحب کی اکثر ملامتیں  
 سید عبداللہ صاحب بن۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ بی۔ بی۔ بیس کو صحتوں اور فلسفوں  
 میں پیدا ہوئی، جن میں سے بڑا راستہ و تقویت رکھنے لگے اور اعلیٰ مغربی  
 تعلیم کے باوجود اس کی محنت و تہذیب اور نہت کر کے تھے، یوں بھی ان کی  
 زندگی اور ان کا سفر پر اندریم اسلامی تہذیب و ثقافت کی فہمیدہ اور مغربی  
 فاضل کے افراط کی شکست و شریعت کا اعلان کرتا تھا، اس نے مغرب کو جو زیادہ  
 ترقیس تھی مولانا عبدالمجید صاحب نے یا ارمی کے نتیجے کے پرچوں سے  
 مستحکم اور واقعی بنا دیا۔

مغربی تہذیب کی تاریخ سمجھنے میں انداز و قیاس و حدیث کے ارتقاء کی  
 اس منزل کی توجہ میں ڈیرہ سیر کی پڑائی کتاب "تہذیب و تمدن" اور "تہذیب  
 و تمدن" غفر علی قل نے پڑھی، وہ دوری انداز سے بڑا سزاوارتہ جس سے پہلے  
 مفتاحین و امتداد میں بہت کام لیا، برسوں کے بعد مولانا سید ابوالحسن صاحب  
 سودوری کے مضامین ترجمان القرآن اور ان کی کتاب "تہذیب و تمدن" نے اور  
 زیادہ وطنہ و ملت و تقویت پر شہنائی۔

مولانا ابوالحسنی کے ترجمان القرآن کے مضامین نے طرز امتداد و اثر  
 کثیر پر پڑا، اثر والا اور ان کی تحریروں نے ذوق و فکر کو متاثر کیا۔



مردانہ سیاست پر صاحبِ ندوی نے قلم کی تمام تصنیفات نقد کا طعن عبلا اور  
 علم و دانش کے نکاح سے نکلا رہا لیکن اس سے بے جفا محنت کو جس چیز پر جسے  
 زیادہ مٹا کر کیا وہ خطباتِ مدراس ہے اگر کسی محقق کے حصہ میں صرف یہی  
 تصنیف ہے تو اس کو نذرِ جاوید بنائے اور اگر مقبول ہو تو جیسا کہ آثار  
 سے بھی ظاہر ہے انو مغفرت کے لئے تنہا کافی ہے، بار بار دہرائے گئے مگر  
 پڑھنی، مدبث و میرٹ کے لئے تھے پہنوسنے گئے، اور اس جہدِ خلاصہ  
 پر اس ظلم اور تشویر یافتہ قلموں کے سامنے مدبث و میرٹ پیش کر کے کی جا  
 علو مہر ہوئی۔

صیانتِ جاوید اور زیارتِ اہلِ قلم کے چارے فاعل سے ہندوستان  
 مسلمانوں کے موجودہ مزاج اور فن کے موجودہ تعلیمی و سیاسی رجحانات کے  
 سمجھنے میں بڑی مدد ملی۔ مولوی سید فضل احمد صاحب کی فکرست خود بخود بخساری  
 اور مسلمانوں کا روشن مستقبل سے ہندوستان کی برطانوی سیاست اور مسلم لوگوں  
 کے سیاسی خیر و اور ذہنی تیز کی توجہ ہوئی۔

ہندوستان کی اسلامی، یعنی دینی، برقی کاسب سے بڑا غنا گھر میں موجود  
 تھا کہیں خیل نہیں آیا تھا، حیدر آباد سے اٹھتے تھے کہیں بیوں تو والد  
 مرحوم کی تصنیف اور سرمایہ سیاست نہ پڑا، انکو ہر کسی آٹھ جلدیں ایک سے زائد  
 بار پڑھیں، ان کتابوں سے ہندوستان کی آٹھ سو برس کی پیشین گوئی تار و پود

پاکھوں کے سامنے آگئی۔ عمار و مشائخ دہل دریا اہل تصنیف و اہل ادب و  
اہل کمال اسکا طعن و درناؤ اور دور رساہ کے ایسے حالات اور ہندوستان کی  
علیٰ ہندوئوں کے لیے خفیہ فواد و نکات غفلت میں مل گئے جن کے لئے  
سیکڑوں کتابیں آئیں اور ہزاروں صفحات کھنگالنے سے بھی کام نہ چلتا  
ہے ایک بہت بڑی ثقافت اور معلومات کا خزانہ تھا جس کو ہندوستان کا  
کوئی طالب علم بد علم سے اپنا انتخاب کرنا بد نظر انداز نہیں کر سکتا، اور  
جس کے بنیاد میں اپنے ملک میں انحصار کے میں رہے گا۔

میں ہر کسی کتاب کے مواد اور علمی ذخیرہ سے اپنا استفادہ نہیں  
کرا اور مضامین اور تحریروں میں کسی سے اتنا کام نہیں لیتا جتنا اسکا نظر  
کی ان ضخیم کٹھ پتلیوں کے تاریخی معلومات سے چین کی تلاش سے ملے  
تاریخ و تصوف کی کتابوں کے ہزاروں صفحات دیکھنے کی شوقین تھی نہ  
فرصت، اور نہ یہ اندازہ کران کو کہاں تک لاف کرنا چاہئے اور کس جگہ سے  
دو دستیاب ہو سکتے ہیں۔

میری محرومی کو میں اپنی کم سنی کی وجہ سے اپنے والد سے کوئی استفادہ  
نہ کر سکا۔ لیکن اسٹڈن کو کر دے کر دے کہرام ہو چکا ہے وہ ایسا علیٰ ہند  
چھوٹے ہیں کہ ساری عمر اس سے استفادہ کا موقع ہے۔

ایک روز جب دہلی پر عائد ہوا توفیق مرحوم کا بڑا بھائی راجہ علامہ مرحوم سے

کچھ میری دوسری ملاقات کی اور کئی گھنٹے اس کے اشعار اور شادامت سے غفلت و دل  
جس کا انحصار بنیاد کے ایک رسالہ میں "عارف ہندی کی خدمت میں چند گھنٹے"  
کے عنوان سے شائع ہوا۔ ادا عریضہ کے مسلمانوں کی بے انتہائی اور ناشناسی پر  
دل کھول کھول رہتا اور دیکھو کہ قدرت افزائی پر ہندو اس کا مکمل مرحوم کی وفات کے  
بعد صبر میں پہلے سے جاملے کے لئے ایک مفصل و غول مضمون علامہ مرحوم کی زندگی  
و خصوصیات پر کما ہوا شمار و رد و باز ہے اور ان کی کتاب میں ہر وقت کی ہمد  
ہم نشین پھر تفسیر ہوا کہ کسی انصاف کے کلام سے اس قدر شکاک اور شکیلی بھی نہیں  
کسوں ہوا کہ یہ ذوق کرزن بھیجے کہ اشتغال امداد و حق پر غالب اگر ہا ہے۔ رفتہ  
روز در مسرت و مشاغل اور ذوق اس پر غالب آئے لیکن سب بھی اس کے ساتھ رہے  
یہ اتم اور جذبات میں حرکت پیدا کر دیتے ہیں۔

مطالعہ کے سلسلہ میں مولانا عبداللہ بنی صاحب ندوی کی ایک چوٹی سی کتاب  
مذہب و عقلیات "پہ نظر پڑی جس کو ذوق و ذہن سے پورے طور پر پڑھا لیا۔  
اس رسالہ سے عقل و نقل کے حدود و دائرہ تحریر و ضمنا ساری کی ناوی اور کونابوی  
تا پاداری اور انبیاء علیہم السلام کے علم کی قطعیت کا ایک ابتدائی تخیل حاصل  
ہوا جو سفاک میں بہت کام آیا۔ اس کے بعد قدیم و جدید فلسفہ اور اس کی تاریخ پر  
جو کچھ لکھا یا پڑھا اگر اس ابتدائی تخیل میں قدرتاہل واقع نہیں ہوا بلکہ میں قدر  
پڑھا انہم الا نحوہ صحت اور کتب ہوائیہ حیوانیہ و نباتیہ

نار علیہ کی تفسیر و توشیح ہوئی رہی اور لفظ ابن تیمیہ کی سورۃ اقلہ میں اور کتاب التنبؤ کے  
ہذا ایک مزید مٹلی لیکن اس شخص کو پچھ حضرت محمد المتثانی کے مکتوبات نے کہا۔

میرے معلم و مرتب میرے برادر معظم ڈاکٹر سید عہد اعلیٰ صاحب  
ادامہ اندر ظہر میں ان کی اصابت سے خداوند متعال فکر مستقیمت اور گہرا  
علم و نظر نہ تو کن ہر منزل اور ہر سو پر میرا دست گہرا رہا۔ ہزار حضرت مجدد  
الف ثانی کے مکتوبات سے حضرت شاد الدلی اندر کی اتنا لڑا، کھفائے کے معاملہ  
کی تاکید فرماتے تھے لیکن نوعمری کی سطحیت اور کم سنی کی جبلت کی وجہ سے  
کبھی دور چار منو سے زیادہ نہ پڑھ سکا۔ ان نزول کا پہلا کتب جو حضرت نے  
سیدہ رشہ خواجہ بانی باندہ کو لکھا ہے اور جس میں اپنے ہت سے روایت  
اور راہ سلوک کے تجربات لکھے ہیں ہمیشہ ہمت شکن ثابت ہوا۔ اور میں طبع  
بدشوق بننے پہلے قرآن کی تلاوت میں پہلا پارہ پڑھ کر چھوڑ دیا کرتے ہیں میں  
بھی اس کتب کے چند صفحات پڑھ کر کتاب با قدس سے رکھ دیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ اس کا عزم کیا کہ مکتوبات کا لفظ غلط معانی کر دینا چاہے بڑ  
حصہ مجھ میں نہ آئے اچھا سچے اس کے چاروں دن پڑھے۔ لغت غلط دل لگا کر  
اور بحث سے کر پڑے۔ سب سے اندر ہی قوت مطالعہ کی گئی اور طبع عقلیہ و  
اسمیر کی سبب بعضا حق قدم قدم پر جاناں چھری رہی لیکن ایک حامی کے حصہ میں جو  
کچھ آیا اس پر لفظ کو جزا۔ ہزار فکر بھی کچھ اپنے ساتھی مابینت عین العادت ہوتا





کچھ پہلے دیکھی غیبی کچھ نہیں دیکھی نہیں اس سلسلہ پر ازلہ کھنڈا کے بار بار متوجہ رہا  
 پڑھنے کی فہم تھی، اپنی نکتہ آفرینی کا دوسرا نمونہ تھا، انشائی تصنیف میں  
 کم کتا بڑوں سے؟ تنازعہ قائم ہوا ہوں گا جتنا مکتوبات اور انشاءات انھار سے،  
 علم کا چشمہ بٹانا نظر آتا ہے، آدمی ایک نکتہ کہ لطفہ نہیں لینے پتا کہ دوسرا  
 نکتہ ملتے آجاتا ہے اور دوسرے سے فاضل نہیں ہونے پتا کہ تیسرا نکتہ سے  
 آجاتا ہے۔ آیات کی تفسیر و تفسیر میں اور غفلت کے قصائص پر دینی اخطا اور  
 تفسیر کی تردید کی تار و تار کی تدوین میں جو کچھ نکلا ہے وہ علمی ہنگامی کے ساتھ کیا لفظ  
 معائنات میں ادب متاعی سے کم ہے؟

مجید اللہ اب اللہ میں سے سوتہ نا مجید اللہ صاحب مذہبی کے تلمیذ و شاگرد اور  
 یہاں کے مشہور عالم و مصلح مولانا محمد علی صاحب لاہوری سے بڑھی تھی اور  
 دارالہدایہ کی مصیبت، حکم استدلال، درشاہ صاحب کی باریک بینی کا اثر  
 اس سے قائم ہوا، مجید اللہ اللہ سے علمی و اخلاقی مباحث اور محکامہ و فلسفہ  
 اہل دینی کے جوہر سے سمجھنے کی استعداد پیدا ہوئی اور اس جہت سے اس نے  
 بڑا احسان کیا۔

شاہ انجیل صاحب شیعہ کی حقیقت و فائزانی دریا ہے، لیکن ان کی شہرہ  
 آفاق اور مسلم فکارت اور خود علم کا انوار و معرفت مذهب امامت سے ہوا جو  
 اس موصوفہ پر میرے محمد و علم میں اپنے طرز کی منفرد نصیبت ہے۔



ترتب کر کے پیش کیا جاتی ۔

ان کتابوں کو یکے کے بعد ایک یہ فائدہ علومِ نبوت سے وحشت اور اطمینان  
جو مشق اور مصاعفی علوم اور تصنیفات سے پیدا ہو جاتی ہے وہ ہوتی ہے کہ  
بہت سی تفسیریں اور علمی اصطلاحات اور مذاہب کی زبان کے جبر بھی علوم  
وہ آئی دیکھ جائیں گے ہیں اور یہ کتابوں کے رامت کے علاوہ کچھ اور بھی ہے  
میرا جن سے وہ علوم آتے ہیں اور کتابوں کے صفحات میں منبہ نہیں کیے جاسکتے  
ایسا بھی ممکن ہے کہ مغز بجا اور چھلکے نہ ہوں ، معافی ہوں اور زیادہ الفاظ  
دہوں ، صفت ہو اور حاشیہ نہ ہوں ۔

اس عصر کے عارف مولانا محمد تقی صاحب کا تدریسی (مجموعہ ۱۲ جلدوں)  
سے ۱۲ جلدوں کی باتیں اور ان کے معارف سمجھنے میں نسبتاً سہولت ہوتی ہے ۔  
حسن الخصال اور حسن اور کمال انسانی زبان اور علمی اصطلاحات کی حاشیہ  
مستعد کے سمجھنے میں جواب نہ دینا ممکن ، تم نے ایک موقع پر عرض کیا کہ اگر  
میر نے حضرت سید احمد شہید کے حالات دیکھے ہوتے اور حضرت محمد  
المتنالی کے کنو بات نہ دیکھے ہوتے تو مجھے آپ کی باتوں سے بڑی  
احشت ہوتی جولا ملنے اس کو پسند فرمایا اور دوسروں سے نقل کیا ۔

میر کے تراکین مجید کے مطالعہ میں مولانا احمد علی صاحب کے مجلس درس  
کا فیض اور بہت مطالعہ ، اور سی و متداول اور بعض غیر متداول منہج تفسیر میں

بعض نقطہ نظر دیکھیں لیکن قابل مہتمم قرآن کے مادہ اور بار بار کے  
 پڑھنے سے ہوا۔ اس مسئلہ میں اس کا اظہار ضروری ہے کہ قرآن مجید سے  
 اپنے حصہ لینے میں ضروری علمی وسائل و اہلیت کے ہمدرد چیز یہ سب سے  
 زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ایک علوم نبوت و معراج نبوت سے متناہیت  
 رکھنے والے، شکار کی مصیبت جن کی معاشرت و زندگی کاٹا حلقہ 'الضرائع'  
 کا پروردگار حضور کے 'الانسان المصطفیٰ' و عرش علی کا مقولہ سنت دانے  
 کی نفسی و ذہنی وراثت میں حصہ پایا ہو۔ ان حضرات کے مذہب کی زندگی و  
 تشنگی اس کا مہر و نگار و معیت و گہرائی سے قرآن و تہجی کے الفاظ کی رحمت  
 و معنی کا ایک قبائلی نژاد ہوتا ہے، کئی اقدار و کائنات ان عرب و مشرق  
 غریب، ان قرآن سے اور کئی آیت جو دُشمنی کی ادنیٰ تفسیر کشائے نامہ بازی  
 کی عقل تفسیر فقر: 'غیب اور کثرت کی عقل تفسیر عزت و عبادت و ان  
 بنوں بالوں میں مل جاتا ہے' ان کے اعمال میں اتنی رحمت اور قوت  
 نظر آتی ہے جو پہلے نظر سے اوچھل جاتی۔

دوسری چیز یہ ہے کہ انبیاء و پیغمبر کا مہم میں رہنمائی دے رہی ہے  
 پہلے سے قرآن مجید مختلف ہے: انبیاء علیہم السلام کی زندگیات و حیات  
 کی گہرائی میں ان کا احساس جو تہجی و نور کے اپنے پہلی برون کو جو سب  
 پہلے ہی کان دہی کرتا رہتا ہے، اور ان گھبراہٹ میں منظر و گہرائی میں جو

اور تشبیہات علم کلام کی کتابوں نے اور کتابی محالوں نے فرضی طریقہ پر پیدا کر رکھے ہیں اور وہ دلائل سے حقیقت ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کے سمجھنے کے یہ دو طبعی طریقے ہیں۔

سنا ہے کہ جب قرآن مجید میں آدمی کو بھی لگنے لگنا ہے تو انسانی انسانیت سے ہی مجھبر رہے لگنا ہے انسان کی کتابیں، انسانی نظریہ، انسانی تقریریں، ہستیاں اور یہ لغز معلوم ہونے لگتی ہیں، مادہ اور حکماء اور مفکرین کی باتیں لفظوں اور حسیات نظر آتی ہیں جن میں کوئی گہرائی اور کچھ بھی نہیں معلوم ہوتی۔ سنو کائنات پر چھپے ہوئے سیاہ نقش و نگار کا قند ہی پھول معلوم ہوتے ہیں جن میں رنگ مس ہے خوبصورت انسان کا علم اتلا اور خالی معلوم ہونے لگتا ہے اور اس کا ورثہ بڑھنا ذوق اور رعب پہاڑ ہوتا ہے، اہرہ چیز جو علوم نبوت کے سرچشمے سے نہ آئی ہو مشتبہ اور انفاذ کا طعنه معلوم ہوتا ہے، تسکین صرف وحی و خبر سے آگے ہوئے علم سے ہوتی ہے غمیدہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا تک پہنچا یا اور جو وحی کی زبان میں قرآن مجید میں آدھ لپکا زبان میں حدیث میں محفوظ ہے۔

وادیہم قرآن و منزل قصود نشان      گرد ز سر سیدیم شاید تو درما





نام کتاب	صفحو	نام کتاب	صفحو	نام کتاب	صفحو
الامون	۶۰-۶۰۲	تفتاب فرانسس	۶۲	ب	
المن	۵۹-۶۰۹	(انگریزی)		بال باغز	۳۸
الامور و سیاست	۹۰-۹۵	اشا نیکو پیڈ	۸۱	بالا جیریل	۸۲۹
الجزیر	۶۸-۶۹	آفت زمین		بالنگ دما	۱۲۹-۱۳۰
العتنی	۶۵	اشا نیکو پیڈ	۹۹	بنارسی شریف	۱۳۱-۱۳۲
التقدم اضلال	۷۷	انوار مسیلی	۱۱۳		۱۳۳-۱۳۴ ۱۳۵-۱۳۶ ۱۳۷-۱۳۸
المورخ فی ماخذ		اکھون سے میرا نام		پندرہ بار حسنہ	۳۱
استعار علی الطیار	۱۰۹	بنارسی شریف	۱۵۲	بشاک المومنین	۱۰۹-۱۱۰
امور عامہ	۷۷	افطرات	۱۰۹	بکس آت	۸۱
ام القریٰ	۱۵۳	ادنیج الماسک	۹۱-۹۲	نورستہ سنط	
انشاد و دستری	۵-۶	الوہ مصدقہ نکل و کل	۱	پرستان	۱۳۱-۱۳۲
المقابلہ و مکر		السلطان (مسال)	۱۵۸	پندرہ بار حسنہ	۱۱۳
ادبیات و ادب	۵	آفت - بلو		جگوت گیتا	۱۷
السنہ و	۱۰۹-۱۱۰	(انگریزی)	۵۳	ایک فریتھو سلام	
	۱۱۱-۱۱۲ ۱۱۳-۱۱۴	ایرج نامہ	۳۵	(انگریزی)	۱۳۵
ادبیات و ادب	۵۷	ایرج نامہ	۳۵		



نام کتاب	صفحه	نام کتاب	صفحه	نام کتاب	صفحه
ف		تاریخ معصیت ناری	۴۰	روحان و لائق دریا	۱۴۴
فلسفہ کلام		تاریخ ریاضی	۹۳	شرعی شریعت	۴۱۰-۶۶
فیوض الہیہ و کرم	۲۳	تحریر ابن المہام	۱۵	تذکرہ اسلام	۱۳
فیضان الہیہ و کرم	۴۸	تذکرہ احمد	۱۳	تذکرہ جامعہ گیری	۶۰-۶
فیضان الہیہ و کرم	۶۱۳	تذکرہ احمد	۲۹	تفسیر لغزائہ	۱۰۴
پیام عاشق	۱۱۹	تذکرہ	۴۰۰-۴۰	تفسیر مستزاد	۱۳۱
پیام مشرق	۱۳۸	تذکرہ کرامت	۵۰۳	تذکرہ نوری	۱۳۱
پیام یار	۱۵۷	تذکرہ علی	۴۹	تذکرہ نظام حاکم	۱۳۰
فت	۰	تذکرہ کرامت و لیا	۴۴	تذکرہ نوری	۱۳۰
فیضان العروسی	۲۲	تذکرہ کرامت	۴۰۵	تذکرہ نظام	۴۴
فیضان العروسی و لیا	۱۲۰	تذکرہ گلشن بی غار	۶۴	تفسیر ابن عباس	۱۵
فیضان آداب القلم	۱۳۵	تذکرہ قرآن شاہ	۴۰۵	تفسیر ابن جریر	۵۱
العربیہ		عبد القادر صاحب	۴۰۵	تفسیر ابن کثیر	۴۳۰-۴۰
عبدی و اسلام	۱۵۰	ترجمہ قرآن محمد علی	۲۰	تفسیر احمد	۶۳
عبدی و فرستہ	۶۰۳	تذکرہ نوری	۲۰	تفسیر جلیلی	۸۰
تاجیہ	۱۳۵	تذکرہ نوری	۴۰۵	تفسیر طالع	۴۰۰-۵۱







نام کتاب	صفحه	نام کتاب	صفحه	نام کتاب	صفحه
شمس التوابع اطفا	۵۳-۵۴	ضرری	۱۲۷	علم الکلام	۱۱۵
شمس التوابع دوم	۵۲	ط		علم البیشت	۳۵
شمس التوابع سوم	۵۴	قیقات ابن سعد	۵۰-۵۱	عمدة القاری	۵۹
شمس بازده	۶۵	قاری شریف	۱۰	مستایه	۵۲
ص		طبرستان	۶۲-۶۳	عوارض	۴۵
نیو او شسته	۶۶	المسلم و غیره	۳۶-۳۷	عینی شرح بخاری	
صالح سحر	۴۲	ن		شریف	۱۰۰-۱۰۱
صمد را	۱۱۴-۱۱۵	قیقات	۵۰-۵۱	غ	
صراط مستقیم	۱۸۵	عربی جول جان	۵۴	قائده الامانی	
صرفت میر	۱۱۳	عربک پشوری		الرحمن الیمانی	۱۰۰
صفت	۱۱۳	عربک پشوری	۵۸	ف	
صند الصلوة	۱۰۰	عربک پشوری		فتاویٰ ابن تیمیہ	۶۶-۱۰۳
صلوة المصادر	۵۱۲	کلا و مشق	۵۸	فتح الباری	۶۲-۵۹
ص		عربک پشوری	۵۸	فتح الرحمن	۶۱-۶۶
شیخ الاسلام	۴۴۵	عبدالرحمن	۸	فتح العزیز	۹۲-۹۴
غریب کلیم	۱۲۶	عروة الصابرين	۱۰۲	فتح الغیب	۵۵-۶۵



[illegible]





